

زندگی تیرے رنگ ہزار

از قلم ستارہ ناز

سیزن ٹو

مکمل ناول

شہباز صاحب ایئرپورٹ سے بچوں کو لے کر سیدھا گھر آئے۔ عفان کے لیے وہ پہلے ہی روم سیٹ کروا چکے تھے اس لیے سحان عفان کا سامان سیدھا اس کے کمرے میں رکھ کر آیا۔

"بھائی آپ جاکر فریش ہو جائیں میں آپ کا سامان رکھ آیا ہو۔ آئیں روم بھی دکھا دو۔۔۔۔۔"

سحان عفان کو ساتھ لے کر اوپر والے پورشن میں آیا جہاں ماہم کے روم کے ساتھ ہی اس کا روم تھا اس سے اگلا روم سحان اور شعبان کا تھا۔

"شکریہ! مجھے واقعی شدید طلب ہو رہی تھی فریش ہونے کی۔۔۔۔۔"

کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے عفان نے سحان کو کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"ماہم بیٹا! آپ بھی فریش ہو جائیں پھر میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔۔۔"

انہوں نے ماہم کو بھی فریش ہونے کے لیے بھیجا اور خود سحان کو لے کر کچن میں آگئیں۔

شعبان ڈائننگ ٹیبل پر برتن سیٹ کر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں دونوں فریش ہو کر نیچھے آئے تو ٹیبل پر کھانا لگ چکا تھا۔ عفاں نے جائزہ لیا بیگم منزہ نے کافی ساری ڈیشز بنائی تھی اور تقریباً سب ہی اس کی پسند کی تھی اس سے اندازہ ہو گیا کہ انہوں نے یقیناً ماہم سے پوچھا ہوگا۔

"آپ کی تھانے بات ہوئی کچھ پتہ چلا۔۔۔"

بیگم حلیمہ محسن صاحب کے پاس بیٹھی ان سے میرب کے ساتھ ہونے والے حادثے کے متعلق پوچھ رہی تھیں۔ ہر روز محسن صاحب کے واپس آتے ہی ان کا پہلا سوال اسی کے متعلق ہوتا تھا۔

"ہاں میں نے پوچھا ہے مگر ابھی تک وہ اس کو نہیں پکڑ سکے۔ جگہ جگہ چھاپے بھی مارے ہیں مگر وہ نہ جانے کہاں چھپ کر بیٹھ گیا ہے، محلے والوں نے اس کے بچے کسی یتیم خانے میں بھجوا دیئے ہیں کیونکہ اس کے کسی بھی رشتہ دار نے بچوں کو لینے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔"

انہوں نے افسردگی سے تھانے سے ملی معلومات بیوی کو بتائیں۔ انہیں شدید دکھ تھا کہ ابھی تک ان کی بیٹی کا قاتل کھلا پھر رہا ہے۔

"اللہ غارت کرے اس کو ہماری گود بھی اجاڑ دی اور اپنی اولاد کو بھی سڑک پر لے آیا۔۔۔"

میرب کو گئے تین مہینے ہو گئے تھے مگر ان کے دل سے بیٹی کا دکھ نہیں جاتا تھا اس کا ہنسنا بولنا شرارتیں کرنا انہیں بہت یاد آتا تھا۔

"بابا جان! آپ کی دوائی کا وقت ہو گیا ہے میں آپ کے لیے کچھ کھانے کے لئے لے آؤ پھر آپ نے دوائی بھی کھانی ہے۔۔۔۔۔"

ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر ماہ رخ نے پوچھا۔

"بیٹا کچھ دیر ٹھہر جائیں ابھی دل نہیں کر رہا زبردستی کھایا تو طبیعت بھاری ہو جائے گی۔۔۔۔۔"

انہوں نے نرمی سے جواب دیا۔ میرب کے یوں اچانک جانے کے بعد انہیں دل کا مسئلہ شروع ہو گیا تھا جس کا ٹریٹمنٹ جاری تھا۔

"بھابھی! میں نے آپ سے کتنی مرتبہ کہا ہے کہ پاپا کے کام میں خود کروں گی پھر آپ کیوں گئی پاپا کے روم میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ایشل محسن صاحب کے دروازے کے پاس پہنچی تو اندر سے ماہ رخ کی آواز آرہی تھی وہ چند لمحے انتظار کرتی رہی اور جیسے ہی ماہ رخ ان کے کمرے سے نکل کر لاؤنچ کی طرف آئی تو غصے سے اس کے قریب آکر بولی۔ بولتے ہوئے اس کا لہجہ دھمیا اور خفگی بھرا تھا۔

"ایشل آپ کو مجھ سے کیا پروہلم ہے۔۔۔۔ میں صرف اس گھر کی بہو ہونے کی وجہ سے اپنی ذمہ داری نبھاتی ہوں۔۔ باسم کے حوالے سے وہ میرے بھی والدین ہیں۔۔۔۔۔"

ماہ رخ کا لہجہ جھجک اور خوف سے عاری تھا۔

"وہ آپ کے والدین نہیں ہیں۔۔۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں آپ کے منصوبوں کو۔۔ آپ اس گھر پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔۔۔ ماما اپنی طبعیت کی وجہ سے کمرے میں ریتی ہیں اور آپ اسی بات کا فائدہ اٹھاتی ہیں۔۔۔۔۔"

ایشل غرائی۔

"ایشل ایسا کچھ نہیں۔۔۔ مجھے کام کرنے کی عادت ہے۔۔ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتی۔۔ یونی سے آنے کے بعد سارا وقت فری ہوتا ہے۔۔ آپ بتائیں میں کیا کیا کرو۔۔۔۔۔"

ماہ رخ اس سے ایک سال بڑی تھی اس کے باوجود ایشل اور انیق سے بات کرتے ہوئے آپ کہہ کر مخاطب کرتی۔ اسے اپنی اصل پہچان اتنے بڑے گھر میں آکر بھی نہیں بھولی تھی۔۔۔۔۔

"آپ فری ٹائم میں اپنے کمرے میں رہا کریں۔۔۔ مجھے ماما کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھنا یہاں۔۔۔ میرب آپنی بھی چلی گئیں ماما۔۔۔ پاپا بھی بھی بیمار ہیں۔۔۔ مجھے بس ان کو خود دیکھنا ہے۔۔۔۔۔"

ایشل بات کرتے ہوئے پہلے شدید غصے میں تھی مگر بعد میں اس کی آواز بھرا گئی اور آنکھیں نم ہو گئیں۔ ماہ رخ کو ایک لمحہ لگا سب سمجھنے میں۔

"ایشل ہر انسان کی سانسیں مقرر ہیں۔۔ کوئی اس ذات کی مرضی کے بغیر ایک سانس بھی فالتو نہیں لے سکتا۔ آپ کیوں اپنے آپ کو اذیت دیتی ہیں۔۔۔۔ میرب کی زندگی اللہ نے اتنی ہی لکھی تھی۔۔ مجھے یہاں آئے ایک ماہ ہو گیا ہے۔۔۔ میں نے آپ کو اور انیق کو کبھی ماما، پاپا کے ساتھ بیٹھ کر ہنسی مذاق کرتے نہیں دیکھا۔۔ آپ دونوں چاہو تو ماما اور پاپا کو اس تکلیف سے نکال سکتے ہو۔۔۔۔"

ماہ رخ نے کا انداز ناصحانہ تھا۔ ایشل نے سرخ آنکھوں سے ماہ رخ کو گھورا۔

"میری بہن کو گئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں جو ہم ہنسی مذاق کی محفلیں سجالیں۔۔۔ آپ کا کون سا ان سے خون کا رشتہ تھا جو تکلیف ہم محسوس کرتے ہیں آپ نہیں کر سکتی اس لیے ایسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔۔"

ایشل غصے سے اونچی آواز میں بولی اس کا لہجہ کاٹ دار تھا۔

"کیوں ایشل۔۔۔ میں کیوں تکلیف محسوس نہیں کر سکتی۔۔۔ وہ تو اتنی اچھی تھیں کہ تین ملاقاتوں میں ہی اپنے سحر میں جکڑ گئیں۔۔۔ ان کے جانے کی تکلیف بے شک مجھے آپ لوگوں جتنی نہیں مگر آپ سے کم بھی نہیں۔۔۔ اگر آپ خود یوں اپنے آپ کو نہیں سمجھالیں گی تو



ماہ رخ دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہی تھی۔ ایشل چند لمحے اسے گھورتی رہی اور پھر سر جھٹکتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ ماہ رخ نے افسردہ نظر سے اس کو جاتے ہوئے دیکھا۔ اس گھر میں اسے بے شک عزت احترام ملا تھا مگر ایشل اس سے کھینچی کھینچی رہتی اور ماہ رخ اس کے اس رویے کی وجہ جاننے سے قاصر تھی۔

"شیدے۔۔ میں نے پتہ کروایا ہے مگر تیرے بچوں کا کچھ پتہ نہیں چلا۔۔ جس بندے کو پتہ کروانے بھیجا ہے اس نے بتایا ہے کہ کسی نے بچوں کو یتیم خانے بھجوا دیا تھا۔۔ وہ یتیم خانے کا پتہ لے کر وہاں بھی گیا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا ہے ہے رجسٹر بھی چیک کیے مگر بچوں کی کوئی اینٹری نہیں۔۔۔"۔

شیدے کا دوست خادم اسے تفصیل بتا رہا تھا وہ اس کی کہنے پر بچوں کو ڈھونڈ رہا تھا۔

ایسے کیسے بچے غائب ہو سکتے ہیں --- میری تین بچیاں ہیں کسی درندے کے ہاتھ لگ گئی تو

— " — — — — —

اس بات کو سوچ کر ہی شیدے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ مسلسل پولیس کی نظروں میں دھول جھونک کر خادم کے ڈیرے پر موجود تہ خانے میں چھپا ہوا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ بچے کسی سی اغوا کار کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔۔۔۔۔"

خادم کی بات پر شیدے نے جھٹکے سے سر اٹھایا اس کا رنگ سپید پڑ گیا وہ جتنا مرضی خبیث اور بے غیرت بن جاتا اولاد کے لئے باپ ہی تھا۔

"تو کچھ کریا میرے بچوں کا کہیں سے پتہ کروا۔۔۔۔۔"

اس کا لہجہ ملتیانہ تھا۔

"میں کہاں سے پتہ کرواؤں۔۔۔۔۔ میرے کون سا کسی گروپ سے رابطے میں پہلے ہی تجھے پناہ

دے کر پریشان ہوں۔۔۔۔۔ اگر کسی کو خبر ہو گئی تو میری کتنی بے عزتی ہوگی اس گاؤں کا

چوہدری ہو۔۔۔۔۔ کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا اور نہ کس گاؤں میں کسی کو کرنے دیا ہے۔۔

اتنے سالوں بعد تو نے آکر اپنے احسان کا بدلہ مانگا اس لیے تیری مدد کر دی اب اس سے زیادہ

میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔"

خادم کے صاف انکار پر سیدھے کا دل ڈوبا۔

"میں نے تیری جان بچائی تھی اس احسان کے بدلے میری اولاد ڈھونڈ دے۔۔۔۔۔ تجھے پتا ہے

میں باہر نہیں نکل سکتا پولیس والے میری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔"

شیدے کی گھٹی گھٹی آواز پر خادم نے ترحم سے اس کو دیکھا۔

"جب تم نے ان دو معصوموں کا خون کیا تمھاتب تجھے ترس نہیں آیا۔۔۔ اب میں تیرے احسان کے بدلے تجھے پناہ دے کر بدلہ دے چکا ہوں۔۔۔۔۔ اگر تجھے اپنے بچوں کو ڈھونڈنا ہے تو خود جا کر ڈھونڈ۔۔۔ آج کل گاؤں میں سالانہ میلہ لگنا ہے میری موجودگی ضروری ہے پورے پندرہ دن کا میلہ ہے دور دور سے لوگ اس میلے کو دیکھنے کے لئے میرے گاؤں میں آتے ہیں اور میں تیرے کام میں پھنس کر اپنے کام نہیں کر سکوں گا۔۔۔۔۔"۔

خادم کے صفا چٹ انکار پر شیدا شرمندگی سے سر جھکائے بیٹھا رہ گیا۔ خادم کب کا اٹھ کر جا چکا تھا۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>

[Support@classicurdumaterial.com](mailto:Support@classicurdumaterial.com)

"فاطمہ اگر جوس ختم نہیں کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔"۔

کبیر نے مصنوعی خفگی سے زبردستی جوس فاطمہ کو تھمایا اس کا پانچواں مہینہ چل رہا تھا تا بی پی بہت لوگ رہنے لگ گیا تھا جس پر ڈاکٹر نے سختی سے ہدایات دی تھیں اور کبیر ان ہدایات کے پیش نظر اس کا خیال رکھ رہا تھا۔

"صبح سے چوتھی مرتبہ آپ مجھے سیب کا جوس پلا رہے ہیں اب تو میرا اس کی شکل دیکھنے کا دل نہیں کر رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"



فاطمہ کو متلی کا مسئلہ بھی ساتھ تھا مگر ڈاکٹر کے مطابق چاہے جتنی مرضی الٹی آئے زبردستی کھانا پینا ہے۔۔۔۔

"میری پیاری بیگم! میں نے اپنے ان پیارے پیارے ہاتھوں سے تازہ سیب کا جوس بنایا ہے ہے میری اتنی محنت کو دیکھتے ہوئے تمہیں فوراً کے گلاس خالی کر دینا چاہیے۔"

کبیر نے اسے اموشنل کرنا چاہا۔

"آپ اپنی چکنی چڑی باتوں سے بہلا پھسلا کر مجھے چوس کا یہ گلاس پینے پر مجبور نہیں کر سکتے۔"

فاطمہ نے سیدھے ہاتھ سے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے منہ بسورا۔

"فاطمہ مجھے تمہاری صحت کی فکر ہے۔۔۔ کچھ دن کی بات ہے جیسے ہی تمہارا بی پی نارمل ہوگا تمہارے کھانے پینے میں کمی آجائے گی۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ دونوں میں سے کسی کو بھی نقصان پہنچے میرے لئے کچھ دن مزید برداشت کر لو۔۔۔"

کبیر کا گمبیر لہجہ فاطمہ کو سٹیٹانے پر مجبور کر گیا۔ اس نے شرافت سے گلاس اٹھایا اور گھونٹ کر کے پینے لگی یہ اور بات کے پیتے ہوئے اس کے منہ کے زاویے مسلسل بگڑ رہے تھے۔

"بھائی اگر بھابھی جی کی تیمارداری سے فرصت مل گئی ہو تو آکر لچ کر لیں۔۔۔"

کوکب نے دروازہ کھٹکھٹا کر اندر قدم رکھا اور شرارتی انداز سے مخاطب ہوئیں تو کبیر نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔

"کیا ہے۔۔ اس بیچاری کو کیوں ڈانٹ رہے ہیں۔۔ ٹھیک تو کہہ رہی ہے تین سے لگاتار آپ فیکٹری سے چھٹی کر کے میرے پاس موجود ہیں۔۔۔۔۔"

فاطمہ نے فوراً کوکب کی سائیڈ لی تھی۔

"اگر کوکب تمہارا دھیان ٹھیک سے رکھ دیں تو یقیناً آج یہ نوبت نہ آئی ہوتی۔۔۔۔۔"

کبیر کی برہمی پر کوکب کا رنگ پھیکا پڑا۔ وہ تیزی سے اس وقت آنسو پیتی پٹی۔ فاطمہ سے اس کی آنکھوں میں در آنے والی نمی چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

"کبیر! کتنی غلط بات ہے۔۔ آپ کی وجہ سے کوکب کی آنکھوں میں آنسو آئے ہیں۔۔ وہ

بیچاری اکیلی سارا گھر سنبھال رہی ہے ایک ہفتہ ہو گیا ہے کام والی کو چھٹی کرتے ہوئے مجھے بھی کھانے پلانے میں ہلکان ہوتی رہتی ہے۔۔ آپ مرد بہت سنگدل ہوتے ہیں ذرا سی بات پر

دل دکھانے سے باز نہیں آتے۔۔۔۔۔"

فاطمہ کے ایسے بولنے پر کبیر جی بھر کر شرمندہ ہوا۔

"سوری۔۔۔۔۔"

وہ شرمندگی سے بولا۔

"یہ سوری آپ مجھ سے کرنے کے بجائے کوکب سے کریں جس کو آپ نے رلایا ہے۔۔۔"

فاطمہ کسی لگی لپی کے بغیر باور کروا گئی کبیر سر ہلاتا اٹھا اور خالی گلاس اٹھا کر باہر نکل گیا۔

"کوکب بیٹا! اب آجھی جاؤں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔"

ٹیبل پر کھانا لگا ہوا تھا مگر کوکب غائب تھی۔ کبیر نے اونچی آواز میں پکارا مگر ندارد۔ گہرا سانس لیتا وہ اس کے کمرے کی طرف آیا اور ہلکا سا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوا۔ کوکب نے کبیر کو دیکھتے ہی تیزی سے چہرہ صاف کیا۔ کبیر اسے یوں روتا دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اسے نہیں پتا تھا کہ چھوٹی سی بات پر وہ یوں بری طرح رو دے گی۔

"اگر بیا یہ کیا۔۔۔۔"

اس کے سامنے بیٹھ کر اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھام کر صاف کرتا پریشانی سے بولا مگر مراد اسے اس حالت میں دیکھ لیتا تو یقیناً کبیر کی خیر نہیں تھی۔ اس کا اپنا بیڈروم تو پر تھا کہ اوپر پوزیشن میں آنے جانے کے لیے باہر سے سیڑھیاں استعمال کرتا تھا جب کہ کوکب دن میں نیچے والے روم میں رہتی تھی۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>

"سوری کوکی بیٹا! میں بس غصے میں بول گیا۔ جب سے شمسہ اور جگنو گئے ہیں دل میں ایک ڈر سا بیٹھ گیا ہے بس اسی پریشانی میں تم پر غصہ کر گیا۔۔۔۔"

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

کوکب کے آنسو صاف کرتا ہوا دکھی لہجے میں بولا تو کوکب نے پیار سے بھائی کے ہاتھ تھامے۔

"کچھ نہیں ہوگا فاطمہ بھابھی کو آپ پریشان نہیں ہوں ہم مل کر ان کا خیال رکھیں گے۔۔۔۔"

اس کی ڈانٹ بھول کر وہ دلاسہ دینے میں مصروف تھی۔ کبیر نے اس کے سر پر بوسہ دیا۔

"چلو چل کر لہجہ کریں پھر میں تمہارے لیے آسکریم لاتا ہوں۔۔۔۔"



"میں نے قمر کو سمجھایا ہے کچھ الٹا سیدھا نہ کرے آپ خود مراد سے بات کریں وہ چاچا کو سمجھائیں جہاں وہ صائمہ کا رشتہ کرنا چاہ رہے ہیں اس میں کون سا سرخاب کے پر لگے ہیں۔۔۔۔۔ ویسے بھی منگنے توڑنے کی کوئی تک نہیں۔۔۔۔۔"

فاطمہ غصے سے بولی تو کبیر نے اس کا ہاتھ تھپک کر ٹھنڈا ہونے کا کہا۔

"میں آج بات کروں گا مراد سے۔۔۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا تمہیں پریشان ہونے یا ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے۔۔۔۔۔"

کبیر نے اسے سمجھایا۔

"بھائی میں نے کل بات کی تھی۔ مراد بھی بہت غصے میں تھے انہیں بھی امید نہیں تھی کہ چاچا جی ایسی کوئی بات کریں گے۔۔۔۔۔"

روٹی کا نوالہ توڑتے ہوئے کوکب نے ہاتھ روک کر کبیر کو بتایا۔

"بس دعا کرو یہ مسئلہ آرام سے حل ہو جائے۔۔ انہیں قمر کے ہوٹل میں ویٹر کی جاب کرنے سے یادہ ایشو ہے۔۔۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ قمر حق حلال کی کما رہا ہے۔۔۔۔۔"

کبیر تاسف سے بولا۔

"مجھے لگتا ہے ان کو اس طرف لانے میں مامے لیاقت کا ہاتھ ہے۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ

صائمہ کا رشتہ قمر سے ہو۔۔ میں نے سنا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ ہمارے قمر سے کرنا چاہتے

تھے۔۔۔۔۔"



کچھ سوچ کر فاطمہ نے کبیر اور کوکب سے اپنا خدشہ بیان کیا۔

"ہاں میں نے بھی سنا تھا۔ خیر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔۔"

کبیر نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔ کوکب برتن سمیٹ کر ٹرے میں واپس رکھ رہی تھی۔

قمر پریشانی سے کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا جب سے صائمہ کے والد نے نیا شوشہ چھوڑا تھا اس کا پریشانی سے برا حال تھا۔ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا حالانکہ کبیر اور مراد دونوں نے اسے دلاسا دیا تھا کہ وہ سب کچھ دیکھ لیں گے۔

"قمر پتر! آج کالج نہیں جانا۔۔۔۔"

بے بے نے جب دیکھا کہ قمر کمرے سے ابھی تک باہر نہیں نکلا تو وہ اس کے کمرے میں چلی آئیں۔ اسے کمرے میں چکراتا دیکھ کر انہیں اچھا نہیں لگا۔

"قمر پتر دنیا ایک کڑی پر ختم نہیں ہو جاتی آگے دیکھ کے اپنا کام کر۔۔۔۔ پڑھائی زیادہ ضروری ہے۔۔۔۔"

بے جی کے منہ سے نکلے الفاظ پر قمر نے تڑپ کر ان کو دیکھا۔

"بے جی! میری دنیا اسی پر ختم ہوتی ہے۔۔۔۔ اگر وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں۔۔۔۔"

اس کے سخت لہجے پر بے جی نے کڑے تیوروں سے اپنے پیٹے کو گھورا۔

"کیا کرے گا تو۔۔۔ ایک بار مجھے کھل کے بتا دے تاکہ میں بندوبست کر کے رکھوں۔۔۔ کوئی نہ کوئی نیا سیپا کھلا ہوا ہوتا ہے۔۔ چار دن سکون کے نہیں گزارنے دیتے تم لوگ۔۔۔۔ ماں باپ کے سر پر خاک ڈلواو گے اس عمر میں۔۔۔۔"

بے جی جلال میں آئی تو بولتی چلی گئیں۔

"بے جی! اگر مجھے اسے اٹھا کر نکاح کرنا پڑا تو میں اس سے بھی گریز نہیں کروں گا۔۔ میں بتا رہا ہوں آپ کو۔۔"

قمر کی بات پر بے جی کا ہاتھ سیدھا جوتے پر گیا اور لگے ہی لمحے قمر کی چیخ پورے کمرے میں گونجی۔ بے جی کا جوتا سیدھا اس کے سینے پر لگا تھا۔

"میں نے تیری یہ تربیت کی ہے دوسروں کی بیٹیوں کے لئے برا سوچے۔۔ میں تیری جان نکال دوں گی اگر تو نے ایسی کوئی گھٹیا حرکت کی۔۔۔"

بے جی کی کراخت آواز پر قمر نے غصے سے انہیں دیکھا۔

"اپنی آنکھیں نیچے کر لے یہ نہ ہو کہ میں تیری آنکھیں ہی نکال دوں۔۔۔"

اسے گھورتا پا کر بے جی نے دوسرے جوتے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو قمر فوراً پیچھے ہوا۔

"ایک بات کان کھول کے سن لے۔۔ اگر تو نے کوئی بھی الٹی حرکت کی تو میں تجھے اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔۔"

بے جی کی چنگاڑ پر قمر نے ساکت نظروں سے ماں کو دیکھا۔۔

"بے جی آپ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے مارنا چاہتی ہیں۔۔۔"

قمر کی تحیر بھری آواز پر بے جی نے آنکھیں سکیڑ کر اپنے چھوٹے بیٹے کو دیکھا جو بڑے بڑے کام کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔

"جب سے عفاں گیا ہے تم لوگوں کے زیادہ ہی پر نکل آئے ہیں۔۔۔ وہ تم لوگوں کو صحیح کھینچ کر رکھتا تھا۔۔۔ آج آنے دے عفاں کا فون اب وہی تم لوگوں سے نمٹے گا۔۔۔"

بی جی اسے کہتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ انہیں عفاں پر پورا بھروسہ تھا۔ اب بس انہیں عفاں کے فون کا بے چینی سے انتظار تھا۔

"بے جی آپ نے میرے ہاتھ باندھ کر اچھا نہیں کیا اگر میری شادی صائمہ سے نہ ہوئی تو میں ساری زندگی کسی کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں گا۔۔۔"

قمر باہر نکلا اور اونچی آواز میں صحن میں جھاڑو پھیرتی ماں جی سے بولا اور صحن کے دروازے کو ایک لات رسید کرتا باہر نکل گیا۔

"اللہ ہدایت دے میرے پتر کو۔۔۔ ایسی پاگلوں والی حرکتیں کرتا پھر رہا ہے۔۔۔۔"

ان کا اشارہ اس کے دروازے پر لات مارنے والی حرکت کی طرف تھا۔ وہ بہت رنجیدہ ہو رہی تھیں قمر کی جنونی کیفیت دیکھ کر۔ انہوں نے ایک نظر صحن میں موجود پتوں پر ڈالی اور سر جھٹکتی واپس جھاڑو پھیرنے لگیں۔

"ماں جی ابا سے کہیں ایسے نہیں کریں میں کسی اور سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔"

صائمہ آنسو بھری آنکھوں سے ماں کے پاس بیٹھی رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ ماں جی نے ایک بے بس نظر اپنی بیٹی پر ڈالی۔

"پتر میں تیرے بابے کو سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہو مگر ان کی ایک ہی رٹ ہے۔ پتا نہیں اس لیاقت نے کونسی پٹی پڑھائی ہے کہ وہ کسی اور کی کوئی بات سن ہی نہیں رہے۔۔۔۔۔"

ماں جی کی بات سن کر صائمہ نے تڑپ کر ان کو دیکھا۔

"چاچا لیاقت شروع ہی سے اس رشتے میں ٹانگ اڑاتے آئے ہیں۔۔۔ پھر انہیں تکلیف شروع ہو گئی ہے جو لڑکا انہیں میرے لئے ناپسند ہے اس کا رشتہ مجھ سے تڑوا کر وہ اپنی بیٹی کو بیاہنا چاہتے ہیں اور یہ سارا چکر صرف اس لئے ہے کیونکہ ان کی بد صورت بیٹی کو کوئی منہ نہیں لگاتا۔۔۔۔۔۔۔"

صائمہ نہ کی بات پر ماں جی نے ناپسندیدہ نظروں سے اپنی بیٹی کو گھورا۔

"اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں نقص نہیں نکالتے -- رشتے ناٹے اپنی جگہ وہ بد صورت ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں -- یہ اللہ کی قدرت ہے وہ جانے اور اس کے کام ---- آئندہ میں تیرے منہ سے کوئی ایسی فضول بات نہ سنو ----"۔

ماں جی نے اس کو گھر کھا۔

"آپ کو اپنی بیٹی کے بجائے آئیے اس چاچے لیاقت کی بیٹی کی پڑی ہے ----"۔

صائمہ کی غلط فہمی پر ماں جی نے افسوس بھری نظروں سے اپنی بیٹی کو گھورا۔

"جیسے تو میری بیٹی ہے ویسے ہی وہ بھی مجھے بیٹیوں کی طرح لگتی ہے اگر اس کا باپ کوئی الٹی

سیدھی حرکتیں کر رہا ہے تو اس میں اس کا تو قصور نہیں ہر ماں باپ اپنی اولاد کے لیے بہتر

سوچتے ہیں ----"۔ <https://www.classicurdumaterial.com/>

ماں جی کی بات سن کر صائمہ نے اپنے آنسو صاف کیے اور ایک نظر ان پر ڈالی۔

"یہ کونسی بہتری ہے کہ میری پسند میرے منگیتر کو مجھ سے چھین کر کسی دوسرے کی بیٹی

کا گھر بسانے کے لیے تیار ہو گئے ہیں ----"۔

صائمہ کی آواز میں افسردگی تھی۔

"تو کملی تو نہیں ہو گئی -- تیرے باپ کو کیا خبر کے وہ لیاقت کونسی گیم کھیل رہا ہے اس

نے تو تیرے بابے کو پٹی پڑھائی ہے کے قمر شہر میں کالج کی کسی لڑکی کے ساتھ گھومتا پھرتا

یے ----"۔



ماں جی کی بات پر صائمہ نے چونک کر سر اٹھایا اس کے لئے یہ بات دھچکا ثابت ہوئی۔  
 "مجھے قمر پر پورا بھروسہ ہے کتنا بڑا گاؤں ہے اور گاؤں کی ہر لڑکی قمر کی تعریف کرتی ہے  
 کیوں کہ آج تک اس نے کبھی کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔۔۔ جب بھی کسی لڑکی  
 سے اس نے بات کی تو ہمیشہ بہن کہہ کر مخاطب کیا۔۔۔ مجھے پوری امید ہے کہ اگر وہاں کالج  
 میں بھی وہ کسی لڑکی کے ساتھ چلتا پھرتا نظر آیا ہے تو وہ لڑکی اس کے لیے فاطمہ کی طرح ہی  
 ہوگی۔۔۔"

اس کے لہجے سے چھلکتا یقین ماں جی کو تحیر میں مبتلا کر گیا۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ ان  
 کی بیٹی قمر پر اس قدر یقین رکھتی ہے۔

"تجھے اس پر اتنا یقین ہے ہو سکتا ہے کہ تیرا یہ یقین غلط ہو اور وہ واقعی شہر میں کسی لڑکی  
 کے ساتھ ہوں ویسے بھی لڑکوں کا کیا جاتا ہے ایک چھوڑ دس دس کے ساتھ دوستی گاڑھی ہوتی  
 ہے۔۔۔"

ماں جی نے آج کل کے لڑکوں کے وطرے دیکھ کر بات صائمہ کے سامنے رکھی۔  
 "میں مانتی ہوں ماں جی کہ آج کل لڑکے ایسے ہی ہیں مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہر  
 لڑکے کو اسی ترازو میں تولہ جائے۔۔۔ آپ جانتی ہیں کہ ہمارے سارے لڑکے اس قدر  
 شریف ہیں پھر بھی مجھے آپ کی بے اعتباری پر افسوس ہوا ہے۔۔۔۔۔ قمر آپ کی آنکھوں کے

سامنے پلا بڑھا ہے۔۔۔ آپ نے کب اس میں کوئی برائی دیکھی جو اس سے بدگمان ہو رہی ہیں۔۔۔"

صائمہ کی تشویش زیادہ آواز پر ماں جی نے مسکراتے ہوئے بیٹی کو دیکھا جو مسلسل قمر کے لئے لیے آواز اٹھا رہی تھی۔

"مجھے قمر پر ویسا ہی بھروسا ہے جیسے مراد پر ہے۔۔ میں نے ویسے ہی ایک بات کی تھی اور تو نے آگے سے تقریر کر ڈالی۔۔۔ اٹھ کر سالن بنا لے اور پریشان نہ ہوں میری مراد سے بات ہو گئی ہے وہ کچھ دنوں میں گاؤں آئے گا۔ اب وہی آکر تیرے بابا کو سنبھالے گا۔۔۔"

ماں جی کی بات پر صائمہ کارکا سانس بحال ہوا قمر سے جدائی کا سوچ کر ہی اس کو لگ رہا تھا جیسے اس کا دل بند ہو جائے گا۔ شرم کے مارے وہ اپنے بھائی سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>  
[Support@classicurdumaterial.com](mailto:Support@classicurdumaterial.com)  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

شہباز صاحب آج عفان کو لے کر اپنے دوست کے آفس آئے تھے۔ ولیم سے ان کی دوستی بہت پرانی تھی اس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس تھا انہوں نے جب عفان کی جاب سے متعلق بات کی تو ولیم نے انہیں اپنے آفس ہی بلا لیا۔

اسے اس وقت ایک ایماندار شخص کی ضرورت تھی جو ان کے پیچھے ان کا کاروبار کچھ عرصے کے لیے سنبھال سکے کیونکہ انہیں کڈنی ٹرانسپلانٹ کے لیے جانا تھا۔

اولاد میں ان کے پاس ایک بیٹی تھی جو حد سے زیادہ بگڑی ہوئی تھی اور وہ اس قابل نہیں تھی کہ ولیم اپنا کاروبار اپنی بیٹی کے ہاتھ میں سونپ سکے۔

ولیم شہباز صاحب کو لے کر اپنے آفس میں بیٹھ گیا اور عفان کو فی الحال لال باہر ہی بٹھا دیا۔

"شہباز تم جانتے ہو کہ میرے دونوں کڈنیز صرف فائف پرسنٹ کام کر رہے ہیں فی الحال ایک ڈونر مل گیا ہے اور میرا ایک ٹرانسپلانٹ اسی ہفتے ہونا ہے۔۔۔ میں بہت پریشان تھا کہ

اپنا کاروبار کس کے حوالے کرو کیونکہ تم میری ولیم سے واقف ہوں وہ اور اس کے دوست

میرے کاروبار کا بیڑا غرق کرنے میں چند دن نہیں لگائیں گے۔۔۔۔۔"

ولیم برٹش لہجے میں بولتا حد درجہ پریشان تھا۔ شہباز صاحب نے بغور اپنے دوست کا جائزہ لیا جو

کافی کمزور ہو چکا تھا۔ <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial>

"اگر تم مجھ پر یقین رکھتے ہو تو میں تمہیں کہوں گا کہ اس وقت تمہیں عفان سے زیادہ قابل

اعتماد انسان اپنے آس پاس کوئی نہیں ملے گا۔۔ تم اطمینان سے سب کچھ اس کے حوالے

کر سکتے ہو۔۔ جتنے دن تم اسے دو گے وہ تمہارا کام بخوبی سنبھال لے گا۔۔ مہلت ہی قابل

بچہ ہے اور ایمانداری اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔۔ یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا کہ وہ

میرا داماد ہے بلکہ پچھلے ایک سال سے جس طرح میں نے اس کو دیکھا اور پرکھا ہے بس اسی حوالے سے اس کی حملیت کر رہا ہوں۔۔۔۔۔"

شہباز صاحب کے منہ سے نکلنے والے الفاظ کو ولیم نے بغور سنا اور سمجھا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ میری کس قدر بگڑی ہوئی ہے کیا عفان اسے ہینڈل کر لے گا۔۔ ہر دوسرے دن تو اس کو کئی سو ڈالر چاہیے ہوتے ہیں اڑانے کے لئے لے لے۔۔ اگر میں سیٹ پر نہیں ہوگا تو وہ عفان کو پریشان کرے گی کیا عفان اسے سنبھال لے گا۔۔۔۔۔"

ولیم کے الفاظ میں اپنی بیٹی کے لیے رتی برابر بھی نرمی نہیں تھی۔ وہ میری سے بہت غصہ تھے۔ ان کی بیوی کیتھی کو گئے اس دنیا سے کئی سال گزر چکے تھے۔ میری کے بگڑنے کی زیادہ وجہ یہی تھی کہ بیوی کے جانے کے بعد وہ کاروبار میں لگ کر اپنی بیٹی کی طرف توجہ دینا بھول گئے۔ بس یہی وجہ تھی کہ میری اب ان کے کہنے سننے میں نہیں تھی۔

"میں تمہیں گارنٹی دیتا ہوں ہو کہ تمہارے ٹھیک ہونے تک انشاء اللہ عفان تمہاری بیٹی کو بھی انسان بنا دے گا۔۔۔۔۔"

شہباز صاحب کی بات سن کر بھی ولیم نے عفان کو اندر بلوایا اور اندر داخل ہوتے عفان کا بغور جائزہ لیا۔ وہ فارمل ڈریسنگ میں تھا اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔۔ امید کرتا ہوں کہ شہباز نے جیسے آپ کی تعریف کی ہے آپ اس پر پورے اتریں گے۔۔۔۔۔"

ولیم کی بات پر عفان نے اثبات میں سر ہلایا۔ ولیم نے اس کی حرکت پر مسکراہٹ روکی۔  
- انہیں لگ رہا تھا کہ عفان اس وقت ان کا باس ہے اور وہ ایمپلائی۔

کچھ دیر تک وہ ان کو اپنے آفس کی تمام باتیں سمجھ آتے رہے اور کچھ ضروری فائلز اس کے حوالے کیں جن میں لگے دو مہینوں کی شپمنٹس کی ڈیٹیل موجود تھی۔

"میں تمام کام لینے سے پہلے آپ کے گودام کا وزٹ کرنا چاہوں گا اور سارا سپلائی کا مال چیک کرنا چاہوں گا کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ آپ کے بعد میں کسی مشکل میں گرفتار ہو اس لیے میں پورے دو مہینوں کا سٹاک چیک کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔"

چونکہ کے شہباز صاحب اس کو ولیم کے بارے میں سب کچھ بتا چکے تھے اس لیے عفان نے ان کی درخواست پر حامی بھر لی تھی۔ بے شک اس میں بہت رسک تھا مگر وہ ولیم کی حالت اور ان کی بیٹی جو شادی کے کئی سال بعد پیدا ہوئی ابھی صرف سترہ سال کی تھی اس کے بارے میں جان کر اس کا دل دکھ گیا تھا۔

عفان کی بات سن کر ولیم نے شہباز صاحب کو دیکھا واقعی میں یہ لڑکا خاصا سمجھدار تھا۔  
"لگے دو دن میں عفان نے ان کے گودام کا وزٹ کر کے سامان چیک کیا اور تمام ڈاکومنٹس پر ولیم کے سائن لیے۔

میری اپنے دوستوں کے ساتھ ٹرپ پر گئی ہوئی تھی اس لیے ولیم کے ہاسپٹلائز ہونے سے پہلے اس کی ملاقات عفان سے نہیں ہو سکی تھی۔



"کیسا گزرا آج کا دن۔۔۔"

ماہم عفان کے کمرے میں آئی تو وہ چنچ کر کے ابھی بیٹھا تھا۔

"بہت سخت۔۔ بہت آج ولیم سر کا چیک اپ تھا سارا دن ہاسپٹل میں ہی گزر گیا پھر ایک کنسائمنٹ جانی تھی پانچ گھنٹے وہاں لگ گئے ابھی کام ختم کروا کر سیدھا گھر آیا ہوں۔۔۔۔"

عفان کے چہرے پر تھکن رقم تھی۔

"ڈاکٹر نے انکل کو آپریشن کی ڈیٹ دے دی ہے۔۔۔"

عفان کو چائے کا کپ تھماتے ماہم نے جاننا چاہا۔

"ہاں پانچ دن بعد ان کا آپریشن ہے اس سے پہلے کچھ ضروری ٹیسٹ لیے جائیں گے۔۔۔۔"

عفان نے موبائل بیڈ کی سائیڈ پر رکھتے ہوئے بتایا۔

"آپ بتاؤ آج آپ کا دن کیسا گزرا۔ ایگزام کی ڈیٹ آگئی۔۔۔۔"

ماہم کا دوسرے سمسٹر کا فائل تھا۔

"جی جناب آگئی ہے اور اب آپ مجھے تیاری کروائیں گے ورنہ میں پیپرز میں بری طرح اڑ جاؤں گی۔۔۔۔"

ماہم نے معصوم سامنے بنا کر عفان کو کہا تو عفان نے زبردست گھوری اپنی بیوی پر ڈالی۔

"تم کیا اپنے شوہر کی ناک کٹوا گی۔۔ کیا کہیں گے سب کہ عفان کی بیوی سمسٹر میں اڑ گئی۔۔۔۔"

عفان کی بات پر ماہم کو بہت زور سے ہنسی آئی مگر کنٹرول کر گئی۔

"اب ایسی بھی بات نہیں آپ کی بیوی اپنے شوہر سے پڑھنے کے بعد یقیناً اچھے نمبروں سے پاس ہوگی بس شرط یہی ہے کہ آپ پڑھائیں گے تو میں پڑھوں گی۔۔۔۔۔"

اس نے لاپرواہی نظر آنے کی کوشش کی عفان نے آگے بڑھ کر اس کا ناک زور سے دبایا۔  
 "ٹھیک ہے پھر سوچ لو اگر تم اس سمسٹر میں فیل ہوئی تو میں پاپا سے کہہ کر رخصتی کروا لوں گا پھر تم سنبھالتی رہنا بچے۔۔۔۔۔"

عفان کی بات پر ماہم کا چہرہ سرخ ہوا اور وہ فوراً رخ موڑ گئی۔

"آپ کتنے بدتمیز ہیں اتنی فضول باتیں کرتے ہیں اب چلیں نیچے میں آپ کو ڈنر کے لیے بلانے آئی تھی۔۔۔"

<https://www.classicurdumaterial.com/>  
[Support@classicurdumaterial.com](mailto:Support@classicurdumaterial.com)

ماہم دروازے کے قریب پہنچ کر بولی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ عفان کی شرارتی نگاہوں کا پیغام وہ سمجھ چکی تھی اس لیے فوراً رنو چکر ہوئی۔ عفان ہنستا ہوا اس کے پیچھے چل دیا۔  
 "بیٹا کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی آفس میں۔۔۔۔۔"

شہباز صاحب نے عفان کے بیٹھنے کے بعد اس سے پوچھا۔ ایک ہفتہ ہو گیا تھا عفان کو ولیم کا آفس سنبھالے۔

"نہیں پایا فی الحال کوئی پریشانی نہیں۔۔ کنسائمنٹ بھی رسیو ہو چکی ہے البتہ میری ابھی تک واپس نہیں آئی۔ اس کے ٹرپ کے سٹوڈینٹس دو دن پہلے واپس آچکے ہیں اور ولیم سر اس کی وجہ سے خاصے پریشان ہیں۔۔۔ ڈاکٹر نے انہیں ٹینشن لینے سے منع کیا ہے کیوں کے آپریشن سے پہلے ان کا بی پی کنٹرول رہنا ضروری ہے۔۔۔۔۔"

عفان نے ڈاکٹر سے ہونے والی بات کے مطابق ان کو بتایا۔

"بس یار۔۔ بعض اوقات اولاد بھی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری اس کے لئے کسی آزمائش سے کم نہیں۔۔۔۔ غلطی ولیم کی بھی ہے جب بچی کو پیار اور توجہ کی ضرورت تھی اس نے توجہ نہیں دی اب جب وہ بری طرح بگڑ چکی ہے تو وہ اس کو چار دن میں سدھارنے کے در پر ہے۔۔۔۔"

شہباز صاحب نے کہا تو عفان نے پلیٹ میں سالن ڈالتے ہوئے کچھ سوچا۔  
 "وہ اپنی غلطی سدھارنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنا رویہ چینج کرنا پڑے گا۔۔۔ میری سے نرمی اور شفقت سے پیش آئیں گے تو یقیناً میری بدل جائے گی۔۔ دھونس اور زبردستی کا رویہ میری کو مزید بگاڑے گا۔ یہ بات ولیم سر کے لیے سمجھنا ضروری ہے اور آپ ان کو اچھی طرح سمجھا سکتے ہیں۔۔۔۔"

عفان کی بات بغور سنتے شہباز صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔ بیگم منزہ نے بھی عفان کی تائید کی سحان اور شعبان کھانا کھاتے ہوئے غور سے ان کے درمیان ہونے والی بات چیت سن اور سمجھ رہے تھے۔

"ابا تو کیوں چاچا اختر کے پیچھے پڑا ہے۔۔ اچھا بھلا صائمہ کا رشتہ تڑوا کر تو کیوں برا بن رہا ہے۔"

ماریہ کے کانوں میں اڑتی اڑتی خبر پہنچ چکی تھی دن کو کو کرامت گھر کھانا کھانے آیا تو وہ باپ سے بات کیے بنا نہیں رہ سکیں اس لیے کھانا ان کے سامنے رکھتے ہوئے بات شروع کی تو کرامت نے گھور کر اپنی بیٹی کو دیکھا جو اپنے معمولی شکل و صورت اور دبے ہوئے رنگ کی وجہ سے اب تک گھر بیٹھی تھی۔

تجھے زیادہ بڑا بننے کی ضرورت نہیں اپنا منہ بند رکھ۔۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں سوچ سمجھ کر رہا ہوں۔۔۔"

کرامت نے کڑے تیوروں سے بیٹی کو گھورتے ہوئے ڈپٹا۔

اب تو غلط کر رہا ہے کیوں کسی معصوم کی بددعائیں لیتا ہے۔۔۔ مجھے تو ابھی تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ آخر اس سب کے پیچھے تیرا کیا مقصد ہے۔۔ نہ ہی چاچا اختر نے آج تک

تیرے ساتھ برا کیا ہے اور نہ تیرا کوئی نقصان۔۔۔۔۔ پھر تو کیوں ہاتھ دھو کر اس کی بیٹی کا بنا بنایا رشتہ بگاڑنے پر تلا ہے۔۔۔۔۔"

ماریہ باپ کی گھوریوں کو خاطر میں لائے بغیر کمر پر ہاتھ ٹکائے استغفار کر رہی تھی۔  
 تجھے میری بات ایک بار سمجھ نہیں آتی۔۔۔۔۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ تو اپنا منہ بند رکھ دوں بس بند رکھ۔۔۔ کیا ضرورت پڑی ہے تجھے میرے کاموں میں ٹانگ اڑانے کی۔۔۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں اور جس مقصد کے لئے کر رہا ہوں وہ بھی تجھے جلدی بتا چل جائے گا۔۔۔ اب جا میرے لئے ساتھ چائے بھی رکھ لے مجھے اختر سے ملنے کے لیے جانا ہے۔۔۔۔۔"

روٹی کا نوالہ توڑتے ہوئے کرامت نے غصے میں اونچی آواز سے دھارتے ہوئے ماریہ کو کہا  
 ۔۔۔ ماریہ نے افسوس بھری نظر باپ پر ڈالی اور سر جھٹکتی کچن میں چلی گئی۔ اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے باپ نے جو ٹھان لیا ہے وہ کر کے چھوڑے گا کیوں کہ اپنے باپ کی ضد سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔  
<https://www.facebook.com/ClassicalMaterial.com/>

"ابا جی آپ کی ضد بے جا ہے۔۔۔۔۔ آپ خود سوچیں قمر کے ساتھ صائمہ کی منگنی کو دو سال ہو رہے ہیں اور جب شادی کا وقت سر پر آ گیا ہے تو آپ رشتہ توڑنے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔"



مراد صبح ہی گاؤں پہنچا تھا۔ اسے مشکل سے دو دن کی چھٹی ملی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ یہ بکھیرا  
مٹا کر ہی واپس جائیں مگر ابا باجی کچھ سننے پر راضی نہیں تھے۔ ان کی ایک ہی رٹ تھی کہ وہ  
صائمہ کی شادی وہاں نہیں کریں گے۔

"بات سن ! میں تم لوگوں کا پیو ہو۔۔ تم لوگ میرا پیو بننے کی کوشش نہ کرو۔۔ اس قمر ویٹر  
کو میں آپ نے اتنی سوہنڑی دہی کی شادی کرا دو جو مہینے کے آٹھ ہزار کماتا ہے۔  
ان کا جلال عود آیا۔

"ابا جی اس نے کونسا ساری زندگی ویٹری کرنی ہے، کبیر نے اس کے لیے فیکٹری میں ملازمت  
کی بات کر لی ہے جیسے ہی اس کے پیپر ختم ہو گے اسے فیکٹری میں نوکری مل جائے  
گی۔۔۔"۔

مراد کی بات پر انہوں نے گھور کر اپنے بیٹے کو دیکھا جو اپنی بہن کے لئے دوڑا آیا تھا۔  
"بات سن ! جب میں نے ایک بار کہہ دیا کہ اب میں وہاں رشتہ نہیں کروں گا تو بات ختم  
ہو گئی۔۔ میرے سے بحث کیوں کر رہا ہے۔۔"

ان کے اٹل لہجے پر مراد کا دل کیا اپنا اثر سامنے دیوار پر دے مارے۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ابا  
جی تہیہ کر چکے ہیں۔

"ابا جی یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہماری صائمہ کی خوشی قمر کے ساتھ ہے پھر بھی آپ اپنی بیٹی  
کو اس کی خوشیاں نہیں دیں گے۔۔۔"

مراد نے اب ان کو دوسری طرح گھیرنا چاہا۔

"تجھے بڑی آگ لگی ہوئی ہے۔۔ اولاد کے لیے ماں باپ سے بہتر کوئی نہیں سوچ سکتا اور جس قمر کی سائیڈ لے رہا ہے کرامت نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے کئی بار اسے شہر میں لڑکی کے ساتھ گھومتے پھرتے دیکھا ہے تیرا کیا خیال ہے کہ یہ بے حیائی دیکھنے کے بعد بھی میں اسے اپنی بیٹی دے دوں گا۔۔۔"۔

ان کے کرخت لہجے پر مراد نے سر جھٹکا وہ پہلے سے جانتا تھا کہ یہ سب کیا دھرا کرامت چاہا کا ہے۔

"ابا جی ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ نہ ہی قمر کا کسی لڑکی کے ساتھ کوئی چکر ہے۔۔ میں قمر کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں وہ لڑکیوں سے سو فٹ دور رہنے والا لڑکا ہے اگر چاہا کرامت نے شہر میں کسی لڑکی کو قمر کے ساتھ دیکھا بھی ہے تو آپ کو قمر کو بلوا کر پوچھنا چاہیے تھا نہ کہ آپ رشتہ توڑنے کا سوچنے لگ جاتے۔۔۔"۔

مراد کی بات پر انہوں نے آنکھیں سکیڑ کر بیٹے کو دیکھا۔

"ابا جی میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔ آپ قمر کو بلوائیں اور میرے سامنے پوچھے اگر ایسی کوئی بات نکلی تو میں خود جاکر انگوٹھی ان کے گھر واپس لے کر آؤں گا میرا وعدہ ہے آپ سے۔۔۔"۔

مراد کی بات پر ابا جی نے ہے چند لمحے غور کیا اور سمجھانے پر اثبات میں سر ہلایا۔ مراد نے شکر کیا کہ وہ کچھ نرم پڑے ہیں۔

"ٹھیک ہے اس کو فون کر اور بلوا اب آمنے سامنے ہی بات ہوگی بلکہ ایسا کر جا کرامت کو بھی بول کہ وہ بھی آئے آخر اس نے ہی قمر کو دیکھا تھا۔۔۔"۔

ان کی بات سن کر مراد اٹھ کھڑا ہوا فون جیب سے نکال کر پہلے قمر کا نمبر ڈائل کیا اور شام کو اسے گھر آنے کے لیے کہا اس کے بعد وہ باہر نکل گیا تاکہ کرامت چاچا کو ابا جی کا پیغام دے سکے۔

شیدا چادر اچھی طرح لپیٹے منہ چھپائے رات کے اندھیرے میں ڈیرے سے نکلا خادم نے اس کے لئے ایک موٹر سائیکل کا بندوبست کیا تھا جس کی نمبر پلیٹ نہیں تھی شیدا ڈیرے سے نکل کر سیدھا شہر جانے والی سڑک پر آگیا۔ اس کا ارادہ راتوں رات اس یتیم خانے میں جانے کا تھا جہاں پر اس کے اولاد کو بھیجا گیا تھا۔

ڈیرے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ مطلوبہ مقام پر پہنچا تو یتیم خانے کا دروازہ بند تھا۔ شیدے نے موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کی اور دیواروں کا جائزہ لیا۔ ایک سائیڈ پر دیوار کے قریب ہی درخت تھا جس پر چل کر وہ باآسانی اندر جا سکتا تھا۔

اس نے چادر اتار کر موٹرسائیکل پر رکھی اور چند قدم چل کر اس درخت کے قریب آیا کچھ ہی دیر میں وہ دیوار کے اوپر چڑھ چکا تھا۔ اندر جھانکنے پر اسے اندازہ ہوا کہ دیوار سے چھلانگ لگانے پر نیچے موجود پکے فرش کی وجہ سے اسے چوٹ لگ سکتی ہے۔ اس نے اردگرد کا جائزہ لیا کچھ ہی دور اسے کیاری نظر آئی اگر وہ دیوار سے لٹک کر نیچے اس کیاری میں چھلانگ لگاتا تو یقیناً اپنی ہڈیاں ٹوٹنے سے بچا سکتا تھا۔

وہ دیوار پکڑ کر بیٹھے بیٹھے آگے کیاری تک پہنچا اور دونوں ہاتھ دیوار پر لٹکا کر اندر کی طرف لٹک گیا دیوار چھوڑنے سے پہلے ایک بار پھر اس نے نیچے کا جائزہ لیا تھا۔ روشنی کم تھی مگر صاف نظر آ رہا تھا کہ کیاری میں اس وقت موسم کے حساب سے پودے لگے ہوئے تھے۔

اس نے ہاتھ چھوڑے اور دھپ کی آواز سے وہ سیدھا کیاری میں گرا مٹی میں پاؤں لگتے ہی وہ پیچھے کی طرف الٹا اور کمر کے بل فرش پر جا گرا۔ تیزی سے اپنے آپ کو سنبھال کر کھڑے ہو کر اس نے اردگرد کا جائزہ لیا چونکہ کمر بے خبر سو رہا تھا۔ شیدا دے قدموں اندر کی جانب بڑھا خادم اسے بتا چکا تھا کہ اس یتیم خانے کا انچارج یتیم خانے میں ہی رہتا تھا۔ شیدے کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی

اندر داخل ہو کر دو کمرے چھوڑنے کے بعد تیسرے کمرے میں اسے ایک آدمی سویا ہوا نظر آیا چونکہ وہ خادم کے موبائل میں انچارج کی تصویر دیکھ چکا تھا اس لیے اسے پہچاننے میں دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ کمرے میں داخل ہو کر شیدے نے پہلے کمرے کا دروازہ بند کر کے

کنڈیاں لگائیں اور پھر کھڑکیوں کی طرف بڑھا احتیاط سے کھڑکیاں بند کر کے لاک لگایا پلٹ کر دیکھا انچارج دنیا و مافیا سے بے خبر سو رہا تھا۔

"اولے۔۔۔ اٹھ سویر ہو گئی ہے۔۔۔"

شیدے نے اس کو ہلا کر آواز دی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھتا سیدھا ہوا۔

"اگک۔۔ کون۔۔ کون ہو تم۔۔ یہاں میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو۔۔۔"

انچارج جس کا نام حامد تھا ہکلاتے ہوئے بولا اس کا رنگ فق تھا۔

"اپنی آواز آہستہ رکھ ورنہ اس پستول کی ساری گولیاں تیرے سینے میں اتارنے میں لمحہ نہیں

لگاؤں گا۔۔۔"

شیدے کی کرخت آواز پر حامد کا رنگ اڑا۔

"مجھے صرف یہ بتا کہ وہ پانچ بچے جو تیرے یتیم خانے میں آئے تھے تو نے ان کو کہا

بھیجا۔۔۔"

شیدہ کرخت آواز اور دھیمے لہجے میں مخاطب ہوا تاکہ آواز باہر نہ جائے۔

"اگک۔۔ کون سے پانچ بچے، میں نہیں جانتا تم کن کی بات کر رہے ہو۔۔۔"

وہ بولا تو شیدے نے پستول کا دستہ سیدھا اس کی کنپٹی پر مارا جس کی وجہ سے خون کی پتلی

سی دھار نمودار ہوئی۔



"میں ان پانچ بچوں کی بات کر رہا ہوں جو اکھٹے تیرے یتیم خانے میں آئے تھے تین بچیاں اور دو بچے۔۔۔"

شیدے کی پستول کی نال حامد کی کنپٹی پر موجود تھی۔  
 "وہ تو اسی دن واپس چلے گئے تھے اس کے بعد میں نہیں جانتا ان کے بارے میں کچھ بھی۔۔۔"

اس نے ہکلا کر کہا تو شیدے نے ایک بار پھر زور سے پستول کا بٹ اس کے سر پر مارا۔  
 -تکلیف سے حامد کے منہ سے چیخ نکلی مگر شیدے نے بروقت اس کا منہ دبا کر چیخ کو روکا۔

"میں تجھ سے آخری بار پوچھ رہا ہوں اس کے بعد تجھے موقع نہیں دوں گا سیدھا گولی تیرے  
 بھیجے میں ماروں  
<https://www.classicurdumaterial.com/>  
[Support@classicurdumaterial.com](mailto:Support@classicurdumaterial.com)

گا۔۔۔" <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial>

"بتاتا ہوں۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔ گولی نہیں مارنا۔۔۔"

پستول کا رخ سر کی جانب دیکھ کر وہ فوراً ہی سیدھا ہوا۔

"ایک بچہ اور چھوٹی بچی روڈ ایکسیڈنٹ میں مارے گئے تھے۔ باقی تین بچوں کو ایک آدمی اسی  
 وقت پیسے دے کر لے گیا تھا میں نے ان پیسوں میں سے ایک روپیہ بھی نہیں لیا تھا جو بچے

یتیم خانے لے کر آیا تھا اسی نے پیسے بھی لئے تھے۔ میں نے انہیں روکنے کی کوشش کی  
تمھی مگر وہ نہیں مانے۔۔۔۔۔"

حامد نے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنا چاہا۔

دو بچوں کی موت کا سن کر شدیدے کو لگا جیسے کسی نے اس کا دل کچل ڈالا ہو۔

"کون بندہ تھا جو میرے بچوں کو خرید کر لے کر گیا۔۔۔۔۔"

اس بار اس کے لہجے میں کرخستگی اور وحشت پہلے سے زیادہ تھی۔

"میں نہیں جانتا۔ اس دن ایک آدمی یتیم خانے آیا تھا اسے بچے چاہیے تھے میں نے اس سے

تفصیلات مانگی اسی وقت ایک آدمی پانچ بچوں کے ساتھ اندر آیا تھا بس پھر ان کی آپس میں

بات چیت ہوئی وہ کون تھا کہاں سے آیا تھا میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ ان لوگوں

نے باہر جا کر اپنا معاملہ سیٹ کیا تھا۔۔۔"۔

حامد گھگیا کر بولا اس کا رنگ ابھی ابھی اڑا ہوا تھا۔

"میں تیری جیسی خصلت کے لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں اگر تو نے شرافت سے اس آدمی کا

پتہ نہ بتایا تو اب میں تجھے سوچنے کی بھی مہلت نہیں دوں گا۔۔۔"۔

شیدے کی کرخت آواز اور جنونی انداز کو دیکھ کر حامد کا پسینہ ٹپکنے لگا۔ خوف سے اس کی حالت

بری ہو رہی تھی۔

"وہ --- وہ کمالا ہے --- جن بچوں کا کوئی آگے پیچھے نہیں ہوتا انہیں امیروں کے گھر نوکری پر رکھوا دیتا ہے ---"

اسے بتاتے ہی بنی۔

"کہاں ملے گا وہ ---"

حامد کو کالر سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے دبی آواز میں پوچھا۔

"مم میرے پاس اس کا نمبر ہے --- فف فون میں ---"

وہ ہکلاتا تکیے کے نیچے سے موبائل نکال کر سامنے کرتے ہوئے بتانے لگا۔

"ایک بات کان کھول کر سن لے --- دو قتل کر چکا ہوں اگر تیری بات غلط نکلی تو تیسرا قتل

کرنے کا مجھے کوئی دکھ نہیں ہو گا۔ پولیس کو بتایا تو بھی تیری صحت کے لیے اچھا نہیں ہو

گا ---"

حامد سے نمبر لے کر اپنے موبائل میں فیڈ کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر حامد کو دھمکایا

اور اسے ساتھ لیے باہر نکل گیا۔ خادم نے اسے سستا سا موبائل دیا تھا اور ساتھ ہی دوبارہ پناہ

دینے سے معذرت بھی کر لی تھی۔

شیدا حامد کے ساتھ باہر نکلا اور چوکیدار سے گیٹ کھلوا کر آرام سے حامد کو گلے لگاتا باہر نکل گیا

۔ چوکیدار نے حیرت سے حامد کو دیکھا کیونکہ اس کے سامنے یہ بندہ اندر داخل نہیں ہوا تھا۔

شیدا باہر نکلا اور چادر اٹھا کر دوبارہ اپنے آپ کو اچھی طرح ڈھانپا اس کا رخ اب کچی بستی کی طرف تھا جہاں وہ کسی خالی جھونپڑی میں اپنے رہنے کا بندوبست کرتا۔

"ایشل میں لان میں چائے لگانے لگی ہوں آپ ماما کو لیں آئیں۔۔۔"۔  
ماہ رخ کی پکار پر ایشل نے سر اٹھایا۔

"ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ اندر ہی چائے پیئے گی۔۔۔"

عیشل نے اطمینان سے جواب کہا۔  
<https://www.classicurdumaterial.com>

ماہ رخ نے افسوس سے اس کو دیکھا اور خود بیگم حلیمہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔  
Support@classicurdumaterial.com

"ماما۔۔۔ چلیں میں آپ کو لینے کے لئے آئی ہوں باہر چل کر بیٹھے ہیں بہت اچھا موسم  
<http://www.classicurdumaterial.com>

ہے۔۔۔"

دروازہ کھٹکھٹا کر وہ اندر داخل ہوئی تو حلیمہ بیگم تکیوں کے سہارے نیم دراز تھیں۔ صبح ان کا بھی خاصا ہائی ہو گیا تھا اس لئے وہ کمرے میں تھیں۔

"بیٹا میرا دل نہیں کر رہا مجھے یہاں ہی رہنے دو۔۔۔"

ان کی نحیف آواز سن کر ماہ رخ کا دل دکھا۔

"ماما ایسے تو آپ اور بیمار ہو جائیں گی باہر نکلیں سب کے ساتھ بیٹھی باتیں کریں۔۔۔"

ماہ رخ ان کے قریب گئی اور چادر ہٹا کر پہلے ان کے

بال صحیح کئے اور پھر ہاتھ پکڑ کر زبردستی ان کو اٹھایا۔ بیگم حلیمہ نے بھی مزید مزاحمت کرنے کی کوشش نہیں کی وہ اس بچی کی خلوص اور اچھائی کی دل سے قائل ہو چکی تھی۔

ماہ رخ ان کو باہر لے آئی عیشیل نے یہ منظر خاصی ناگواری سے دیکھا۔ اسے ماہ رخ کا استحقاق بھرا رویہ سخت ناپسند تھا۔

"ماما آپ کی طبیعت پہلے ہی خراب ہے اور آپ باہر آگئی ہیں۔۔۔۔"

اس کی آواز میں ماں کے لیے فکر تھی۔

"ماما اکیلے رہیں گی تو سوچنے کی وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہی رہے گی۔۔۔ چلو آپ بھی اٹھ

کر باہر آؤ اور ماما کے ساتھ بیٹھو باتیں کرو تاکہ ان کا دل بہلے۔۔۔۔"

ماہ رخ کی آواز میں نرمی کا تاثر واضح تھا۔ وہ عیشیل کی بات کے جواب میں ہمیشہ ہی نرمی کا

مظاہرہ کرتی تھی۔ اسے بس اس وقت کا انتظار تھا جب عیشیل بھی اسے باقی گھر والوں کی

طرح دل سے قبول کر لیتی۔

"عیشیل بیٹا ماہ رخ ٹھیک۔۔۔" کہہ رہی ہے میں بھی کمرے میں بند رہ کر تنگ آگئی ہو

ان کی بات سن کر عیشیل کے چہرے کا رنگ بدلہ اور اس نے ایک خاموش نظر ماہ رخ پر ڈالی

جو اپنی بات کی تائید پر مسکرا رہی تھی۔



ماہ رخ ان کو سہارا دیے باہر لان میں لے آئی۔ عیشیل خاموشی سے ان کو دوسرے بازو سے پکڑے ساتھ ساتھ تھی مہ رخ نے لان میں موجود کرسیوں پر ان کو بٹھایا اور خود واپس چائے کا سامان لینے کے لئے اندر چلی گئی۔

اسی وقت محسن صاحب کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ ان کی نگاہ لان پر پڑی تو چہرے پر اطمینان جھلکنے لگا وہ تو آفس کے کام کی وجہ سے کچھ بہل گئے تھے مگر حلیمہ بیگم کی وجہ سے پریشان رہتے تھے جو گرم سم سی ہو گئی تھیں۔

"آج تو ہماری بیگم صاحبہ باہر نظر آرہی ہیں۔۔۔"

ان کے قریب آکر سلام کرنے کے بعد وہ خوش دلی سے بولے۔

"آپ کی بہو کا کمال ہے جو مجھے زبردستی باہر لے کر آئی ہے۔۔۔"

انہوں نے دل سے تعریف کی تھی۔

"ہاں یہ تو میں مانتا ہوں کہ وہ بہت اچھی بچی ہے۔۔۔ لگتا ہی نہیں کہ اس گھر میں بہو کی حیثیت سے آئی ہے۔۔۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ اگر ماہ رخ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی جو ہمارے یہ اسٹیٹس سے ہوتی تو کیا وہ ماہ رخ بچی کی طرح ہمارے ساتھ اس اپنائیت اور محبت کے ساتھ رہتی۔۔۔"

محسن صاحب کی بات سن کر حلیمہ بیگم نے بھی اثبات میں سر ہلایا جبکہ عیشیل کے ماتھے پر بل مزید گہرے ہو گئے تھے۔

"پاپا مجھے تو یہ سب جب ڈرامہ لگتا ہے آپ دیکھ لینا وہ جتنا اچھا بننے کا ڈرامہ کر رہی ہے یہی کچھ ہی عرصے بعد باسٹم بھائی کو لے کر الگ ہو جائی گی۔۔۔"۔

اس کے لہجے میں سرسراتا خدشہ سن کر ماہ رخ کو اندازہ ہوا کہ وہ کس خوف میں مبتلا ہے۔ اس سے پہلے کہ محسن صاحب بیگم حلیمہ اس کو کوئی جواب دیتیں ماہم ہلکا سا کھانستی اپنی موجودگی کی اطلاع دیتی ہوئی آگے بڑھی اور ٹرے ٹیبل پر رکھ دی۔

"آج تو ہماری بیٹی نے بہت اہتمام کیا ہے۔۔۔"۔

محسن صاحب نے ٹرے پر نظر ڈال کر مسکراتے ہوئے ماہ رخ کو دیکھ کر کہا۔

"پاپا یہ سب میں نے ماما کے باہر نکل کر بیٹھنے کی خوشی میں کیا ہے۔۔ آپ خود دیکھیں کتنا اچھا لگ رہا ہے کہ سب یہاں مل کر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔"۔

ماہ رخ کی بات کی تائید میں بیگم حلیمہ اور محسن صاحب دونوں نے اثبات میں سر ہلایا جب کہ عیشیل یوں ہی لاپرواہ نظر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بیٹا باسٹم نے کہا تھا کہ آپ فون لے لینا مگر آپ نے انیق کو بتایا نہیں کہ آپ کون سا موبائل لوں گی۔۔۔"۔

انہوں نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ انیق بھی اسی وقت آکر ان کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"پاپا میں نے بھابھی سے پوچھا تھا مگر انہوں نے منع کر دیا ہے۔"

انیت نے انہیں بتایا تو سب نے حیرانگی سے ماہ رخ کو دیکھا تھا۔

"پاپا میں نے موبائل کیا کرنا ہے باسم جب بھی ماما کو کال کرتے ہیں میری ان سے بات ہو جاتی ہے۔۔۔"

ماہ رخ نے سادگی سے جواب دیا تو محسن صاحب ہنس دیے۔

"بھابھی آپ جب بھی ان سے بات کرتی ہیں ماما کے سامنے ہی کرتی ہیں۔۔۔ بھائی بچارے اگر آپ سے کوئی خاص بات کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ آپ ماما کے پاس ہی موجود ہیں۔۔۔ آپ کا اپنا موبائل ہوگا تو کم از کم بھائی کو آپ سے بات کرنے سے پہلے سوچنا نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔"

انیت کے شرارتی لہجے پر ماہ رخ کے چہرے پر سرخی چھا گئی وہ سر جھکا کر اپنی شرمیلی مسکراہٹ چھپانے لگی۔

"ٹھیک ہے جو آپ کو مناسب لگے آپ مجھے منگوا دیں۔۔۔"

چند لمحوں بعد ماہ رخ نے سر اٹھا کر محسن صاحب سے کہا جس پر محسن صاحب نے انیت کو ذمہ داری دی اور انیت نے مسکرا کر شام تک موبائل آنے کا عنذیہ دے دیا۔ میرب آپ کے جانے کے بعد آج کئی مہینوں کے بعد اتنے اچھے ماحول میں چائے پی گئی تھی۔

سب بات چیت میں لگن تھے عیشیل بھی گاہے بگاہے باتوں کا جواب دے دیتی جب کہ ماہ رخ چائے کے برتن سمیٹ کر انہیں رکھنے کے لئے اندر چلی گئی۔

"عیشل بیٹا جب تک میں ٹھیک نہیں ہو جاتی آپ بھابھی کے ساتھ کچن میں ان کی مدد کروا دیا کرو وہ اکیلی لگی رہتی ہے پھر یونیورسٹی کا کام بھی ہوتا ہو گا۔ مل جل کر کرو گی تو کام بھی جلدی ختم ہو جائے گا اور وقت بھی بچے گا۔۔۔۔۔"

حلیہ بیگ نے نرمی سے عیشل کو کہا تھا۔

"اما! میرا اپنا یونی کا کام بہت زیادہ ہوتا ہے گھر میں کام والی بھی ہے ماہ رخ کو خود شوق ہے کہ کچن میں گھسنے کا میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ میں اس کی مدد کرو۔۔۔۔۔"

عیشل تیکھے لہجے میں ان سے مخاطب ہوئی ماہ رخ کی طرف داری اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی

"عیشل بچے میں دیکھ رہی ہوں آپ ماہ رخ سے کھینچی کھینچی رہتی ہیں۔۔۔ میرا بچہ ماہ رخ آپ کی بھابھی ہے آپ کا رویہ ان کے ساتھ اگر بہن جیسا ہوگا تو اس رشتے کو آپ ساری زندگی محبت اور خلوص سے نبھائیں گی اور مارخ بھی آپ کو بہن کی طرح ہی مان اور محبت دے گی نند اور بھاج کا رشتہ جس قدر خوبصورت ہوتا ہے اتنا ہی نازک بھی ہوتا ہے جہاں بھاج کو سسرال میں جگہ بنانے کے لیے سب کے ساتھ بنانی پڑتی ہے وہاں ہی سسرالی رشتوں کو بھی نئے آنے والے فرد کے لئے اپنا دل بڑا کرنا پڑتا ہے تب ہی جاکر خاندان میں خوشیاں، محبت اور احساس جنم لیتا ہے۔"

تمہارے پایا اور میں ساری زندگی تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہیں گے ہمارے جانے کے بعد تمہارے بھائیوں سے ہی تمہارا میکہ آباد ہوگا یہاں حق سے آنے کے لیے بھائی کے ساتھ ساتھ بھوج کے پیار اور محبت کی بھی ضرورت ہوگی اور یہ تب ہی ممکن ہوگا جب تمہارا اپنا رویہ یہ اس قابل ہوگا کہ وہ تم سے پیار کرنے پر مجبور ہو جائے۔۔۔

مارخ بہت اچھی لڑکی ہے اور مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اس نے اس گھر کو اپنا گھر سمجھ کر کر رہنا شروع کر دیا ہے شروع شروع میں مجھے بہت ڈر لگتا تھا کہ ماہ رخ جانے کس عادت کی ہو مگر سچ بتاؤ تو اب میں بہت مطمئن ہوں ماہ رخ گھر بنانے والی لڑکی ہے وہ رشتوں کو جوڑ کر رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اسے کتنا حق دیتے ہیں تم سے میں امید کرتی ہوں کہ اپنا دل وسیع کر کے ماہ رخ کو اس میں رہنے کی جگہ دوں گی۔۔۔۔۔

بیگم حلیمہ کا نرم انداز اور الفاظ عیشیل نے دھیان سے سنیں اور اپنی جگہ تھوڑا شرمندہ بھی ہوئی مگر ان الفاظ پر عمل درآمد کرگی یا نہیں یہ فلحال کوئی بھی جاننے سے قاصر تھا۔  
محسن صاحب نے محبت کی نظر شریک حیات پر ڈالی جن کی وجہ سے وہ آج پرسکون گھر اور محبت بھرے رشتوں کے درمیان تھے۔



"یہاں آکر مجھے لگتا ہے کہ آپ مجھے بالکل بھول گئے ہیں آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے آپ نے ڈھنگ سے مجھ سے بات نہیں کی۔۔۔"

ماہم پھولے چہرے اور ماتھے پر بل سجائے عفان کے سامنے دونوں بازو سینے پر باندھے غصے سے مخاطب ہوئی تو عفان نے اپنی تھکن زدہ صورت درست کر کے چہرے پر مسکراہٹ سجائی اور جھک کر ماہم کی آنکھوں میں دیکھا اس کا یہ انداز ماہم کو سٹیٹانے پر مجبور کر گیا۔

"یہ آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں جیسے قصائی بکرا ذبح کرتے ہوئے بکرے کو دیکھتا ہے۔۔۔۔"

ماہم کے منہ سے نکالے گئے الفاظ پر عفان سمیت سحان اور شعبان جو ابھی اندر آئے تھے ان کا قہقہہ اتنا اونچا تھا کہ سارا لاؤنج اس آواز کے زیر اثر آگیا ماہم دو قدم پیچھے ہوئی اور گھور کر اپنے دونوں بھائیوں کو دیکھا جو شرارتی نظروں سے اسے دیکھنے میں مصروف تھے ان کے چہرے پر مسکراہٹ بڑی جاندار تھی۔

"واہ عفان بھائی آج پتہ چلا کہ آپ کی محبت بھری نظر ہماری آپی کو قصائی کی طرح لگتی ہے آپ ایسا کیا کریں کالا چشمہ لگا کر ہماری بہن کو دیکھا کریں آپ کا شوق بھی پورا ہو جائے گا اور ہماری بہن کی عقل بھی ٹھکانے پر رہے گی۔۔۔۔"

سحان کی شرارت بھری آواز عفان ایک بار پھر قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔

"میں نے تو صرف یہ چیک کرنے کے لیے تمہاری آپی کو دیکھا تھا کہ آج موڈ کیوں خراب ہے مگر تمہاری آپی نے میری اس نظر کا تیا پانچا کر کے رکھ دیا۔۔۔"۔

عفان نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ کر کہا تو ماہم نے گھور کر عفان کو دیکھا۔  
 "اب میں نے آپ سے قطعات نہیں کرنی آپ شوق سے ان دونوں کے ساتھ بیٹھ کر میرا مذاق اڑائیں۔۔۔"

ماہم غصے سے منہ پھلاتی سیڑھیاں چڑھتی واپس اوپر چلی گئی۔ عفان نے کندھے اچکا کر دونوں بھائیوں کو دیکھا۔

"جائیں بھائی لگتا ہے آپی کچھ زیادہ ہی ناراض ہے آپ جا کر منالیں بجائے اس کے کہ وہ آپ کو سزا میں تین دن لگاتار خوار کرنے کا پروگرام ترتیب دے۔۔۔"

سبحان کے شرارتی انداز سے عفان کو ہنسی آئی وہ جان گیا کہ اس کا اشارہ کس طرف تھا ابھی پچھلے ہی مہینے ماہم نے راضی ہونے کی شرط پر لگاتار تین دن تک عفان کو ساتھ لے کر لندن کی سڑکوں کی ناپیں تھیں اور اس کے بعد عفان نے توبہ کر لی کہ اب ماہم کو ناراض نہیں ہونے دینا یہ اور بات کے کچھ دن بعد بی وہ خود سے کیا عہد بھول گیا جس کی وجہ سے آج پھر ماہم کا خراب موڈ اس کے سامنے

تھا۔

ان دونوں کو ہاتھ ہلاتا وہ سیڑھیاں چڑھ کر ماہم کے کمرے کے دروازے پر آیا اور ہلکا سا دروازہ  
 بجا کر اندر قدم رکھا سامنے ہی کرسی پر ماہم شدید غصے میں بیٹھی ہوئی تھی عفان نے ہاتھ میں  
 پکڑا کوٹ بیڈ کی سائیڈ پر رکھا اور اس کے عین سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"آپ کو راضی کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا پڑے گا بتا دیں یہ ناچیز ہر سزا بھگتنے کے لیے تیار  
 ہے۔۔۔۔۔"

عفان نے اس کے ہاتھوں پر نظر رکھی تھی آج بھی وہ اسے نظر بھر کر دیکھنے سے خود کو روکتا  
 تھا۔

"میری کیا مجال جو میں آپ کو سزا دینے کا سوچو اصل میں آپ کو اب اندازہ ہو گیا ہے کہ  
 آپ میرے ساتھ جس طرح کا بھی رویہ رکھیں میں آپ کو کوئی بھی سزا سناؤں گی اور آپ  
 اس سزا پر عمل درآمد کر کے میری ناراضگی ختم کر دیں گے۔۔۔۔۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔۔۔"

ماہم نے غصے سے عفان کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا تو عفان نے ایک لمبے لمحے کو پلکیں  
 اٹھا کر اس کو دیکھا جو اب اس کے لیے آتی جاتی سانسوں کی طرح ضروری ہو گئی تھی۔

"میں اپنی کوتاہی مانتا ہوں مگر آپ بھی تو دیکھیں پچھلے ایک ہفتے سے میں صبح سے گیارہ رات کو  
 واپس آتا ہوں اور رات کا کھانا کھاتے ہی سو جاتا ہوں پچھلے ایک ہفتے سے گھر میں سے کسی  
 بھی فرد کے ساتھ میری سلام دعا کے علاوہ کوئی بات نہیں ہوئی پھر آپ مجھ سے ناراضگی کا

اظہار کیوں کر رہی ہے آپ کا گلہ تب جائز ہوتا جب میں آپ کو چھوڑ کر باقی سب کو وقت دیتا۔۔۔۔۔"

عفان اپنی ازلی نرمی سے اس سے مخاطب ہوا جیسے جیسے عفان بات کر رہا تھا ویسے ویسے ماہم کے چہرے کے زاویے درست ہو رہے تھے۔

"آپ کے پاس اتنا بھی وقت نہیں تھا کہ آپ فون پر ہی مجھ سے کچھ دیر بات کر لیتے۔۔۔۔۔" وہ عفان کو سمجھانے سے قاصر تھی کہ اتنے دن جو عفان نے اس سے بات نہیں کی وہ کس طرح برداشت کرتی رہی تھی۔

"سچ میں ماہی۔۔۔ میرے پاس اتنی فرصت بھی نہیں تھی کہ میں کچھ اور سوچتا آپ جانتی ہیں کہ سر ولیم اس وقت ہاسپٹلائز ہیں اور آفس کا سارا پر بڑن میرے اوپر ہے اس ہفتے چار کنسائٹمنٹس بھجوانی تھی جس کی وجہ سے میں انتہائی مصروف تھا اور آج ہی آخری بیج ڈیلیور کروا کر سیدھا گھر آیا ہوں۔۔۔۔۔"

اس کی تھکن زدہ آواز پر ماہم نے غور سے ان کو دیکھا اور دل ہی دل میں شرمندہ ہوئی کیونکہ عفان کی آنکھیں نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے سرخ اور سوچی ہوئی تھی جبکہ چہرے سے دیکھ کر ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ تھکب سے اس کا برا حال ہے مگر اس وقت وہ اپنی تھکن بھلائے راضی کرنے کے لئے اس کے سامنے موجود تھا۔

"آپ کو مجھ پر غصہ نہیں آتا میں ہمیشہ آپ کے ساتھ غلط سلوک کرتی ہو۔۔۔۔۔"

ماہم کی شرمندگی میں ڈوبی آواز پر عفان نے ایک نظر اس پر ڈالی اور دوبارہ نظر جھکالی بے شک وہ اس وقت اس کے نکاح میں تھی اور شرعی اعتبار سے اس کا یہ رشتہ بہت مضبوط تھا مگر وہ جانتا تھا کہ معاشرتی اعتبار سے ابھی اسے پورا حق حاصل نہیں اس لیے اپنے آپ پر قابو رکھتا تاکہ حدود کی پاسداری کر سکے۔

"یہ سب آپ محبت میں کرتی ہیں اور جن سے محبت ہوتی ہے ان کی کسی بات پر غصہ نہیں آتا اس لئے مجھے بھی آپ کی کسی بھی بات پر غصہ نہیں آتا بلکہ خوشی ہوتی ہے کہ آپ اپنی ناراضگی کا اظہار کرتی ہیں اور مجھے موقع دیتی ہیں کہ میں آپ کی ناراضگی کو دور کرو یہ ہمارے رشتے کی خوبصورتی ہے اور مجھے دل و جان سے قبول ہے۔۔۔"

عفان کی گھمیر آواز پر ماہم کا چہرہ سرخ ہوا۔ عفان کا اس کے ساتھ رویہ ایسا ہی تھا جیسے کسی فیملی ممبر کا ہونا چاہیے۔ وہ آج تک اپنے رشتے کے اعتبار سے جذبات کو بیچ میں نہیں لایا تھا اور اسی اعتبار نے ماہم کو اتنا نڈر کر دیا تھا کہ وہ آدھی رات کو بھی مزے سے عفان کے کمرے میں گھس کر اس کا دماغ کھاتی تھی۔



"پاپا! مجھے میری کو ڈھونڈھنے بریڈفورڈ خود جانا پڑے گا۔۔۔ اس میں نے اس کے ایک کلاس فیلو سے ساری معلومات لے لی ہیں۔ وہ بریڈفورڈ کے جس ہوٹل میں موجود ہے اس کا پتہ بھی مجھے مل گیا ہے۔۔۔۔"

شہباز صاحب کے آفس میں بیٹھا وہ انھیں تفصیل بتا رہا تھا۔ ولیم کے آپریشن میں تین دن باقی تھے عفان میری کا انتظار کرنے کے بعد تنگ آکر بریڈفورڈ جانے کا پروگرام بنا رہا تھا تاکہ اسے جا کر خود لے آئے۔ باپ کے آپریشن کے وقت اس کا ہونا ضروری تھا بس اسی وجہ نے عفان کو یہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا تھا۔

"ٹھیک ہے بیٹا میں آپ کو ڈرائیور کے ساتھ بھیج دیتا ہوں سفر خاصا لمبا ہے آپ کو آسانی ہوگی۔۔۔"

عفان کی بات سن کر شہباز صاحب نے کہا۔

"پاپا میں ماہم کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ میں اس بچی کو اکیلے لینے

جاؤں۔۔۔۔"

عفان نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ جان گئے تھے کہ عفان اپنی محتاط طبیعت کی وجہ سے اکیلے نہیں جانا چاہ رہا۔

شہباز صاحب سے بات کر کے عفان تھوڑا اطمینان محسوس کرنے لگا۔ اس نے ماہم کو کال کر کے پیکنگ کرنے کہاں اور خود اسے لینے کے لئے گاڑی کی چابی اٹھا کر شہباز صاحب کو الوداع کہتا باہر آگیا۔

"ماہم کتنی دیر ہے۔۔۔"

عفان گھر آیا تو ماہم اس کانٹ ڈریس رکھ رہی تھی۔

بس آپ کا ڈیس رہ گیا تھا۔ باقی آپ کی ضروری چیزیں رکھ دی ہیں۔ فون کا چارجر اس چھوٹی

پاکٹ میں ہے۔۔۔"

ماہم نے اسے آگاہ کیا۔

آپ میرے ساتھ جا رہی ہیں اس لیے مجھے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔"

عفان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھا جرابیں اتار کر دوسری جرابیں اور بوٹ پہن رہا تھا۔

"میں آپ کے کمرے میں نہیں ہوگی آپ یہ بات بھول رہے ہیں۔۔۔۔۔"

ماہم کا انداز شرارتی تھا۔

عفان اس سے دو قدم دور کھڑا تھا ماہم نے مسکراہٹ ضبط کرتے ایک نظر عفان کو دیکھا جو ماہم کے ہاتھوں پر نظر جمائے کھڑا تھا۔

"میں آپ سے بہت تنگ ہوں۔۔۔ مجھے دیکھ کر بات کیوں نہیں کرتے۔۔۔"۔۔۔

ماہم کو غصہ ہی آگیا اس کی حرکت پر۔

"اگر میں آپ کو نظر بھر کر دیکھوں گا تو میرا دل آپ کو چوبیس گھنٹے اسی کمرے میں دیکھنے کو چاہے گا۔۔۔ یہ بات ابھی آپ کے لیے ناقابل قبول ہے۔۔۔ آپ جانتی ہیں کہ میں اپنے وعدے سے پیچھے ہٹنے کا قائل نہیں اس لئے اپنی نظروں کی حدود کا خیال رکھتا ہوں تاکہ میرا دل مجھے بے ایمانی پر نا افسانے۔۔۔ بے شک ہمارے درمیان حلال رشتہ ہے مگر عہد کی پاسداری بھی ضروری ہے۔۔۔۔۔"

عفان کی گھمبیر آواز ماہم کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔

"دن میں ایک بار تو دیکھ ہی سکتے ہیں --- اب ایک بار دیکھنے سے تو آپ کا دل بے ایمانی کرنے کو نہیں اکسائے گا۔۔۔۔۔"

ماہم سینے پر ہاتھ باندھے مسکراتی نظروں سے عفاف کو دیکھ رہی تھی تب ہی عفاف نے نظر اٹھا کر ماہم کو دیکھا اور پھر دونوں کتنی ہی دیر دونوں کھڑے ایک دوسرے کو محبت بھری

نظروں سے دیکھتے رہے آخر ماہم نے ایک قدم آگے بڑھا کر اپنے دونوں ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ کر اس کی آنکھیں ڈھانپ دی۔

اس کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی کپکپاہٹ تھی عفان نے آہستگی سے اس کے ہاتھ آنکھوں سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں لیے اور چند لمحے یوں ہی نرمی سے تھامے کھڑا رہا۔

"اپنے ان خوبصورت ہاتھوں سے آپ جلدی سے کافی بنا لائیں پھر ہمیں نکلنا ہے۔۔۔۔۔" وہ جو عفان سے محبت بھرے ڈائیلاگز سننے کے خواہش مند تھی اس کی کافی کی فرمائش پر جی بھر کے بدمزا ہوئی۔ اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے کھینچ کر نکالتے وہ خفگی سے باہر کی طرف بڑھی۔

"ماہم۔۔۔ آپ میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہیں۔۔۔ آپ کے بغیر میری زندگی یوں ہی ہے جیسے پانی کے بغیر پودا۔۔۔۔۔ دھڑکن کے بغیر دل۔۔۔۔۔ سانس کے بغیر جسم۔۔۔۔۔"

عفان کی جذبات سے پر گھمبیر آواز ماہم کا دل دھڑکا گئی۔ وہ بمشکل رخ موڑ کر سرخ چہرہ لیے ایک نظر عفان پر ڈال کر باہر دوڑی۔ آج پہلی بار عفان کی زبان سے اتنا گہرا اقرار سن کر اس کے ہاتھ پاؤں سنسنائے گئے۔ کچن میں کپ نکالتے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور اندر عفان اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرتا دل سے ہنساتھا۔ آج پہلی بار ماہم کے سامنے اقرار محبت نے اسے دل سے خوش اور مطمئن کیا تھا۔

منزہ بیگم کی دعاؤں کے حصار میں نکلتے وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔ ایک کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ تھی تو دوسرا چہرہ نقاب کے پیچھے شرمیلی مسکراہٹ اور سرخ چہرہ چھپائے ہوا تھا۔

طویل سفر کے بعد وہ لوگ بریڈفورڈ کے مطلوبہ ہوٹل میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ میری کہیں باہر گئی ہوئی ہے۔ سفر کی تھکان محسوس کرتے ہوئے عفان نے کمرہ بک کرایا اور ماہم کو آرام کرنے کی ہدایت کرتا وہ خود میری کا انتظار کرنا چاہ رہا تھا تاکہ اس سے بات کر کے رات کو ہی واپسی کے لئے نکل جائے۔ ماہم تو لیٹے ہی سو گئی جبکہ وہ وقفے وقفے سے میری کا کمرہ چیک کرتا رہا۔

رات کے چار بجے کا وقت تھا جب اس نے میری کو ہوٹل کے دروازے سے اندر آتے دیکھا اسے پہچاننے میں دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا کیوں کہ ولیم کے ٹیبل پر اس کی تصویر موجود تھی۔ اس وقت اس کے ساتھ ایک خاصی بڑی عمر کا آدمی تھا جس کی باہوں میں وہ تقریباً جھول رہی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہی عفان کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اچھی خاصی ڈرنک کر کے آئی ہے۔

"آپ اسے چھوڑیں۔۔ میں اسے خود کمرے میں لے جاؤں

گا۔۔۔"

عفان نے آگے بڑھ کر میری کو اس انسان کی بانہوں سے آزاد کرانا چاہا۔



"تم کون ہوتے ہو ہمارے بچ آنے والے -- آج رات یہ میری ہے تم دفع ہو جاؤ یہاں سے ---"

اس کی بات سن کر عفان کا دماغ گھوم گیا اس نے تیزی سے میری کو اپنی جانب کھینچا اور گرنے سے پہلے ہی سنبھال لیا۔

"یہ میری بہن ہے دوبارہ اپنی زبان پر اس کا نام لانا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ابھی پولیس کو کال کروں گا تو تم اندر ہوں گے ---"

عفان کے درشتگی سے کہنے پر اس آدمی نے آنکھیں کھول کر عفان کو پہچاننے کی کوشش کی۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو تم تو شکل سے ایشین لگتے ہو جب کہ یہ برٹش ہے ---"

وہ ڈرنک کے باوجود ہوش و حواس میں تھا۔ آج مشکل اے وہ میری کو قابو کرنے میں کامیاب

ہوا تھا اور اب یوں عفان کو حق جھماتا دیکھ کر شدید بد مزہ ہوا۔

"جب میں نے کہہ دیا کہ یہ میری بہن ہے تو تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے کہ میں

ایشین ہو یا برٹش --- چپ کر کے یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ اب میں پولیس کو بلانے میں ایک

منٹ بھی ضائع نہیں کروں گا۔ ---"

عفان کی دھیمی آواز میں دی جانے والی دھمکی پر وہ دونوں ہاتھ اوپر کرتا لڑکھڑاتا ہوا واپس چل دیا

عفان نے بازو کے گھیرے میں کھڑی میری کو دیکھا جس کا سر لھڑک کر عفان کے کندھے پر آچکا تھا۔ وہ سترہ سال کی معصوم سی لڑکی اس وقت انتہائی بری حالت میں تھی۔ اس کے بال بے ترتیب تھے اور چہرے سے اس کی تھکان کا اندازہ ہو رہا تھا۔ گھٹنوں تک آتی ہوئی لونگ فراک اسے ٹھنڈ سے بچانے کے لیے ناکافی تھی۔ فراک کے اوپر اس نے ہلکی سی فر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی جو اتنی شدید ٹھنڈ میں ناکافی تھی۔

عفان نے اسے احتیاط سے بازوؤں میں سنبھالا اور اوپر کی جانب بڑھ گیا۔ اپنے کمرے کے قریب آکر اس نے میری کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور بازو کے گھیرے میں لے کر دوسرے ہاتھ سے دروازہ ناک کیا۔

چند لمحوں بعد ماہم آنکھیں ملتی ہوئی عفان کی آواز سن کر دروازہ کھول چکی تھی۔ عفان کے ساتھ لڑکی کو دیکھ کر کر ماہم نے سوالیہ نظروں سے عفان کو دیکھا تو عفان نے ماہم سے میری کا تعارف کروایا جس پر ماہم نے آگے بڑھ کر عفان کی مدد سے اسے بیڈ پر لٹایا اور کمبل اوڑھا دیا۔ عفان نے نیچے پیش آنے والی صورت حال ماہم کے گوش گزار کر دی۔

"میں اسے آپ کے کمرے میں لٹا رہا ہوں۔۔۔ اس کا اکیلے رہنا ٹھیک نہیں۔۔۔ اسے اپنا ہوش نہیں دروازہ کیا خاک لاک کرے گی۔۔۔"

عفان نے تاسف سے سر ہلاتے ماہم سے کہا۔

"اب آپ بھی جا کر ریسٹ کریں۔۔ میں اس کا دھیان رکھتی ہوں۔۔۔۔"

ماہم نے بات کرتے ہوئے عفان کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔

"آپ کو جاگنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ یہ اب کل دن تک ہی اٹھے گی۔۔۔۔۔"

عفان نے ماہم سے کہا اور خدا حافظ کہہ کر اپنے کمرے میں آگیا۔ تھکن سے برا حال تھا اس لیے بستر پر لیٹتے ہی دنیا و مافیا سے بے خبر ہو گیا۔

میری کی آنکھ کھلی تو اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا دونوں کہونیوں کے بل اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے ارد گرد نگاہیں دوڑائی تو حیرانگی سے اس کا منہ کھلا رہ گیا بیڈ پر اس کے قریب ہی کوئی لڑکی دوسری طرف منہ کیے سو رہی تھی۔

اس نے یاد کرنے کی کوشش کی تو یاد آیا کہ رات کو تو وہ مارشل کے ساتھ تھی جس نے اسے ہوٹل چھوڑنے کی آفر کی تھی۔

"اے لڑکی۔۔ اٹھو۔۔ کون ہو تم اور میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

سیدھے ہو کر بیٹھنے کے بعد اس نے برٹش لہجے میں ماہم کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

ماہم اس افتاد پر ہڑبڑا کر اٹھی اور پیچھے مڑ کر ٹیک لگائے بیٹھی میری کو گھور کر دیکھا۔

"آواز دے کر جگاتے ہیں۔۔ یہ کون سا طریقہ تھا جگانے کا۔۔ میرا دل اتنا زور سے دھڑک رہا

ہے۔۔۔"

ماہم نے اٹھ کر ٹیک لگاتے بال سمیٹتے ہوئے ذرا غصیلے لہجے میں میری سے کہا تو میری دوبارہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"ایک تو تم میرے کمرے میں میرے بیڈ پر میری اجازت کے بغیر سو رہی ہو اور اوپر سے میرے ساتھ اتنے غصے میں بات کر رہی ہو۔۔۔ آخر ہو کون؟۔۔۔"

اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر اس نے جیسے چکراتے سر

چکر آنے سے روکا۔ اس کے لب و لہجے سے ماہم کو اندازہ ہوا کہ ابھی بھی ڈرنک کا اثر اس کے اعصاب پر موجود ہے۔

"میں آپ کو بر منگھم لے کر جانے کے لئے آئی ہوں۔۔۔ یوں سمجھ لیں کہ میں آپ کی خیر خواہ ہو۔۔۔"

ماہم کی بات پر اس نے غصے سے گھورا۔

تم کون ہو اور میں تمہارے ساتھ کیوں جاؤں گی۔۔۔ یقیناً تمہیں میرے باپ نے بھیجا ہوگا۔۔۔ جاو جا کر بتا دو انہیں کہ مجھے واپس نہیں آنا۔۔۔ جب میرا دل کرے گا تب ہی میں واپس جاؤں گی۔۔۔"

میری کے اٹل لہجے اور بات چیت کے انداز کو دیکھ کر ماہم کو اندازہ ہوا کہ وہ شدید قسم کی بگڑی ہوئی لڑکی ہے۔

"جانا تو آپ کو ہر صورت میں پڑے گا۔۔ چاہے آپ آرام سے جائیں یا زبردستی۔۔ اس لیے اچھے بچوں کی طرح اٹھ کر ہاتھ منہ دھوئے ناشتے کے بعد ہمیں نکلنا ہے۔۔۔"

شستہ انگلش میں بات کرتے ماہم نے اپنے لہجے کو ذرا سخت کیا اور گھڑی پر نگاہ دوڑائی جو دن کا ایک بج رہی تھی۔

"میں نے ایک بار کہہ دیا کہ مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔ اگر تم نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میں پولیس کو کال کر دوں گی۔۔۔"

ماہم نے پولیس کی دھمکی کا سن کر ایک بار غور سے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا اور سر ہلاتی نیچے اتری۔ اپنے ہینڈ بیگ سے موبائل نکال کر اس نے عفان کو کال کی۔ عفان نے پہلی ہی بیل پر اس کی کال رسیو کر لی۔ ماہم نے میری کی ضد کے متعلق اس کو بتایا تو

عفان نے پانچ منٹ انتظار کرنے کا کہا اور جلدی سے اٹھ کر ہاتھ منہ دھو کر کپڑے تبدیل کیے۔

ماہم ہاتھ منہ دھو کر باہر نکلی تو میری ویسے ہی بیٹھی دونوں ہاتھوں سے سر کو دبا رہی تھی۔ اسی اثنا میں دروازہ کھٹکا تو ماہم نے جا کر کھولا۔ سامنے ہی عفان نک سک سا تیار کھڑا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ کیسی ہے چھوٹی گریٹا۔۔۔"

عفان انگلش میں اس سے مخاطب ہوا تو ایک بار پھر اپنے ساتھ پر کھڑے اجنبی انسان کو دیکھ کر میری کو جھٹکا لگا۔



"تم دونوں آخر کون ہو اور میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔۔"

اس نے چیختے ہوئے پوچھا تو انہوں نے ناگواری سے اس کا طرزِ مخاطب دیکھا۔

"لٹل میرین ہم آپ کے دوست ہیں۔۔ آپ کو میرے ساتھ واپس چلنا ہے۔۔ دو دن بعد آپ

کے ڈیڈ کا آپریشن ہے اور ان کے آپریشن کے وقت آپ کا وہاں ہونا ضروری ہے۔۔"

عفان نے نرمی سے کہا تو اس نے عفان کی بات پر چونک کر دونوں کو دیکھا۔

"ڈیڈ کا آپریشن۔۔۔ لگتا اس بار ڈیڈ میرے ساتھ کوئی نئی گیم کھیل رہے ہیں تاکہ وہ مجھے واپس بلا سکیں۔۔"

میری کی بے اعتباری پر عفان نے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔ ماہم عبایا پہننے میں مصروف تھی۔

"بیٹا۔۔ آپریشن کوئی چھوٹی بات نہیں کہ آپ کے ڈیڈ آپ سے جھوٹ بول کر آپ کو بلوائیں

۔۔۔ دو دن بعد آپ کے ڈیڈ کا کڈنی ٹرانسپلانٹ ہے اگر آپ کو یقین نہیں تو میں ابھی آپ کو

آپ کے ڈیڈ کی رپورٹس منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔۔۔"

عفان نے اپنی نظر میری کے چہرے پر نظر آنے والے اتار چڑھاؤ پر رکھی جو ابھی بھی شدید

ناگواری کا تاثر دے رہی تھی۔

"میں نے ایک بار انکار کر دیا ہے اس لیے تم لوگوں کی مہربانی اپنا بویا بستر گول کرو۔۔۔"

ان کی تمیز سے بات کرنے کے باوجود میری کا لہجہ خاصہ گستاخانہ تھا۔ وہ بات کرتے ہوئے نیچے اتر کر اپنے جوتے بھی پہن رہی تھی۔ بار بار سر کو جھٹکتی عفان کو باور کرا گئی کہ ابھی بھی اس کے اندرونی حالات ٹھیک نہیں۔

"میری بات سنو۔۔۔ آپ ایسے نہیں کرو! ہمیں دیر ہو رہی ہے آپ چلیج کرو ناشتہ کرنے کے بعد ہمیں نکلنا ہے۔۔۔"

عفان کے لہجے کی نرمی بدستور قائم تھی۔ ماہم عبایا پہنے اب دونوں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ "تم لوگ نہایت جاہل ہو۔۔۔ جب ایک بار میں نے انکار کر دیا ہے تو مجھ سے زبردستی نہیں کر سکتے میں پولیس کو کال کر دوں گی پھر بھگتتے رہنا۔۔۔"

میری کی آواز دوبارہ اونچی ہو گئی۔ غصے سے اس نے سائیڈ میں پڑا شیشے کا گلاس اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔ ماہم ڈر کر ایک دم پیچھے ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ آپ پولیس کو کال کرو پولیس یہاں آئے گی تو میں بھی پولیس کو بتا دوں گا کہ آپ گھر سے پیسے چوری کر کے بھاگی ہیں۔۔۔ پھر آپ بھی بھگتتیں رہنا پولیس کو۔۔۔"

عفان نے اس کو اسی کی ٹون میں جواب دیا تو اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عفان کو دیکھا۔

"پولیس والے کی تو ایسی کی تیری آپ کے پاس کیا پروف ہے کہ میں گھر سے پیسے چوری کر کے بھاگی ہو۔۔۔ ایک منٹ میں میں آپ کو جھوٹا ثابت کر دوں گی۔۔ میرے پاپا کی ایک فون کال آپ کو غلط ثابت کر دے گی۔۔۔"۔

اس نے بغیر کسی ڈر کے غصے میں جواب دیا۔ عفان کو اندازہ ہوا کہ وہ اپنے والد سے نفرت کا جو راگ الاپ رہی تھی وہ دکھاوا تھا۔ دھڑلے سے اس نے باپ پر اپنا حق استعمال کیا تھا۔ "ٹھیک ہے۔۔ بلائے پولیس کو ابھی آپ کو پتہ چل جائے گا کہ پولیس کس کا یقین کرے گی میرا یا آپ کا۔۔۔ اور رہ گئی آپ کے پاپا کی بات تو میرے ایک فون کال پر وہ بھی پولیس کو یہی بیان دیں گے کہ آپ گھر سے پیسے چوری کر کے بھاگی ہیں۔۔ آپ کے پاس سوچنے کے لئے صرف دو منٹ ہیں اس کے بعد آپ فریش ہو کر ہمارے ساتھ چل رہی ہیں۔۔"۔

عفان کا اٹل لہجہ سن کر میری شدید غصے میں جو چیز ہاتھ میں اٹھا کر دیوار پر مارنے لگی۔ عفان نفی میں سر ہلاتا آگے بڑھا اور آرام سے اس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اپنے ساتھ لیتا ہوا ماہم کو اشارہ کر کے باہر نکل آیا اس کا رخ میری کے کمرے کی طرف تھا کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے دروازہ کھولا جو لاک نہیں تھا اور میری کو اندر دکھایا۔

"آپ کے پاس پانچ منٹ ہے فریش ہونے کے لیے اگر میری بات نہیں مانی تو اس بار میں پولیس ککو بلواؤنگا۔۔ اور پھر آپ جانتی ہیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا۔۔ اگر ان سب سے بچنا چاہتی ہیں تو شرافت سے جا کر وہ کرے جو میں نے آپ سے کہا ہے۔۔۔"۔

عفان کے دھمکی دینے پر میری پاؤں پٹختی اپنے سوٹ کیس کی طرف بڑھی۔ لگے پانچ منٹ میں وہ تیار ہو کر اپنا بیگ پیک رہی تھی۔ عفان اس کو لے کر نیچے آیا اور روم کی چابیاں کاؤنٹر پر دے کر میری کا ہاتھ پکڑ کر ریسٹورنٹ کی طرف بڑھاتا کہ ناشتہ کر سکے۔۔ اس کے دوسرے ہاتھ میری کا ہینڈ کیمری تھا۔ عفان نے پہلے میری کے لیے لیمینڈ کا آرڈر دیا تاکہ اس کے حواس درست ہو سکیں۔

"چلو بیٹا یہ جلدی سے ختم کرو۔۔۔"۔

لیمینڈ کا گلاس میری کی طرف بڑھاتے عفان نے کہا تو میری نے دوبارہ عفان کو غور سے دیکھا۔

"تم بار بار مجھے بیٹا کہہ کر بلا رہے ہو میں تم سے چند سال چھوٹی ہوں اور ویسے بھی اتنے ہینڈسم ہو۔۔ مجھ سے چند سال بڑے ہو گے اور میرا باپ بننے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔ بڑی عجیب بات ہے یا پھر یہ تمہارا کوئی نیا انداز ہے لڑکیوں کو پٹانے کا۔۔۔"۔

اس کے بے باکی سے کہنے پر جہاں ماہم کے چہرے کا رنگ سرخ ہوا وہی عفان کے چہرے پر ناگواری در آئی۔

"لٹل سسٹر۔۔ میں آپ کو جو سمجھ رہا ہوں وہی بلا بھی رہا ہوں۔۔ آپ کے لندن کے لوگوں میں دوغلے پن کی بیماری ہوگی۔ میں فی الحال اس دوغلے پن سے محفوظ ہوں میں جیسا آپ کو نظر آ رہا ہوں ویسا ہی ہوں۔۔۔"۔

عفان نے جواباً غصیلے انداز میں کہا تو میری نے گلاس اٹھا کر منہ کے ساتھ لگا لیا۔ اس کی پرسوج نظریں ماہم اور عفان کو بار بار تاڑ رہی تھی۔

ناشتہ کے بعد ریسٹورنٹ سے نکلتے ہی میری نے ایک جھٹکے سے عفان سے ہاتھ چھڑایا اور بھاگ پڑی عفان نے حیرت سے اس کو بھاگتے دیکھا اور چند ہی لمحوں میں اس کو جا لیا۔

"لٹل گرل اگر آپ نے ایسی کوئی حرکت کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"۔

اس کا بازو سختی سے تھامے کھینچتا ہوا ماہم کے قریب آیا۔

"میری یہ کیا فضول حرکت تھی ہم پہلے ہی لیٹ ہو رہے ہیں۔۔ میں نے ڈرائیور کو کال کر

دی ہے وہ گاڑی لے کر آ رہا ہے۔۔"۔

ماہم نے ایک نظر میری پر ڈالی اور عفان کو مخاطب کر کے کہا عفان سر ہلاتا ہوا وہیں کھڑا ہو گیا۔

چند ہی لمحوں بعد ڈرائیور گاڑی کے ساتھ ان کے سامنے تھا عفان نے پہلے ماہم کو بیٹھنے کے

لئے کہا اور دوسری طرف سے میری کو بٹھا کر خود اس کے ساتھ بیٹھ گیا اسے درمیان میں

بٹھانے کا مقصد یہی تھا کہ وہ دوبارہ سے بھاگنے کی کوئی فضول کوشش نہ کرے۔



میری نے گاڑی میں بیٹھتے ہی موبائل پر اونچی آواز میں سونگ لگا لیا۔ ماہم اور عفان نے اس کی اس حرکت پر صبر کا گھونٹ بھرا۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ کچھ بھی کر لیں میری اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے گی۔

"بتاؤ وہ لڑکی کون تھی جس کو برکت نے تمہارے ساتھ کئی دفعہ دیکھا۔۔۔"۔

قمر اس وقت مراد اور اس کے والد کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ان کی بات پر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

"چاچا جی۔۔۔ ماما برکت کس لڑکی کی بات کر رہا ہے۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔"

قمر نے حیرانگی سے ان سے پوچھا۔

"وہی لڑکی جو سفید یونیفارم میں تیرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔"

اس بار ان کا لہجہ استہزائیہ تھا۔

"او۔۔۔ تو آپ لوگ فرح کی بات کر رہے ہوں گے۔۔۔ جی میں اس کو موٹر سائیکل پر بٹھا کر

جارہا تھا۔ کیوں کہ اس دن اس کے بھائی کی موٹر سائیکل خراب ہو گئی تھی اور وہ اپنی بہن

کو اکیلے رکشے میں نہیں بھیجنا چاہ رہا تھا بس میں فرح کو گھر چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔"

قمر نے بغیر رکے نرمی سے انہیں بتایا تو مراد نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ اباجی کا سردپن ہنوز برقرار تھا۔

"وہ ایک بار نہیں کئی بار تجھے اس لڑکی کے ساتھ دیکھ چکا ہے۔۔ اب تو ہمیں دانہ ڈالنے کے بجائے سیدھا بتا کیا چکر ہے۔۔۔ کیوں کہ میں کسی ایسے لڑکے کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کر سکتا جو دوسری لڑکیوں کے چکر میں ہوں۔۔۔"

"چاچا جی۔۔ میں آپ کو جو بات تھی وہ بتا چکا ہوں۔۔ میں صرف ایک بار اس کو گھر چھوڑ کر آیا تھا اس کے علاوہ میں نے کبھی بھی کسی لڑکی کے ساتھ نہ ہی کوئی دوستی رکھی ہے اور نہ سلام دعا اور فرح میرے لئے فاطمہ جیسی ہے۔۔۔"

اس بار قمر غصے میں ذرا اونچی آواز میں ان سے مخاطب ہوا۔

"بات سن یہ اپنی گرمی ذرا کم کر۔۔۔ برکت نے تجھے جتنی بار اس لڑکی کے ساتھ دیکھا ہر بار آ کر مجھے بتایا وہ تیرے متعلق مجھ سے جھوٹ کیوں بولے گا۔۔۔"

انہوں نے کڑے لہجے میں استفار کیا۔ غصے سے ان کا چہرہ گرم ہو رہا تھا۔ جو ان کے ہائی بی پی کی نشاندہی کر رہا

تھا۔

"چاچا جی میں نہیں جانتا کہ چاچا برکت کو مجھ سے کیا دشمنی ہے اور وہ کیوں جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ میں آپ کو بار بار اپنی صفائی پیش نہیں کروں گا۔۔ میں نے کسی لڑکی سے دوستی

نہیں کی ہے۔۔۔ چاچا برکت میرے ساتھ یہ سب کیوں کر رہا ہے وہ تو میں پتہ کر ہی لوں گا۔۔۔ آپ لوگ ایک بات یاد رکھیں صائمہ میری منگیت ہے اور اس کی شادی بھی مجھ سے ہی ہوگی۔۔۔ اگر آپ نے کچھ ایسا ویسا الٹا کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔"

قمر جوان خون تھا غصے میں ایک دم اونچی آواز میں دھاڑا۔ ابا جی نے ناگواری سے پہلے اسے اور پھر مراد کو دیکھا۔

"میری آنکھوں کے سامنے سے دفع ہو جا دوبارہ مجھے اپنی شکل نہ دکھانا صائمہ میری بیٹی ہے۔۔۔۔ میں جہاں مرضی اس کی شادی کرو۔۔۔ ابھی اور اسی وقت میں اپنی بیٹی کا رشتہ تجھ سے توڑتا ہوں۔۔۔ دفع ہو جا یہاں سے اور دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔"

ان کا جلال عود آیا انہوں نے اچھی خاصی اونچی آواز میں قمر کو دھکا دیتے ہوئے غصے سے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں بھی دیکھتا ہوں کہ آپ اس کی شادی کہیں اور کیسے کرواتے ہیں۔۔۔۔ میں بھی آپ کو سے کل ہی شادی کر کے دکھاؤں گا دیکھتا ہوں آپ مجھے ایسا کرنے سے کیسے روکیں گے کل آپ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو میرے ساتھ رخصت کریں گے یہ وعدہ ہے میرا آپ سے۔۔۔"

قمر کے لہجے میں سختی اور الفاظ میں کٹیلا پن تھا مراد نے حیرت سے قمر کے جلال کو دیکھا وہ تو نہایت ہی نرم مزاج رکھتا تھا۔

"بھائی کل اپنی بہن کو رخصت کرنے کی تیاری کر کے رکھیں میں اب چلتا ہوں۔۔۔"

قمر بات مکمل کر کے سب کو گھورتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔ ابا جی نے مراد کو شدید غصے سے دیکھا۔

"دیکھا تو نے اس بے غیرت کی حرکتیں۔۔۔ کیسے ہمارے سامنے ہی ہماری بیٹی کو لے کر جانے کی بات کر کے گیا ہے۔۔۔ میں بھی دیکھتا ہوں کل وہ ایسا کیسے کرے گا۔۔۔"

اپنی لاٹھی زور سے زمین پر مارتے وہ اونچی آواز میں دھاڑے۔ مراد نے بے بسی سے اپنے والد کو دیکھا۔ پہلے ہی وہ قمر کے رویے کی وجہ سے پریشان ہوا تھا اور اب ابا جی اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنا سر پکڑے وہی بیٹھ گیا۔ ابا جی اپنی لاٹھی تمھیں غصے میں باہر نکل گئے تھے۔

"آب تو میری بات مانے گا یا نہیں۔۔۔ سیدھی طرح بتا مجھے تو میری مطلوبہ چیز نہیں دے سکتا تو مجھے تیری دوستی کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔"

قمر اس وقت اپنے بچپن کے دوست آصف کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ بست کرتے ہوئے وہ جھنجھلا رہا تھا۔

"تو پاگل تو نہیں ہو گیا۔۔۔ کیا کرے گا اس کو لے کر۔۔۔ بجائے آرام سے معاملہ سلجھانے کے تو الٹا طریقہ اختیار کر رہا ہے۔۔۔"

آصف نے سمجھانا چاہا۔

"میں جو کر رہا ہوں بالکل ٹھیک کر رہا ہوں۔۔۔ چاچا اختر نے ایک بار بھی میرے لئے نہیں سوچا میں اب کسی کے لیے کیوں سوچو۔۔۔ اگر تو مجھے دے سکتا ہے تو بتا دے نہیں تو میں کہیں اور سے بندوبست کر لوں گا۔۔۔"

قمر غصے سے کھڑا ہوتے ہوئے بولا تو آصف نے فوراً آگے بڑھ کر اسے جانے سے روکا۔  
 "پہلے تو مجھ سے وعدہ کر تو کوئی الٹی سیدھی حرکت نہیں کرے گا۔۔۔"

آصف نے وعدہ لینا چاہا۔

"آصف میں تجھ سے اس بات کی امید نہیں رکھتا تھا اب تو مجھے چیزیں دینے سے پہلے مجھ سے وعدہ لیا کرے گا۔۔۔ تو رہنے دے میں کہیں اور سے لے لوں گا۔۔۔"

قمر روٹھے پن سے بولا اور باہر جانے کے لئے پلٹا۔ آصف تیزی سے اس کے آگے آیا اور رستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"تو رک میں لے کر آتا ہوں۔۔۔"

آصف نے اس کو وہیں کھڑا رہنے کا کہا اور خود اندر گھر کی جانب بڑھ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رومال میں لپیٹی ہوئی کوئی چیز تھی جو اس نے سیدھی قمر کے سامنے کر دی۔



قمر نے اٹھا کر اسے کھولا اور چیک کیا مطمئن ہونے پر مسکرا کر آصف کے گلے لگا اور شکریہ ادا کرتا ہوں باہر نکل گیا۔ آصف نے پریشانی سے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے باقر بھائی فصل کے لیے بیج لینے شہر کی منڈی گئے ہوئے تھے اور چاچا جی کو کچھ بھی بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

قمر گھر سے باہر نکلا اور گھڑی پر نگاہ ڈالی جو صبح کے دس بج رہی تھی۔ اس نے اپنے قدم مراد کے گھر کی طرف بڑھا دیے۔ دس منٹ بعد وہ ان کے کھلے دروازے سے اندر قدم رکھ رہا تھا۔ صحن میں بیٹھے چاچا اختر نے اس کو اندر آتے ہوئے دیکھا تو سیدھے ہو گئے جبکہ مراد اٹھ کر قریب آ گیا تھا۔

"چاچا جی تیاری کر لیں۔۔۔ پندرہ منٹ بعد قاری صاحب نکاح پڑھانے کے لئے آئیں گے۔۔۔"

ان کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت ادب سے سر جھکاتے ہوتے ہوئے قمر نے کہا تو چاچا اختر لاٹھی کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔

"میں بھی دیکھتا ہوں کہ میری اجازت کے بغیر تو یہ نکاح کیسے کرے گا۔۔۔"

انہوں نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھکا دیتے ہوئے غصے سے کہا۔

"نکاح تو آپ خود کروائیں گے۔۔۔ میرا وعدہ ہے آپ سے۔۔۔ بس آپ دیکھتے جائیں۔۔۔"

قمر اطمینان سے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ مراد کھڑا اس کے انداز ملاحظہ کر رہا تھا جن میں ڈر کا نام و نشان نہیں تھا۔

"چل پھر میں بھی یہاں تیرے ساتھ ہی بیٹھا ہوں۔۔۔۔"

وہ بھی اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اسے غصے میں ضدی پن سے بولے۔

قمر ہلکا سا مسکرایا۔ کچھ ہی دیر گزری باہر کا دروازہ کھٹکھانے کی آواز پر مراد دروازے کی طرف بڑھا۔ گاؤں کے مولوی صاحب ہاتھ میں نکاح کا رجسٹر پکڑے کھڑے تھے۔ مراد نے پیچھے مڑ کر ایک نظر اپنے والد کو دیکھا اور پھر مولوی صاحب کو اندر آنے کے لیے کہا۔ مولوی صاحب کو دیکھ کر چاچا اختر فوراً کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا۔ مراد برآمدے میں پڑی کرسی اٹھا کر ان کے لئے آیا۔

"مجھے قمر نے نکاح کے لیے بلایا تھا مگر یہاں پر تو کوئی آثار نظر نہیں آرہے۔۔۔۔"

مولوی صاحب نے بیٹھتے ہوئے ارد گرد نگاہ دوڑائی اور خالی صحن دیکھ کر حیرت سے بولے۔

"مولوی صاحب آپ آثار مت دیکھیں بس نکاح فارم فل کریں۔۔۔۔"

قمر کا اطمینان ہنوز قائم تھا۔

"مولوی صاحب میں بیٹی کا باپ ہونے کی حیثیت سے اس نکاح سے انکار کرتا ہوں۔۔۔۔"

چاچا اختر کی بات سن کر مولوی صاحب نے حیرت سے قمر کو دیکھا اور پھر مراد کی طرف سوالیہ نگاہ اٹھائیں۔

"مولوی صاحب میں نے کہا نا آپ نکاح کا فارم فل کریں لڑکی کے والد بھی راضی ہو جائیں گے۔۔۔"

قمر نے کہا تو انہوں نے ایک نظر تینوں کو دیکھا۔

"قمر بیٹا اگر کوئی بات ہے تو پہلے مجھے بتا دو۔۔۔ اگر نکاح میں لڑکی کے باپ اور بھائی کی رضامندی شامل نہ ہو تو نکاح نہیں ہو گا۔۔۔۔۔"

مولوی صاحب کو صورت حال کا ادراک ہو گیا تھا۔

"مولوی صاحب میں نے کہا نا کہ لڑکی کے والد راضی ہو جائیں گے بس آپ نکاح کا فارم فل کریں۔۔۔"

قمر کے لہجے میں یقین تھا۔  
<https://www.classicurdumaterial.com/>

"مولوی صاحب میں راضی نہیں ہو گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔۔۔۔"

چاچا اختر غصے سے بولے۔  
<https://www.facebook.com/ClassicUrdumaterial/>

"اگر آپ نکاح کے لئے راضی نہیں ہوئے تو اس پستول کی ساری گولیاں میں اپنے اندر اتار لوں

گا۔۔۔۔۔ آپ یہ مت سوچیے گا کہ میں صرف دھمکی دے رہا ہوں میں ایسا کرنے میں ایک لمحہ

بھی ضائع نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ کہیں آپ یہ تو نہیں سوچ رہے کہ میں نے یہ گن مراد بھائی

کے سر پر کیوں نہیں رکھی تو چاچا جی بات یہ ہے کہ اس سارے معاملے میں کسی کا کیا

قصور اور شادی کرنی ہے تو نقصان بھی میرا ہی ہونا چاہیے لگے پانچ منٹ میں آپ نے نکاح کے لیے رضامندی نہ دی تو میں گولی چلا دوں گا آپ پانچ منٹ اطمینان سے سوچ سکتے ہیں۔۔۔"۔

قمر نے گن کنپٹی پر رکھتے ہوئے کہا۔

مراد تیزی سے اس کے قریب آیا۔

"مراد بھائی جہاں کھڑے ہیں وہیں کھڑے رہیں۔۔۔"

قمر چند قدم دور ہوتے مراد کو ٹوک گیا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے کیا الٹی حرکتیں کر رہے ہو گن نیچے کرو۔۔۔"

مراد ششدر سا اس کو دیکھے گیا۔

"قمر تو مجھے اس طرح ڈرا کر نکاح کے لئے راضی نہیں کر سکتا۔۔۔ لگے پانچ منٹ بعد بھی میرا

فیصلہ انکار میں ہی ہوگا۔۔۔"

چاچا اختر کی آواز بے لچک تھی۔

"تو آپ پانچ منٹ سوچنے کے لیے نہیں لینا چاہتے ہیں ٹھیک ہے پھر آپ ابھی فیصلہ کر لیں

ہاں یا نہ۔۔۔"

قمر نے گن لوڈ کر کے دوبارہ کنپٹی پر رکھی۔ مراد مٹھیاں بھینچے خفگی سے اس کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے چہرے پر کسی قسم کا ڈر یا خوف نہیں تھا اور یہی بات مراد کو خوفزدہ کر رہی تھی۔

قمر اس وقت مولوی صاحب کی کرسی کے پاس کھڑا تھا اس کا رخ سامنے چارپائی پر بیٹھے چاچا اختر کی طرف تھا اور مراد مولوی صاحب کے دوسری طرف کھڑا تھا۔

"میرا فیصلہ نہ میں ہے میں بھی دیکھتا ہوں کہ تو کیا کرے گا۔۔۔"

چاچا اختر لاٹھی زمین پر مارتے ہوئے غصے سے دھاڑے۔

"اختر عقل کو ہاتھ مار جو ان خون ہے آرام سے بیٹھ کر بات کر۔۔۔"

مولوی صاحب نے ان کو ٹوکا۔

"مولوی صاحب آپ کچھ نہیں جانتے۔۔۔ آپ بس یہاں پر خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھیں یہ جو

اتنی بھڑکے مار رہا ہے اپنی جان لینا کوئی آسان کام نہیں ہوتا یہ صرف ڈرا دھمکا کر میری بیٹی

سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔"

چاچا اختر طنزیہ انداز میں بولے تو قمر نے ایک نظر ان کو دیکھا اور پھر مراد کو۔۔۔ اس کی آنکھوں

میں اترنے والی دھند مراد سے مخفی نہیں رہ سکی اور بس وہی لمحہ تھا قمر نے ٹیگر دبا دیا۔ گولی

چلنے کی آواز کے ساتھ ساتھ نسوانی چیخ بھی واضح تھی۔

چاچا اختر گولی چلنے پر ہکا بکا کھڑے تھے۔ یہی حال وہاں کھڑے سب نفوس کا تھا۔

"تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔ کیا کرنے لگا تھا اپنی جان لینے لگا تھا۔۔۔ ایک بار بھی اپنے

ماں باپ کے لیے نہیں سوچا تو نے۔۔۔ ایک لڑکی کے لیے تو نے اپنے ماں باپ کی سالوں کی

محبت کو بھلا دیا۔۔۔۔۔"



آصف نے کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔ جب وہ چاچا اختر سے بات کر رہا تھا اسی وقت آصف کھلے دروازے سے دبے قدموں اندر داخل ہوا تھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں اس نے مراد کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اور جیسے ہی قمر نے ٹریگر دبانے کے لئے انگلی کا دباؤ بڑھایا آصف نے اس کا ہاتھ اوپر کر دیا جس کی وجہ سے گولی فضا میں ہی کہیں رہ گئی۔

آصف گن قمر کے ہاتھ سے چھین کر اپنی جیب میں رکھ چکا تھا۔ جب کہ قمر سر جھکائے ساکت نظروں سے فرش کو گھور رہا تھا۔ اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا اسے اندازہ تھا کہ وہ کیسے موت کو چھو کر واپس آیا تھا۔ اگر آصف آج وقت پر نہیں آیا ہوتا تو یہاں اس کی لاش پڑی ہوتی۔ برآمدے میں کھڑی صائمہ منہ پر ہاتھ رکھے فق چہرہ لیے کھڑی تھی۔

"مراد کے ابا کس چیز کے پیچھے تو بچوں کی جان کے پیچھے پڑا ہے۔۔۔ آج تیری ضد کی وجہ سے یہ جان سے چلا جاتا۔۔۔"

مراد کی والدہ آگے بڑھی اور غصے سے اپنے شوہر سے مخاطب ہوئیں جو لڑکھڑا کر چارپائی پر بیٹھ چکے تھے۔ چند لمحے پہلے ہونے والے اس کھیل میں ان کو اچھا خاصا سما دیا تھا۔ انہیں تو لگ رہا تھا کہ قمر صرف دھمکی دے رہا ہے تاکہ وہ نکاح کے لئے راضی ہو جائیں مگر گولی چلنے کی آواز نے ہی انہیں بتا دیا کہ وہ سنجیدہ تھا۔

"آصف نے ٹھیک کہا چاچا۔۔۔ اپنی محبت کے پیچھے میں نے اپنی ماں باپ کی محبت کو بھلا دیا۔۔۔ لعنت ہے میری جیسی اولاد پر۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔"

وہ سر جھکائے شکستہ انداز میں بولتا اپنی بات ختم کر کے پلٹا اور باہر نکل گیا۔ اس کی آنسوؤں سے بھری آنکھیں اور بھرایا ہوا لہجہ کسی سے پوشیدہ نہیں رہا تھا۔ اس کے قدموں کی شگستگی اس کی محبت چھن جانے کا ماتم کر رہی تھی۔ مراد نے ایک نظر والد کو دیکھا اور کمرے کی طرف بڑھا جہاں چند لمحے پہلے صائمہ روتے ہوئے اندر گئی تھی۔ ان سب کا دل ابھی بھی کانپ رہا تھا اس بات کے پیچھے جو ہوتے ہوتے رہ گئی تھی۔

"اختر! یہ زمانہ بچوں سے ضد باندھنے کا نہیں۔۔۔ یہاں آنے سے پہلے قمر مجھے برکت کے بارے میں سب کچھ بتا چکا ہے۔۔۔ کسی پر بہتان لگانا بہت شدید گناہ ہے۔ جب بچہ اپنی صفائی پیش کر چکا ہے تو پھر اس کی بات نہ ماننا اس کے ساتھ نا انصافی ہے اور اللہ تعالیٰ نہ انصافی کرنے والے کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ قمر کے کردار کی گواہی تو میں تجھے دے سکتا ہوں اگر میری بات پر یقین ہے تو بچوں کی شادی کی تاریخ طے کر دینا باقی جو تیری اپنی مرضی۔ مجھے اب اجازت دیں۔۔۔"

مولوی صاحب رجسٹر پکڑ کر کھڑے ہوئے اور مصاحفے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"مولوی صاحب اب آئے ہیں تو چائے پانی پی کر جانا بلکہ تھوڑی دیر میں کھانے کا ٹائم ہو جائے گا آج کھانا میرے ساتھ کھائیں۔۔۔"

چاچا اختر شرمندہ آواز میں مولوی صاحب سے مخاطب ہوئے۔ مراد بھی باہر واپس آچکا تھا اس نے بھی مولوی صاحب سے گزارش کی تو انہیں ہارمانی پڑی۔

"میں تجھے سیدھی طرح کہہ رہا ہوں میرے بچے کہاں ہے اگر اب تو نے مجھ سے جھوٹ بولا تو اس گن کی ساری گولیاں تیرے سینے میں اتار دوں گا۔۔۔"

شیدا آدھی رات کو اپنے مطلوبہ ہدف تک پہنچا جس کا نمبر اس کو یتیم خانے کے انچارج نے دیا تھا وہ بندہ شیدے کے تشدد کے باوجود مسلسل انکار کر رہا تھا۔

"میں تجھے بتا چکا ہوں کہ میں نہیں جانتا تیرے بچے کہاں گئے تیری لڑکی کو جہاں لوکر کروایا تھا وہ وہاں سے بھاگ گئی اور لڑکوں کو جس کارخانے والوں کے پاس کام کے لیے چھوڑا تھے وہ بھی وہاں سے بھاگ گئے اس کے بعد مجھے نہیں پتا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔۔۔"

شیدے کو اندازہ ہوا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ وہ بے بس ہو کر وہیں زمین پر دو زانو بیٹھ گیا۔ اس کا انداز شکستہ تھا۔

"میں تیری ایک معاملے میں مدد کر سکتا ہوں تیرے پیچھے پولیس پڑھی ہے اگر تجھے کتنا چاہیے تو میں تجھے وہ دلوا سکتا ہوں۔۔۔"

اس آدمی کی آواز پر شیدے نے بے بسی سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کہاں پناہ دے گا تو مجھے پولیس ہر جگہ پہنچ جاتی ہے۔۔۔"

شیدے کی آواز میں کرب تھا وہ بچوں کو کھو کر پچھتا رہا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا اپنے آپ کو گولی مار لے۔

"میں تجھے جگودادا کے پاس بھیجوں گا وہاں تو محفوظ رہے گا۔۔۔"

اس کی بات پر شیدے نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے اب کسی کے پاس پناہ نہیں چاہیے میں نے سوچ لیا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔"

"تو پاگل ہو گیا ہے اگر پناہ نہیں لے گا تو پولیس کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ جگودادا کے پاس تو

محفوظ رہے گا۔ وہ تجھے کسی دوسری جگہ بھیج دیں گے۔۔۔۔۔"

وہ آدمی ہر صورت اس کو راضی کرنا چاہتا تھا اس میں اس کا اپنا مفاد بھی شامل تھا جگودادا

اس قاتل کو اپنے سامنے دیکھ کر یقیناً اس کی جیب بھر دیتے۔ کیونکہ اسے اپنے کاموں کے

لیے ایسے ہی لوگوں کی تلاش رہتی تھی جن سے وہ مزید قتل کروانے کا کام لے سکے۔

"چل اٹھ یہ وقت بہترین ہے میں تجھے جگودادا کے اڈے پر چھوڑ آتا ہوں۔۔۔۔۔"

اس آدمی نے بازو سے کھینچ کر اسے اٹھایا اور لے کر باہر نکل گیا۔ جگو دادا شہر کا بہت بڑا غنڈا مشہور تھا مگر آج تک اس کے خلاف کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹی گئی تھی وجہ صرف اس کی حد سے زیادہ محتاط طبیعت تھی وہ اتنی صفائی سے کام کرواتا کہ آج تک کوئی اس تک نہیں پہنچ سکا تھا۔

"مجھے تو لگا آج بھی آپ مجھ سے چھپ کر بیٹھ جائیں گی مگر میرے خیال کو آپ نے غلط ثابت کر دیا ہے۔۔۔"

ماہ رخ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر باسم نے چھیرا جس پر ماہ رخ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور وہ سر جھکا گئی۔

"میں آپ کے کپڑے نکالنے آئی تھی۔۔۔"

اس کے منہ سے مشکل یہ الفاظ نکلے۔ باسم چلتا ہوا اس کے سامنے آکھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیے۔

"آپ بہت ظالم ہیں۔۔۔ کچھ اپنے معصوم میاں کا خیال کر لیا کریں۔۔۔ چار ماہ بعد آپ کو دیکھ رہا ہوں اور آپ ہیں کہ کاموں کو سر پر سوار کیے مجھے نظر انداز کر رہی ہیں۔۔۔"



باسم کے شکوے پر ماہ رخ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں آپ کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔۔ آپ سے فاصلہ وقتی ہے۔۔ جب ماما مجھے آپ کے کمرے میں رہنے کا اختیار دے دیں گی تو آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ ابھی میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ مجھے ہر وقت آپ کے آس پاس دیکھ کر عیشل کو ناگوار نہ لگے۔ وہ میرے اور آپ کے رشتے کو لے کر عدم تحفظ کا شکار ہے۔۔ میرا گریز بس اس کی وجہ سے ہے۔۔"

ماہ رخ کی دھیمی آواز باسم بغور سن رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔ مجھے بھی وہ کئی مرتبہ کہہ چکی ہے کہ آپ اپنی بیگم کو پیارے نہ ہو جانا۔۔ اس میں اس کا قصور نہیں اصل میں ہماری خالہ کہ بہو شادی کے چند ماہ بعد ہی لڑ جھگڑ کر الگ ہو گئی۔۔ بس تب ہی عیشل اور میرب ہمارے پیچھے لگ گئی اور وعدہ لے کر چھوڑا کہ ہم کبھی اپنی بیویوں کو لے کر الگ نہیں ہونگے۔ آپ کے ساتھ میری لو میرج ہے اس وجہ سے بھی وہ عدم تحفظ کا شکار ہو رہی ہے۔۔۔"

باسم نے اس کی بات سننے کے بعد ساری بات اس کے سامنے کھولی۔

"میں کوشش کر رہی ہو اس کے ساتھ اپنی دوستی پکی کر سکو مگر وہ بہت ریزو رہتی ہے

۔۔ میں جتنی کوشش کر لو وہ میری محنت پر ایک پل میں پانی پھیر دیتی ہے۔۔۔"

ماہ رخ کے گلابی چہرے پر حیا کی سرخی تھی اور شرمیلا سا انداز باسم کا دل دھڑکانے کا سبب بن رہا تھا۔

"او تو آپ یہاں کھڑی میرے خلاف بھائی کے کان بھر رہی ہیں میں بھی کہو آپ کہاں غائب ہیں۔۔۔"

اچانک ہی دروازہ کھول کر عیشل اندر داخل ہوئی۔ وہ باسم کو بلانے آئی تھی جب اسے اندر سے ماہ رخ کی آواز آئی۔ ماہ رخ نے سٹیٹا کر ہاتھ باسم کی گرفت سے آزاد کروائے۔

"عیشل اتنا بدگمان نہیں ہوتے یہ آپ کے بھائی پہلے ہیں اور میرے شوہر بعد میں آپ مجھے بتا دیں کہ آپ کس طرح مجھ سے راضی ہو گئی۔۔۔ میں ویسے ہی کر لیتی ہو۔۔۔"

عیشل کی بات پر ماہ رخ انلی نرمی سے بولی۔

"عیشل کیا ہو گیا ہے کو آپ یہاں آؤ میرے پاس۔۔۔"

باسم نے محبت سے بہن کو پکارا۔

"ماہ رخ آپ جائیں اپنا کام کر لیں تب تک ہم بہن بھائی زرا گپ شپ لگا لیں۔۔۔"

باسم عیشل کے قریب آیا اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر سر پر بوسہ دیا اور ساتھ ہی بہانے سے ماہ رخ کو جانے کا کہا جس پر ماہ رخ سر ہلاتی باہر نکل گئی باسم اس کو یوں ہی تھامے بیڈ کے قریب آیا اور اس کو بٹھا کر خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔

"عیشل آپ کی بھابھی مجھے بتا رہی تھی کہ آپ انہیں پسند نہیں کرتی۔۔۔ وہ اپنی طرف سے آپ سے دوستی کرنے کی کوشش کر رہی ہیں مگر آپ ان کی ہر کوشش ناکام بنا دیتی ہیں۔۔۔ میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں ایسا کیوں کر رہی۔۔۔"

باسم اس کے چہرے پر نظر ڈالتا۔

سنجیدہ لہجے میں اس سے استفسار کیا تھا۔ عیشل نے ایک نظر بھائی کے چہرے کو دیکھا جہاں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی مگر تاثرات سنجیدہ تھے اور نگاہ اپنے ہاتھوں پر ٹکا دی جو گود میں دھرے تھے۔

"بھائی میں سچ بات کہوں تو مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔ میرب چلی گئی پیچھے میں آپ اور انیق ہیں۔۔۔ ماما پاپا میرب کے جانے کے بعد بہت اداس رہنے لگے ہیں۔ آپ بھی بھابھی کو لے کر چلے گئے تو یہ جو اتنے ٹائم بعد چکر لگاتے ہیں وہ بھی بھول جائیں گے۔۔۔ پھر ہم کیا کریں گے آپ کے بغیر۔۔۔ ماما پاپا کیسے برداشت کریں گے یہ سب۔۔۔"

عیشل بغیر رکے بولے گئی باسم کا دل کیا اپنا سر دیوار پر دے مارے۔

"عیشل کیا ہو گیا ہے۔۔۔ کیسی باتیں سوچتی رہتی ہوں۔۔۔ جب آپ جانتی ہوں کہ آپ کا بھائی آرمی میں ہے اور چند دنوں بعد باقاعدہ آرمی آفیسر کے طور پر جوائن کر لے گا اور شہر شہر پوسٹنگ بھی ہوا کرے گی اور چھٹیاں بھی جلدی جلدی نہیں ملا کریں گی۔۔۔۔۔ بیٹا رخصتی کے بعد بیوی تو شوہر کے ساتھ ہی رہتی ہے۔۔۔ بتاؤ کیا یہ بات غلط ہے اگر میں اس کو یہاں آپ

سب کے ساتھ چھوڑ دوں تو مجھے بتاؤ کیا یہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔۔۔ آپ کو پتہ ہے کہ اگر میں بیوی کے حقوق و فرائض میں کوتاہی کروں گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہو گا۔۔۔ ویسے میں اس معاملے میں پاپا سے پہلے ہی بات کر چکا تھا جب تک ماہ رخ کی پڑھائی مکمل نہیں ہوگی رخصتی نہیں ہوگی اور میری جہاں بھی پوسٹنگ ہوگی آپ سب میرے ساتھ جائیں گے مگر پاپا نے انکار کر دیا۔

۔۔۔ انہیں کاروبار کی فکر ہے اور اس کا حل بھی میں نے سوچ لیا تھا یہاں پر فاروق بھائی جیسے نہایت قابل اعتبار بندہ موجود ہے اس لئے کاروبار کی فکر کرنے کی پاپا کو کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ پھر جب ہم انیت کی شادی کر دیں گے تو پاپا واپس یہاں آ کر رہ سکتے ہیں۔۔۔ اب مجھے بتاؤ کہ میں ٹھیک ہوں یا غلط۔۔۔ ان سب میں ماہ رخ کی تو کوئی غلطی شامل نہیں۔۔۔ وہ اپنے فیملی ممبرز کو چھوڑ کر یہاں ہمارے گھر آئی ہے۔۔۔ آپ کو تو چاہیے تھا کہ آپ ایک بہن کی طرح اس کے ساتھ ساتھ رہتیں تاکہ اسے یہاں اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا۔

۔ وہ یہاں میرے حوالے سے آئی ہیں اور میں تین ماہ بعد تین دن کے لیے آیا ہوں ان کا ہنسنا بولنا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا آپ لوگوں کے ساتھ ہے۔۔۔ جب آپ ہی ان کو قبول نہیں کرو گی تو وہ کیا آپ کے لیے دل میں محبت رکھ سکیں گی۔۔۔ مجھے بہت افسوس ہوا عیشیل کے آپ نے عام نند بھانج کی طرح اس رشتے کو فضول سوچ کے نظر کر دیا۔

باسم کی بات بغور سنتی عیشل سچ میں شرمندہ ہوں گئی تھی۔

سوری بھائی

عیشل مجھے آپ کا سوری نہیں چاہیے بس آپ سے اتنی گزارش ہے کہ آپ ماہ رخ کے ساتھ اپنا رویہ اچھا کر لیں اتنے مہینوں میں آپ جان گئی ہو گی کہ وہ کس نیچر کی لڑکی ہے میں نے جب بھی ماما پاپا سے بات کی ہمیشہ انہوں نے ماہ رخ کی تعریف ہی کی اگر مجھے ذرا بھی شبہ ہوتا کہ ماہ رخ کا رویہ آپ لوگوں کے ساتھ درست نہیں تو میں بنا لحاظ کیے اس کو سمجھاتا کیونکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو محبت کے پیچھے اندھے ہو کر اپنے ماں باپ بہن بھائیوں جیسے انمول رشتوں کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں میرے لیے جیسے میری وائف ویسے ہی میرے ماں باپ اور بہن بھائی ہیں یہ سب رشتے میرے لئے ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہیں جن کا اکٹھا رہنا میرے لئے زندگی کا سکون اور دل کی خوشی ہیں۔۔۔"۔

باسم کی گھمبیر آواز کمرے میں گونج رہی تھی اندر داخل ہوتی ماہ رخ نے مسکرا کر اس کے آخری الفاظ سنے۔

"اگر آپ دونوں کی باتیں ختم ہو گئی ہو تو پلیز میری بھی ایک چھوٹی سی بات سن لیں۔۔۔"۔

ماہ رخ نے چہرے پر بھول پن طاری کر کے چھوٹے بچے کی طرح الفاظ ادا کیے تو باسم کے ساتھ ساتھ عیشل کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیلی تھی۔ جس کو ماہ رخ نے اچنبھے سے دیکھا



تھا اور بے ساختہ ہی آگے بڑھ کر عیشل کو گلے لگا گئی اور عیشل تو ماہ رخ کا بے ساختہ پن دیکھ کر ہی گنگ رہ گئی تھی۔ اس منظر نے باسم کی آنکھوں کی چمک دگنی کر دی تھی۔

"اب آپ چھوٹی سی بات کر لیں ورنہ آپ کہیں گی کہ دونوں بہن بھائی نے مل کر آپ کی بات نہیں سنی۔۔۔"

باسم کا لہجہ شرارتی تھا۔ عیشل نے بھی سوالیہ نظروں سے ماہ رخ کو دیکھا۔

"وہ چھوٹی سی بات یہ ہے کہ آپ ہمیں ڈنر کے لیے باہر لے جائیں۔ ماما پاپا بھی فریش فیل کریں گے۔۔۔"

ماہ رخ کی بات پر باسم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ویسے بیگم صاحبہ آپ میرے پیچھے سے بھی سب کے ساتھ ڈنر پر جا سکتی ہیں۔۔۔ یا پھر اپنے شوہر کی جیب پر نظر تھی آپ کی۔۔۔"

باسم ہنوز شہر سرتی انداز اپنائے ہوئے تھا۔ عیشل مسلسل مسکراتی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"عیشل آپ کے بھائی کو اپنی جیب خطرے میں نظر آرہی ہے میں نے تو ابھی شاپنگ کا پلین بھی بنایا تھا۔۔۔"

ماہ رخ کے بے چاگی سے کہنے پر باسم ہنس دیا۔

"ٹھیک ہے بھی آپ سب تیاری کرے گھنٹے تک نکلتے ہیں۔۔۔۔۔"

باسم نے گھڑی پر نگاہ دوڑائی جو شام کے سات بج رہی تھی۔

"چلو عیشل اس سے پہلے آپ کے بھائی اپنا ارادہ بدلیں۔۔۔"

ماہ رخ نے اپنا ہاتھ عیشل کی طرف بڑھایا جو اس نے اس بار مسکرا کر تھاما تھا۔

"میرین پلیز اپنے موبائل کا ولیم آہستہ کرو میرے سر میں درد ہونے لگا ہے۔۔۔"

مسلسل ایک گھنٹے سے فل ولیم میں بچتے گانوں نے ماہم اور عفان کے سر میں درد کر دیا تھا

- عفان تو خود پر قابو پائے بیٹھا تھا مگر ماہم سے برداشت نہ ہوا تو میرین کو ٹوک گئی۔

"اپنا منہ بند رکھو مجھے ڈسٹرب کرنے کی ضرورت نہیں میں نے تم لوگوں کے پاؤں نہیں پکڑے

تھے کہ مجھے ساتھ لے کر آؤ۔۔۔ میری زندگی ہے اور میں اپنی زندگی میں کسی کی مداخلت برداشت

نہیں کرتی اس لئے تمہارے بہتری اسی میں ہے کہ اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔"

موبائل پر چلتا گانا پاس کر کے وہ خفگی بھرے لہجے میں ماہم سے مخاطب ہوئی۔ اس کے لب و

لہجے پر عفان نے حیرت سے چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا جو ادب و آداب بھلائے ہوئے تھی۔

"میرین بیٹا آپ ایک اچھی لڑکی ہیں اور اچھی لڑکیاں اپنے بڑوں سے تمیز سے بات کرتی ہیں مجھے

امید نہیں تھی کہ ولیم سر کی بیٹی اتنی بد تمیز ہوگی۔۔۔"



عفان نے مسکراتے ہوئے اس کی غلطی سے آگاہ کیا تو میری نے برا سا منہ بنا کر عفان کو گھورا۔

"مجھ سے سفر ایسے نہیں کرنے ہوتا۔"

میرین کے لہجے میں بے بسی صاف محسوس ہو رہی تھی۔

"اس کا حل ہے ہمارے پاس آپ ہم دونوں سے باتیں کریں آپ کا سفر اچھا گزرے گا۔"

ماہم نے نرمی اور محبت سے اپنے سے چار سال چھوٹی لڑکی سے کہا۔ شاید ان دونوں کے اتنے اچھے رویے کا اثر تھا کہ میرین جو ان سے باتیں کرنا شروع ہوئی تو دونوں کو اس مشورے پر سر پیٹنا پڑ گیا۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>

[Support@classicurdumaterial.com](mailto:Support@classicurdumaterial.com)

"مجھے کہاں لے کر آئے ہیں۔؟ یہ جگہ میرے لیے نئی ہے۔"

گاڑی سے نیچے اترتے ہی میری نے انجان جگہ دیکھ کر اسے غصے سے عفان کو مخاطب کیا۔

ماہم دوسری طرف سے اتر کر ان کے قریب آچکی تھی اور ڈرائیور ڈگی سے سامان نکالنے میں مصروف تھا۔

"یہ ماہم کا گھر ہے اور آپ ولیم سر کے ٹھیک ہونے تک یہاں ہمارے ساتھ رہیں گی۔"

عفان نے کہا تو میری نے بھویں اچکا کر دونوں کو گھورا۔

"میں صرف اپنے گھر رہنا پسند کرتی ہوں۔۔۔"

میری نے اکھڑ لہجے میں جیسے ان کی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کی اور پلٹ کر چند قدم چل کر اپنے بیگ کے قریب گئی۔ اس کا سٹینڈ پکڑ کر کھولا۔ عفان خاموشی سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ خاموشی سے ہماری بات مانے۔۔۔ آپ ایک اچھی لڑکی ہیں اور مجھے خوشی ہوگی اگر آپ اس کا ثبوت بھی دیں۔۔۔"

عفان بولتے ہوئے اس کے قریب گیا اور اطمینان سے اس کے ہاتھ میں موجود ٹرالی کا ہینڈل اپنے ہاتھ میں لیا۔ میری نے زور لگانے کی کوشش کی مگر عفان کی گرفت زیادہ مضبوط تھی۔

"میں کوئی بچی نہیں سترہ سال کی لڑکی ہوں۔۔۔ مجھ پر اس طرح کی نرم مزاجی کا کوئی اثر نہیں ہوگا اس لیے اچھا بننے کی کوشش نہ کریں۔۔۔ مجھے کہاں رہنا ہے کہاں نہیں اس کے لیے میں آپ لوگوں کی محتاج نہیں ہوں اگر میں آپ لوگوں کے ساتھ یہاں تک آئی ہو تو اتنا

خوش نہ ہو آج نہیں تو کل مجھے واپس آنا ہی تھا۔۔۔"

اس کی سرد مزاجی اور اکھڑپن ہنوز قائم تھا۔

"میری عفان نے کہا نا جب تک ولیم انکل ٹھیک نہیں ہو جاتے آپ ہمارے ساتھ رہیں

۔۔۔ پلیز آپ ہماری بات مان لیں۔۔۔"



ماہم بھی اب عفان کے ساتھ کھڑی اسے منا رہی تھی اور میری کے تیور دیکھ کر واضح ہو رہا تھا کہ ان کی بات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔

"آپ مجھ سے زبردستی نہیں کر سکتے میں آخری دفعہ کہہ رہی ہوں کہ مجھے یہاں نہیں رہنا اگر اب مجھے فورس کرنے کی کوشش کی تو میں جو کروں گی وہ آپ لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے۔۔"

اس کا لہجہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ کوئی خطرناک ڈرامہ کرے گی مگر آگے بھی عفان تھا اطمینان سے جیب سے موبائل نکال کر اس نے کوئی نمبر ڈائل کیا۔

"سر میں نے ایک لڑکی کو چوری کرتے ہوئے پکڑا ہے اس نے میری جیب سے والٹ چوری کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔"

عفان انگلش میں دوسری طرف موجود آدمی سے مخاطب ہوا میری نے منہ کھول کر اڑے رنگ سے عفان کو دیکھا اسے امید نہیں تھی کہ وہ ایسی کوئی حرکت کرے گا۔

"فون بند کریں۔۔ میں آپ کی بات ماننے کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔"

میری ایک دم اس کے فون والے ہاتھ پر جھپٹی مگر آگے بھی عفان تھا فوراً سے اس کی کلائی پکڑ کر موبائل اس کے ہاتھ سے نکالا۔

"لٹل گرل آرام سے۔۔ میری محنت کی کمائی کا آپ ستیاناس کرنے پر تلی ہیں۔۔"

ماہم عفان کی بات پر ہنس دی میری نے الجھ کر ان دونوں کو دیکھا۔ اسے صرف لٹل گرل کے الفاظ سمجھ آئے تھے آگے عفان نے سب اردو میں کہا جو اس کے سر سے گزر گیا۔

"چلو بیٹا اتنے لمبے سفر کے بعد آپ نے آدھا گھنٹہ یہاں کھڑا کر کے رہی سہی کسر نکال دی ہے۔۔۔"

عفان اس بار انگلش میں مخاطب ہوا۔ میری سر جھٹک کر ماہم کے پیچھے چل دی جو لکڑی کا دروازہ کھول کر اندر مین ڈور کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔

"شکر ہے تم لوگ خیبریت سے پہنچ گئے ہو۔۔ میں کب سے کال کر رہی تھی مگر سگنل کا مسئلہ تھا مجھے پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔"

ان کے اندر قدم رکھتے ہی بیگم منزہ تیزی سے ان کے قریب آئیں۔ ماہم آگے بڑھ کر ان کے گلے لگ گئی۔ میری نے تیوریاں چڑھا کر اس منظر کو دیکھا تھا۔ ماہم کے بعد عفان بھی پیار لینے ان کے آگے جھک گیا منزہ بیگم نے دونوں ہاتھوں سے عفان کا چہرہ تھام کر ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔ عفان کے ذہن میں ماں جی کی یاد سرسرائی وہ بھی ہر بار یوں ہی محبت کا اظہار کرتی تھیں۔ میری یہ منظر اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہی تھی اس کے ارد گرد بسنے والے ایک دوسرے سے ملتے ہوئے واجبی سا گال مس کرتے یا پھر بے باکی کا مظاہرہ کیا جاتا یہ سب تو اس کے لیے الوکھا تھا۔

"اما! یہ میرین ولیم ہیں ولیم انکل کی بیٹی۔۔۔"

ماہم کے تعارف کروانے پر منزہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے ماہم کی طرح ہی گلے لگا کر پیار کیا تھا اس محبت کے مظاہرے پر میری ششدر رہ گئی۔

"آپ مجھے پہلی بار دیکھ رہی ہیں اور اس طرح مل رہی ہیں جیسے برسوں سے جانتی ہوں۔۔۔۔۔"

میری پیچھے ہٹتی حیرانگی سے بولی۔

"بیٹیوں سے ملتے ہوئے کبھی بھی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔۔ آپ سے بھی نہیں ہوئی۔۔۔"

انہوں نے قدرے ٹھہر ٹھہر کر انگلش میں ہی جواب دیا۔

"حیرت ہے۔۔۔۔۔"

میری کندھے اچکا کر بولی اس کے تاثرات ابھی تک حیرانگی بھرے تھے۔

"میں جب تک ناشتہ لگاتی ہوں آپ سب فریش ہو کر آ جاؤ ناشتہ کر کے پھر آرام کر لینا۔۔۔۔۔"

مزید کوئی بات کیے بغیر انہوں نے تینوں کو کہا۔ ماہم میری کو لے کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی اور عفان نے اوپر کی سیڑھیوں پر قدم رکھ دیے۔

"مجھے یہ سب نہیں کھانا اس وقت میں فریش جوس لیتی ہوں۔۔۔۔۔"

ناشتہ کی ٹیبل پر بیٹھتے ہی اس نے لوازمات پر نگاہ ڈالی تو ناک چڑھا کر کہا۔

"سوری بیٹا آپ ٹھوڑا سا انتظار کرو میں ابھی آپ کے لئے جوس بنا دیتی ہوں۔۔۔۔۔"

منزہ بیگم اس کی بات کا برا منائے بغیر کرسی سے اٹھیں اسی وقت ماہم نے ان کو پکڑ کر واپس بٹھایا اور خود جوس بنانے کے لئے کچن میں چلی گئی۔ سحان اور شعبان ان کے آنے سے پہلے ہی کالج جا چکے تھے اس لیے ان کی ملاقات اس نئی آفت سے نہیں ہوئی تھی۔

"لٹل گرل ناشتہ کر کے آپ آرام کریں پھر ہم ہاسپٹل جائیں گے آپ کے ڈیڈ سے ملنے کے لیے۔۔۔۔۔"

ناشتہ سے ہاتھ روک کر عفان نے میری کو مخاطب کر کے کہا تو میری نے غصے سے عفان کو گھورا۔

"میں تمہیں کو پہلے بھی منع کر چکی ہوں کہ مجھے لیٹل گرل کہہ کر مت بلانا میرا نام میری ہے مجھے اسی نام سے بلائیں۔۔۔"

اس کی آواز اونچی اور لہجہ غصیلا تھا۔

"دیکھیں لٹل گرل مجھے جو پسند ہے میں ویسا ہی آپ کو بلاؤں گا اب آپ کو غصہ آئے یا برا لگے۔۔۔۔۔"

عفان نے جان بوجھ کر اس کو تنگ کرنے کے لیے کہا۔

"تم بہت زیادہ خوش نہ ہوں میں پولیس کو کال کر کے آرام سے تم لوگوں پر اغوا کا

مقدمہ کروا سکتی ہو اس لیے مجھ سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں تم لوگوں

کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے ایک بار پھر دھمکانے کی کوشش کی۔

"بے شک پولیس کو کال کر کے بلا لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں بس آپ بار بار بھول جاتی ہیں کہ آپ کے پاپا کا ووٹ ہماری طرف ہے اس ووٹ کی وجہ سے آپ کے مقدمے کی کوئی ویلیو نہیں آپ اپنا شوق پورا کر سکتی ہیں۔۔۔"

میری کی دھمکی کو خاطر میں لائے بغیر عفان نے مزے سے اس کو جوابا کہا تو میری نے ہاتھ میں پکڑا فورک ٹیبل پر پٹخ دیا جسے وہ مسلسل پلیٹ میں گھما رہی تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی میں کس مصیبت میں پھنس گئی ہو نہ جانے کب اس عذاب سے چھٹکارا ملے گا۔۔۔"

"میری اونچی آواز میں پورا زور لگا کر چیختے ہوئے بولی تو منزہ بیگم نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"میری بیٹا آرام سے یہاں پر آپ کو کوئی مشکل نہیں ہوگی بیٹا آپ اپنی مرضی سے رہیں کھائیں پئے کوئی مسئلہ نہیں عفان اب آپ بہن کو تنگ نہیں کریں گے۔۔۔"

منزہ نے رک رک کر انگلش میں اپنی بات مکمل کی تو میری نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

"آپ کو میری بدتمیزی کرنے پر غصہ نہیں آتا میری آنٹ روزی تو بدتمیزی کرنے پر میرا کھانا پینا بند کر دیتی تھی اور میرا کمرہ بھی لاک کر دیتی تاکہ میں باہر نکل کر کچھ لیں نہ سکوں۔۔۔"

میری کے لہجے میں عجیب سا دکھ پہنا تھا۔ منزہ بیگم اور عفان نے افسوس بھری نگاہ اس چھوٹی بچی پر ڈالی جس کے پاس رشتے تو موجود تھے مگر اگر ان کا پیار اس کے نصیب میں نہیں تھا۔



برا لگا ہے بیٹا مگر آپ تو اتنی پیاری بیٹی ہیں غصہ تو انسان کو ویسے ہی آ جاتا ہے اس میں ہمارے ناراض ہونے کی تو کوئی بات نہیں آپ آرام سے اپنا ناشتہ ختم کرو اور پھر اپنے بیڈ روم میں ریسٹ کر لو۔۔۔۔۔"

منزہ بیگم ازلی نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہوئیں۔ وہ جانتی تھی کہ ضدی اور اکھڑے بچے غصہ کرنے سے نہیں قابو آتے بلکہ انہیں قابو کرنے کے لیے اپنا غصہ کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔ میری کا ہاتھ گلاس تھامتے کپکپا رہا تھا وہ جس وقت سے یہاں آئی تھی ان سب کے انداز و اطوار اس کے لئے دھچکے کا سبب تھے باپ کے بعد آنت کا گھر تھا جہاں وہ جاتی تھی مگر وہاں بھی ابھی اپنے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کی وجہ سے چند دن بعد ہی اکتا جاتی اور پھر سارا دن آوارہ گردی میں گزار کر آدھی رات کو نیند سے بے حال ہو کر سونے کے لئے گھر چلی جاتی۔

"آج ایس پی صاحب کو فون کیا تھا میں نے ابھی تک رشید کا کچھ پتہ نہیں چلا۔۔۔۔۔"

محسن صاحب تھکے تھکے سے صوفے پر بیٹھے ہوئے حلیمہ بیگم سے مخاطب ہوئے۔

"پاپا یہاں مجرموں کو پیسے لے کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔۔ آپ دیکھ لینا رشید بھی دے دلاں کر

روپوش ہو گیا ہو گا۔۔ آٹھ مہینے ہو گئے ہیں اب تک کچھ پتا نہیں قاتل کا۔۔۔"

انیق کے لہجے میں غصہ اور چہرے پر تعزیت رقم تھی اس کا بس چلتا تو وہ رشید کو ڈھونڈ کر خود

اپنے ہاتھوں سے جہنم واصل کرتا۔

"بیٹا نیا ایس پی اچھا اور ایماندار بندا ہے ابھی اس کی جاب کو دو سال ہوئے ہیں اس لئے اسے زمانے کی ہوا نہیں لگی۔۔۔"۔

محسن صاحب نے ماہ رخ کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے قدرے مسکرا کر کہا۔  
 "پاپا ہم سب تو ہر وقت دعا کرتے رہتے ہیں کہ آپ کی قاتل پکڑا جائے مگر جو اللہ کو منظور۔۔۔"۔

عیشل ان کے قریب بیٹھتے ہوئے کندھے پر سر رکھ کر افسردگی سے بولی تو محسن صاحب نے اپنے نم آنکھوں سے اس کے سر پر بوسہ دیا۔

انہیں یاد تھا کہ میرب یوں ہی بات بات پر ان کے کندھے پر سر رکھ دیتی تھی جبکہ عیشل ایسے لاڈ نہیں کرتی تھی مگر میرب جانے کے بعد عیشل میرب کی طرح ہی ان سے لاڈ کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

"ماہ رخ بیٹا آپ عیشل اور انیق کے ساتھ درزی کے پاس چلی جائیں دونوں کپڑے پہلے چیک کر لینا پچھلی بار بھی اس نے عیشل کا سوٹ خراب کر دیا تھا۔۔۔"۔

حلیمہ بیگم نے ماہ رخ سے کہا دونوں اپنے کپڑے سینے کے لئے دے کر آئی تھی جو یونی میں ہونے والے فنکشن کے لئے سلوائے تھے۔

"ماما میں اور انیق لے آئیں گے بھابھی نے کیا کرنا ہے ساتھ جا کر۔۔۔"۔

عیشل کے لہجے میں بیزاری تھی۔ ماہ رخ نے افسردگی سے عیشل کو دیکھا۔ باسم کے سامنے ایشل کا رویہ اس سے بہتر تھا مگر اس کے جاتے ہی عیشل واپس ویسے ہی ہوگی۔

"عیشل بیٹا بھابھی نے بھی اپنے کپڑے دیکھنے ہوں گے اب کیا وہ کپڑوں کی خرابی پر دوبارہ انیق کے ساتھ چکر لگائے گی۔۔۔"۔

ان کے انداز سے واضح تھا کہ انہیں عیشل کی بات بری لگی ہے۔ وہ جب سے ٹھیک ہوئی تھیں گھر میں چلتی پھرتی نظر آتیں۔ اس لیے عیشل کا ماہ رخ سے رکھا گیا رویہ ان کی نظروں سے اوجھل نہیں تھا۔

"لیا تو نے بڑا کام کا بندہ دیا ہے مجھے دل کر رہا ہے کہ تیری جیب نوٹوں سے بھر دوں۔۔۔۔"۔

جگودادا اس وقت لیاقت سے مخاطب تھا جو شیدے کو کچھ دیر پہلے ان کے پاس لایا تھا۔

شیدے کو وہ اپنے بندے کے ساتھ تہہ خانے میں بھجوا چکا تھا۔

"دادا اتفاق کی بات ہے یہ اپنے بچوں کے وجہ سے میرے تک پہنچا تھا اور میرا داو چل گیا۔۔۔۔"

دو قتل کر چکا ہے آگے آپ خود سمجھدار ہیں۔۔۔۔"

لیاقت عرف لیاقواپنی مونچھوں کو بل دیتا کمینگی سے مسکرایا تو جگودادا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"یہ اتفاق ہمیشہ تیرے ساتھ ہی ہوتے ہیں پچھلی بار بھی تو نے جو بندہ دیا تھا اس نے پہلے ہی تین بندے قتل کئے ہوئے تھے۔۔۔"۔

جگو دادا خباثت سے ہنسا۔

"ہا ہا ہا دادا وہ بھی اتفاق سے مجھ تک پہنچا تھا اسے کسی نے بتایا تھا کہ میں بندوں کو خفیہ طور پر ملک سے باہر بھیج دیتا ہوں۔۔ بس وہ اسی مقصد کے لئے مجھ تک پہنچا اور میں نے اسے آپ تک پہنچا دیا۔۔۔۔"

وہ کمینگی سے ہنستے ہوئے بتا رہا تھا۔

"ہاں تیرے اس بندے کی وجہ سے میں نے دو سپاری میں اچھا خاصا کما لیا تھا مزید بھی کماتا اگر وہ اپنی بے وقوفی کے ہاتھوں پولیس مقابلے میں مارا نہ جاتا۔۔۔"

جگو دادا کے لہجے میں ملال تھا۔

"کوئی بات نہیں دادا اب آپ اپنا سارا پیسہ اس شیدے سے وصول کر لینا۔۔ اس کے تو آگے پیچھے بھی کوئی نہیں۔۔۔"

لیا قو کی بات سن کر جگو دادا کے چہرے پر مزید اطمینان پھیل گیا اور وہ پر سوچ نظروں سے لیا قو کو گھورنے لگا۔ آج کل اس کے پاس پولیس کے ایک اعلیٰ عہدیدار کو مارنے کی سپاری تھی جس کے لیے اسے شیدا بالکل ٹھیک لگ رہا تھا۔

"پتر آج تین دن ہو گئے ہیں تو نے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا صبح بھی خالی پیٹ گھر سے چلا گیا تھا۔۔ کیا بات ہے جو تجھے پریشان کر رہی ہے۔۔۔"۔

قمر کو یوں گم سم پریشان دیکھ کر آج بے جی نے پکڑ کر پاس بٹھا لیا۔  
 "بے جی کوئی بات نہیں بس ایسے ہی طبیعت ذرا خراب محسوس ہو رہی ہے۔۔۔"۔  
 قمر نے انہیں ٹالنا چاہا۔

"نہ میرا بچہ تیرا چہرہ سب کچھ بتا دیتا ہے اب سیدھی طرح مجھے اپنی پریشانی بتا دے۔۔۔"۔  
 وہ جانتی تھی کہ پہلے قمر اپنی ہر بات جگنو سے کیا کرتا تھا مگر جب سے جگنو اس دنیا سے گیا تھا قمر خاموش سا ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ تو جوان اولاد پر صبر کر چکی تھی اب اب قمر کو اس حال میں دیکھ کر ان کو شدید تکلیف ہو رہی تھی۔

"بے جی جب محبت ملنا نصیب میں نہ ہو تو پھر محبت کا آسرا کیوں ملتا ہے۔۔۔۔۔"۔  
 وہ حد سے زیادہ دکھی تھا۔

"وہ محبت جو مل کر بچھڑ جائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوتا ہے کہ تم اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گئے ہو۔۔۔۔۔"۔

ان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ قمر کا اشارہ کس بات کی طرف ہے۔

"بے جی میں کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل ہوا ہوں پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔۔۔"۔



قمر کے لہجے میں حیرانگی تھی۔

"قرآن پڑھے تجھے کتنا عرصہ ہو گیا ہے ذرا بتا مجھے۔۔۔"

بے جی کا سوال بالکل سادہ اور سیدھا تھا قمر نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔

"یاد نہیں ماں جی آخری بار کب پڑھا تھا شاید جگنو بھائی کے ایصالِ ثواب کے لیے آخری بار قرآن پاک ختم کیا تھا۔"

اس کا لہجہ شرمندگی میں ڈوبا ہوا تھا۔

وہ تو نے ایصالِ ثواب کی خاطر سرِ عربی میں پڑھا تھا۔۔۔ میں نے مجھ سے پوچھا ہے کہ قرآن پاک کب پڑھا تھا۔۔۔"

انہوں نے اپنی بارِ بات زور دے کر کہی۔

"کیا مطلب بے جی مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔"

اس نے حیرت سے استفسار کیا۔

"میری بات کا مطلب یہ ہے پتر کے تو نے آخری بار قرآن پاک سمجھ کر کب پڑھا تھا یعنی اس کے ہر لفظ کو ترجمہ کے ساتھ کب پڑھا اور سمجھا تھا۔۔۔۔"

اس بار بے جی نے کھل کر اپنی بات سمجھائی کہ وہ کیا کہنا اور پوچھنا چاہ رہی تھیں۔

"بے جی ترجمہ کے ساتھ تو میں نے قرآن کو ابھی تک نہیں پڑھا قاری صاحب نے بھی جب

قرآن پاک پڑھایا تھا تو بغیر ترجمہ کے ہی پڑھایا تھا۔۔۔۔"

قمر نے سوچتے ہوئے بے جی کو جواب دیا۔

"پتر اس میں ساری غلطی تیری نہیں ہیں۔۔ ہماری بھی کوتاہی ہے کہ ہم نے کبھی اس بات کی طرف دھیان نہیں دیا کہ اپنی اولاد کو قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ بھی پڑھائیں۔۔۔۔ میں خود بھی سال میں ایک دفعہ ترجمے سے قرآن پاک ختم کرتی ہوں مگر دیکھو کبھی میرے دماغ میں یہ بات نہیں آئی کہ اپنی اولاد کو بھی اس طرف راغب کرو اللہ تعالیٰ مجھے میری اس کوتاہی کے لیے معاف کرے۔۔۔۔"

اس بار بے جی کی آواز میں شرمندگی تھی انہیں اپنی کوتاہی کا اندازہ اچھے سے ہو گیا تھا۔  
 "پتر تو نے مجھ سے جو سوال کیا تھا اس کا جواب تو مجھے قرآن پاک میں ملے گا ساری باتوں کو دماغ سے نکال دے اور اطمینان سے روزانہ تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھ لے۔۔ باقی رہ گیا تیرا اور صائمہ کا رشتہ تو میرا بچہ اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اس میں انسان کی بہتری چھپی ہوتی ہے میں جانتی ہوں کہ تو اس سے بہت محبت کرتا ہے مگر وہ جو اوپر بیٹھا ہے وہ تجھ سے بھی زیادہ تجھ سے محبت کرتا ہے بس تو اپنا مقدمہ اس کی عدالت میں پیش کر دے وہ جانے اور اس کا کام۔۔۔۔۔۔ اب میں تجھے منہ لٹکائے بیٹھا ہوا نہ دیکھو چل اٹھ جا پہلے نماز پڑھ آٹائم ہو گیا ہے۔ تیری واپسی پر دوبارہ کھانا گرم کر دو گی۔۔۔۔۔۔"

بے جی کا نرم میٹھا لہجہ اس کے دل و دماغ کو تھوڑا پرسکون کر گیا تھا وہ ساری الٹی سیدھی سوچوں کو جھٹکتا نماز کے لئے اٹھ گیا اس نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ اس بات کے متعلق کچھ

نہیں سوچے گا اور سچے دل سے سب کچھ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے گا۔ اگر محبت اس کے نصیب میں ہوئی تو ضرور ملے گی۔

"مراد کے ابا اب تو نے کیا سوچا بچوں کے لیے۔۔۔"۔۔۔ مراد کی والدہ مراد کے والد کے سامنے بیٹھی پریشانی سے پوچھ رہی تھیں۔

"تجھے کس بات کی جلدی پڑی ہے سکون سے بیٹھ جا میں جانوں اور میرے کام۔۔۔"۔۔۔ ان کا لہجہ اکھڑ تھا اماں جی نے تاسف سے سر جھٹکا۔

"مراد کے ابا اپنی دہی کو دیکھ۔۔۔ تیرے اس فیصلے کی وجہ سے وہ کیسے مرجھا کر رہ گئی ہے۔۔۔ کتنے دن ہو گئے ہیں میں نے اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھی تجھے اپنی دہی کی حالت پر رحم نہیں آتا۔۔۔"۔۔۔

بات کرتے ہوئے ان کا لہجہ رندھ گیا اور آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"ماں باپ اپنی اولاد کے لئے جو بھی سوچتے ہیں بہتر سوچتے ہیں۔۔۔ میں بھی اپنی دہی رانی کے لئے جو بھی سوچوں گا اس کے بھلے کے لیے ہوگا اب دوبارہ اس معاملہ پر میرا دماغ مت کھانا۔ جا اٹھ میرے لیے کھانا گرم کر کے لے آدن کو بھی صحیح سے نہیں کھایا تھا۔۔۔۔۔"

ان کا خفگی بھرا لہجہ سن کر اماں جی دوپٹے سے آنسو پونجھتی اٹھ کر باورچی خانے کی طرف چلی گئیں۔ اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب بیٹھی صائمہ نے حرف بہ حرف دونوں کی بات سنی تھی۔ وہ بے بسی کا احساس لیے گھٹنوں پر سر رکھ کر بے آواز رو دی۔

"یہ لاک ہے ایسے نہیں کھلے گا۔۔۔"

عفان میری کو دروازے کے ساتھ نبرد آزما دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا تو میری نے مڑ کر عفان کو دیکھا اور غصے سے دروازے کو ایک لات رسید کی۔

"آپ مجھے اس طرح کی قید کر کے نہیں رکھ سکتے دروازہ کھولے مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔"

میری غصے سے چلائی تو عفان نے دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں۔

"لٹل گرل اپنی جان دیکھو اور اپنی آواز دیکھو ایسے لگتا ہے تین چار لڑکیاں مل کر چلا رہی

ہیں۔۔۔"

عفان کا لہجہ متبسم تھا۔

"میں اس سے بھی زیادہ چیخوں چلاؤں گی اس لیے آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ دروازہ کھول

دیں۔۔۔"

میری پھر چنگاڑتی ہوئی آواز میں عفان سے مخاطب ہوئی۔

"لٹل گرل اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔۔ ابھی ہم ولیم سر کے پاس ہاسپٹل جا رہے ہیں یہ جو آپ اتنی محنت سے بیگ اپنے کمرے سے نکال کر لائی ہیں اسے واپس رکھ کر آئیں۔۔۔"۔۔

عفان اس کی بد تمیزی کے جواب میں نرم انداز اپنائے ہوئے تھا۔

"بھیا یہ گھر میں چڑیلوں کے چیخنے کی آوازیں کیسی ہیں۔۔۔"۔۔

اوپر سے اترتے سبجان نے انگلش میں ذرا تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"شٹ اپ! تم خود بھوت ہو گے۔۔ خبردار جو مجھے چڑیل کہا۔۔"۔۔

میری اس کی بات سنتے ہی پوری قوت سے چلائی۔

"عفان بھیا کم از کم مجھے بتا ہی دیتے کہ ہمارے گھر لاوڈ سپیکر آ رہا ہے میں کانوں میں رکھنے کے لیے روئی ہی لے آتا۔۔"۔۔

اپنے دونوں کانوں کو ہاتھوں سے ڈھانپتے سبجان کی آواز میں شرارت بہت نمایاں تھی۔

"برو اس چمگادڑ کو اپنی زبان میں سمجھا دیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"۔۔

بے اختیاری میں میری کے منہ سے برو کا لفظ سن کر جہاں عفان بے ساختہ مسکرایا وہاں

میری خود بھونچکا گئی۔ شاید یہ عفان کے اس سے روارکھے گئے سلوک کا کمال تھا کہ میری اسے بھائی کی جگہ دے گئی۔

"اب یہ لٹل گرل اپنے برو کی بات مانے گی اور ثابت کرے گی کہ میری ایک اچھی بہن

ہے۔۔۔"۔۔



عفان اس کے قریب گیا اور نہایت محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ میری فوق چہرے کے ساتھ عفان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے لیے مرد کا یہ روپ نہایت ناقابل یقین تھا اس نے تو آج تک اپنے ارد گرد مرد دیکھے وہ صرف اپنی خواہش کے پیچھے اس تک آتے تھے باپ کا ہونا نہ ہونا ایک برابر تھا مگر یہ شخص دو دن میں اسے نئی دنیا دکھا چکا تھا جہاں منزہ بیگم جیسی نرم مزاج خاتون، شہباز صاحب جیسے مشفق باپ اور عفان جیسا بھائی تھا۔

اس کے علاوہ دو شرارتی لڑکے جن کے ساتھ اس نے دو دنوں میں جی بھر کے لڑائی کی تھی مگر دونوں میں سے کسی نے بھی اسے ہراس نہیں کیا تھا۔ اسے یاد تھا کہ آنی کا بیٹا جو عمر میں اس سے دو سال چھوٹا تھا پہلی رات ہی اس کے کمرے میں آکر اسے ہراس کرنے لگا تھا۔ اس وقت وہ ڈری سہمی لڑکی تھی جو ساری رات اپنی عزت کے ڈر سے کمرے کے کونے میں سکڑی سمی بیٹھی رہی وہ اس کی زندگی کی بھیانک رات تھی جس کی صبح ایک نئی میری نے جنم لیا جو انتہائی لڑکا، ہتیز اور ہڈ دھرم تھی اور اس کی ان خامیوں نے اگر اسے اپنوں کی نظر میں برا بنایا تھا تو باہر کے لوگوں کے لئے وہ بھڑ جو چھیڑے جانے پر بری طرح کاٹتی تھی۔

"میں آتی ہوں۔۔" وہ عفان کے پراعتماد لہجے اور محبت بھرے لمس کو محسوس کرتی بیگ اٹھائے کمرے کی جانب بڑھی۔

"بہنا یہ مجھے دو آپ بھائی کے ساتھ جاو۔۔ میں یہ آپ کے کمرے میں رکھ آتا ہوں۔۔"

شعبان نے آگے بڑھ کر بیگ اس کے ہاتھ سے لیا اور اسے سماءل پاس کرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ میری نے اچانک امدنے والے آنسوؤں کو پلکیں جھپک کر اندر اتارا۔ وہ اپنے محسوسات سمجھنے سے قاصر تھی۔ سامنے کھڑے سجان کی نظر اس کے گلابی چہرے پر ٹکی تھی وہ ارد گرد کا ہوش بھلائے ساکت کھڑا تھا۔ اس کی یہ حرکت عفان سے چھپی نہ رہ سکی تب ہی عفان نے قریب اسے کشن اٹھا کر اسے مارا جس پر وہ سٹپٹا دانت نکالنے لگا۔ میری نے ناک چڑھا کر اسے دیکھا۔

"میری جاو ماہم آپنی کو بلا لاو پھر ہا سپٹل چلتے ہیں۔"

عفان نے اسے ماہم کی طرف بھیجا اور خود سجان کے قریب آیا جو اسے آتا دیکھ کر بھاگنے کے چکر میں تھا۔

"کیا تھا یہ سب۔۔۔؟"

اسے شرٹ سے پکڑ کر بھاگنے سے روکتے ہوئے عفان نے ذرا غصے سے پوچھا۔

"پتہ نہیں کیا تھا مگر لگتا ہے ان دو دنوں میں دل میرا نہیں رہا۔۔۔"

عفان کے ساتھ ان دونوں بھائیوں کی خوب جھمکتی تھی اس لئے وہ بلا جھجک بول گیا۔

"تم جانتے ہو کہ وہ انگریز ہے اس کے باوجود اپنے دل کو روکا نہیں۔۔۔"

عفان کا انداز سادہ تھا۔

"فانی بھیا دل کب کسی کی سنتا ہے اسے نفع نقصان کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اگر قسمت میں میری کا ساتھ لکھا ہوا تو کوئی نہ کوئی سبب بن جائے گا۔۔۔"۔

اس کے دل میں آس تھی۔ عفان نے دل سے اس کی خوشی کے لئے دعا کی۔ اسی لمحے مریم میری کا ہاتھ تھا میں اوپر سے نیچے اترتی نظر آئی۔

عفان سبحان کا کندھا تھپتھپاتے سائیڈ پر ہو گیا اور سبحان نے ایک نظر میری کو دیکھ کر سرعت سے نظر چرائی تاکہ مریم اس کے راز سے آگاہ نہ ہو جائے۔ عفان کی طرف سے اسے کوئی ڈر نہیں تھا کیونکہ اتنے عرصے میں وہ جان گیا تھا کہ عفان کسی کی بات دوسرے کے سامنے نہیں کھولتا تھا۔

عفان ان کو لے کر ہسپتال پہنچا تو ڈاکٹرز ولیم کا چیک اپ کرنے میں مصروف تھے۔  
"کتنی دیر لگے گی ابھی ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ہمیں ہسپتال آئے ہوئے۔۔۔"۔

میری کے لہجے میں بیزاری عیاں تھی۔ میری کے لہجے اور انداز پر ماہم نے تاسف بھری نگاہ میری ہر ڈالی جو چھوٹی سی عمر میں ہی نہ جانے کتنے برے رویے اور لہجے برداشت کر چکی تھی۔

"بیٹا ویسے تو ڈاکٹرز آدھے گھنٹے میں چیک اپ کر کے فارغ ہو جاتے ہیں مگر لگتا ہے ولیم سرکی طبیعت خراب ہے تب ہی اتنی دیر لگ رہی ہے۔۔۔"۔

ابھی وہ میری سے بات کر ہی رہا تھا کہ ولیم کے روم کا دروازہ کھلا اور تین ڈاکٹرز باہر آئے  
عفان اٹھ کر ان کی جانب بڑھا۔

"ڈاکٹر سب ٹھیک ہے آج آپ نے گروپ میں بہت دیر لگا دی ہے۔۔۔"

عفان کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"خیریت نہیں۔۔۔ ولیم کی شوگر اور پی پی دونوں بہت ہائی ہیں آپریشن سے پہلے ان کا کنٹرول  
ہونا ضروری ہے۔۔۔ ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ آپ کو کوئی بھی امید نہیں دے  
سکتے کیونکہ ان کی کنڈیشن کافی خراب چل رہی ہے۔۔۔"

ڈاکٹر جانسن نے اس وہیں کھڑے کھڑے اسے تفصیل سے آگاہ کیا۔ باقی دونوں ڈاکٹر اپنے  
کیبن کی طرف جا چکے تھے۔

"ڈاکٹر صاحب کوئی خطرے والی بات تو نہیں سر ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔"

ڈاکٹر جانسن کی بات پر عفان کی پریشانی دوچند ہو گئی تھی اس لیے گھبرائے ہوئے لہجے میں ان  
سے استفسار کیا۔

"میں آپ کو کوئی بھی امید نہیں دے سکتا کیوں کہ ان کی کنڈیشن آج کل خاصی کریٹیکل  
ہے۔۔۔ گردے پہلے ہی ٹھیک طریقے سے کام نہیں کر رہے اتنا ہائی شوگر لیول مزید کام بگاڑ  
رہا ہے ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے باقی آپ دعا کریں۔۔۔"

ڈاکٹر اپنی بات کہہ کر چل دیا اور عفان وہاں پریشانی سے کھڑا ہوا ماتھا مسلنے لگا اس نے فون نکال کر فوراً شہباز صاحب کو کال کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ شہباز صاحب بھی پریشان ہو گئے انہیں اندازہ نہیں تھا کہ ولیم کی کنڈیشن اس حد تک خراب ہو جائے گی۔

عفان نے مریم اور میری کو آنے کا اشارہ کیا اور خود آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی ولیم سر آنکھیں بند کیے نڈھال انداز سے پڑے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر انہوں نے آنکھیں کھول کر آنے والوں کو دیکھا۔ عفان کے پیچھے آتی میری کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو اتر آئے۔ دوسری جانب میری ان کا یہ حال دیکھ کر وہی ٹھٹک کر رک گئی اسے ذرا بھی امید نہیں تھی کہ وہ انہیں برے حال میں دیکھے گی۔

"میرن میری پیاری بیٹی میرے پاس آؤ۔۔۔"

ان کی نحیف آواز پر میری گم سم سی انہیں دیکھے گئی۔ ماہم نے اسے کندھوں سے تھام کر آگے کی جانب دھکیلا اور ولیم سر کے قریب لا کر کھڑا کر دیا۔۔۔

"میرن میری بیٹی مجھے معاف کر دو۔۔۔ تمہارا باپ بہت برا ہے جس نے تمہیں کبھی بھی کوئی خوشی نہیں دی۔۔۔ اپنے باپ کی آخری خواہش سمجھ کر اس کی ہر کوتاہی کو معاف کر

دو۔۔۔۔۔"



سر ولیم کی آواز جذبات سے بھاری ہو گئی شاید ان کی بیماری کا اثر تھا کہ میری تیزی سے آگے بڑھی اور ان کے سینے پر سر رکھے زور زور سے رونے لگی۔ ولیم نے دونوں بازو اس کے گرد باندھ کر اسے خود میں بھینچ لیا جیسے ہمیشہ کے لئے خود میں چھپانا چاہتے ہو۔

"سر پلیز۔۔۔ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو جائے گی۔۔۔ میری آپ اٹھو۔۔۔"

عفان نے آگے بڑھ کر میری کو ان کے سینے سے اٹھایا اور ماہم کی جانب بڑھایا تھا۔ ماہم نے اسے پکڑ کر خود سے لگایا اور تسلی دینے لگی مگر اس کے رونے میں کمی نہیں آئی تھی۔ ولیم سر کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ عفان نے آگے بڑھ کر انہیں تسلی دینے کے انداز میں ان کے ہاتھ تھام کر دبائیں۔

"میری آپ کے ڈیڈ آپ کو اس طرح رونا دیکھ کر پریشان ہو رہے ہیں پلیز آپ چپ ہو جائیں۔۔۔ دیکھنا ان شاء اللہ آپ کے ڈیڈ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔"

عفان نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دلاسہ دیا۔ اس کا رونا ہچکیوں میں بدل چکا تھا۔ ماہم سے کنٹرول نہیں کرنے ہوا تو عفان نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا اور پانی کا گلاس اس کے منہ کے ساتھ لگا کر زبردستی پلایا جس کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے اس کا رونا کم ہو گیا۔

"عفان مجھے لگتا ہے کہ میری زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں میری پاور آف اٹارنی تمہارے پاس ہے۔۔۔۔"

عفان میرے بعد میری بیٹی کے پاس کوئی رشتہ نہیں کیا میں تم دونوں سے ایک درخواست کر سکتا ہوں --- مرتے ہوئے انسان کی آخری خواہش سمجھ کر تم دونوں کیا میری خواہش کا احترام کرو گے ---"

ولیم نے عفان اور ماہم کو قریب آنے کا اشارہ کیا اور بولے -

"سر پلیز آپ مایوسی کی باتیں نہیں کریں --- اللہ نے چاہا تو آپ ٹھیک ہو جائیں گے اور اپنی بیٹی کے ساتھ خوشگوار زندگی گزاریں گے ---"

عفان نے ان کو دلاسہ دیا مگر ڈاکٹر کی باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی تھیں اور ان باتوں کے تناظر میں اسے محسوس ہوا جیسے ولیم سر نے اپنی طرف بڑھنے والی موت کی آہٹ بھانپ لی ہے۔  
<https://www.classicurdumaterial.com/>

"ڈیڈ آپ ایسے نہیں کہیں میں کیا کروں گی آپ کے بغیر ماما بھی چلی گئی۔۔ اب آپ بھی

چلے گئے تو آپ کی میری بالکل اکیلی ہو جائے گی۔۔ آپ کو اپنی بیٹی کے لیے ٹھیک ہونا

پڑے گا ورنہ میں آپ سے پکی والی ناراض ہو جاؤ گی۔۔"

وہ آگے بڑھ کر دوبارہ ان کے سینے سے لگ گئی روتے ہوئے بول رہی تھی۔ اپنوں کو کھونے

کا دکھ کیا ہوتا ہے عفان سے بہتر کون جان سکتا تھا۔ میری کا کرلانا اس کو غمگین کر رہا تھا۔ وہ

چاہ کر بھی میری کو ولیم سر سے الگ نہیں کر سکا۔ کیا پتہ ان کی کتنی سانسیں بچی تھیں۔ وہ

تو بس اللہ سے ان کی صحت اور زندگی کی دعا دل ہی دل میں دہرا رہا تھا۔

"بتاؤ بچوں کیا میرے بعد میری بیٹی کی ذمہ داری اٹھا لو گے۔۔ میں تم دونوں کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔۔۔ شہباز سے کہنا میں نے اپنی بیٹی شہباز اور تم لوگوں کے حوالے کی ہے۔۔ میں نے آج وکیل کو بھی بلوایا ہے تاکہ میرے بعد تم لوگوں کو میری کے حوالے سے کوئی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔۔۔ مجھے بس تسلی دے دو کہ کیا تم لوگ میری خواہش پوری کرو گے۔۔۔"

ان کے لہجے میں التجا تھی عفان نے آگے بڑھ کر میری کو اٹھایا اور اسے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔

"سر میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری کو اپنی اپنی بہن اور بیٹی کی طرح رکھو گا۔ آپ کا کاروبار میری کی امانت ہے اور یہ کاروبار میں میری کی شادی کے بعد میری کے حوالے کر دوں گا۔۔۔"

عفان نے ان کے دلاسے کے لئے فوراً ہی ان کا ہاتھ تھام کر وعدہ لیا تھا۔ ماہم بھی اپنا ہاتھ عفان کے ہاتھ پر رکھ چکی تھی انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی بات سننے کے بعد ولیم سر کے چہرے پر جیسے اطمینان اتر آیا تھا۔

"میرن میری بیٹی ان کو پریشان نہیں کرنا جیسے کہیں ویسا ہی کرنا۔ میں ایک بار پھر تم سے اپنی سب کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہوں۔۔۔"

ولیم نے بیٹی کا ہاتھ تھام کر کہا تو میری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لگے دو گھنٹے وہ لوگ ہاسپٹل میں ہی ان کے پاس رہے تھے ڈاکٹر دو بار چیک کر کے گئے مگر ان کا شوگر لیول لو نہیں ہوا تھا اور یہ ان کے لیے تشویش کی بات تھی۔

فاطمہ چند گھنٹوں کے ننھے اسامہ کو گود میں لیے بیٹھی تھی ماں بننے کا نور اس کے چہرے پر چمک رہا تھا اس کے آس پاس موجود سب ہی لوگ بہت خوش تھے۔ کبیر اندر داخل ہوا تو مٹھائی کا ڈبہ اس کے ہاتھ میں تھا جس میں تھوڑی سی مٹھائی باقی تھی۔ "بھائی بھابھی کو ڈسچارج کب کریں گے۔۔۔"

کوکب جو سائیڈ پر موجود سامان اکٹھا کرنے میں مصروف تھی اسے اندر آتا دیکھ کر پوچھنے لگی۔ "دو گھنٹے بعد ڈاکٹر رائنڈ پر آئیں گی تو فاطمہ کا چیک اپ کرنے کے بعد بتائیں گی۔۔۔" ہاتھ میں پکڑا ڈبہ اس نے بند کر کے شاپر میں ڈالا اور کوکب کی طرف بڑھا دیا مراد قریب ہیں بیچ پر بیٹھا تھا۔

"آج جگنو بھائی زندہ ہوتے تو اسامہ کو دیکھ کر اتنا خوش ہوتے انہیں بچے بہت پسند تھے۔۔۔" اسامہ کو پیار کرتے فاطمہ نرم لہجے میں بولی تو کوکب نے آگے بڑھ کر اسے بازو کے گھیرے میں لے کر تسلی دی۔ جب بھی جگنو کو یاد کرتے تو ایسا لگتا جیسے وہ کل ہی ان سے ہنچھڑا ہوں۔

"فاطمہ تمہارے رونے سے ان کی روح کو تکلیف پہنچے گی۔۔۔۔۔"

کبیر نے اسے نرمی سے ٹوکا جس پر فاطمہ سر ہلاتی دوپٹے سے اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔ اس وقت جگنو کی یاد کچھ اتنی حاوی ہو رہی تھی کہ اس کے آنسو جو پلکوں کی باڑ پھلانگتے گالوں پر لڑھک آئے اور وہ ہچکیوں سے رو دی۔ کمرے میں اداسی چھا گئی سب ہی اپنی اپنی جگہ تھم گئے تھے۔

"فاطمہ رونا بند کرو تمہاری طبیعت بگڑ جائے گی۔۔۔"

اس کو یوں ٹوٹ کر روتا دیکھ کر کبیر آگے بڑھ کر اس کے قریب بیٹھتے پریشانی سے بولا تو فاطمہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اپنے آپ پر قابو پانے لگی۔

"سوری میں نے آپ سب کو بھی پریشان کر دیا۔۔۔"

اس کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

"شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔ ہم صرف تمہاری طبیعت کی وجہ سے پریشان ہوئے ہیں

۔۔ جانے والا ہمارا بھی کچھ لگتا تھا تمہارے اسے یاد کر کے رونے پر ہمیں کوئی اعتراض

نہیں۔۔ ہمیں صرف تمہاری صحت کے حوالے سے تشویش ہے ڈاکٹر نے تمہیں ٹیشن لینے سے

منع کیا ہے۔۔۔"

کبیر کے لہجے کی نرمی ہنوز برقرار تھی۔



کچھ دیر میں کوکب مراد کے ساتھ واپس گھر چلی گئی تاکہ گھر جا کر فاطمہ کے لیے کچھ بنا سکے کیونکہ ڈاکٹر نے اسے نرم غذا کی ہدایت کی تھی۔

"قمر پتر اپنی حالت دیکھ ایسا لگتا ہے صدیوں کا بیمار ہے۔۔۔۔"

ماں جی اس کی درگدو حالت دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھتی رہتیں۔

"ماں جی بیمار می تو ہے مجھے اور وہ بھی بڑی بری۔۔ ایک بار لگ جائے تو سانسیں ختم ہونے تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔۔۔"

قمر کی بات پر انہوں نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔

"قمر پتر کیوں ماں کا دل جلا رہا ہے دیکھ یہ جو مائیں ہوتی ہیں یہ اولاد کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ جاتی ہیں تو ایسی باتیں کر کے مجھے سر سے پاؤں تک اذیت دے رہا ہے۔۔۔۔"

ماں جی کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"اللہ نہ کرے ماں جی جو میں آپ کو کبھی بھی تکلیف دینے کا سوچو۔۔ میرے حصے میں جو غم لکھا ہے وہ تو میں نے برداشت کرنا ہی ہے۔۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری زندگی میں محبت آئے گی اور مجھے اپنے جال میں جکڑ کر بے بس کرنے کے بعد تڑپنے کے لی چھوڑ جائے گی۔۔۔"

قمر کی آواز میں کرب اور الفاظ میں اذیت تھی۔ اس کے چہرے پر رقم محبت کی داستان اتنی گہری تھی کہ ماں جی خاموشی سے اس کو دیکھے گئی۔

ماں جی اس کے لیے دعا مانگتی رہیں سب کی منتوں ترلوں کے باوجود اختر چاچا نے زبردستی صائمہ کی شادی دوسرے گاؤں میں کردی ان کی ضد، ہڈ دھرمی اور فضول کی اکڑ نے دو دل ویران کر دیے اور ان کی اپنی بیٹی صائمہ اپنی محبت کی لاش اٹھائے بابل کا آنگن پار کر گئی۔ "پتر تو بھی آگے بڑھ ٹھہرے رہنے سے پانی بھی بدبودار ہو جاتا ہے اگر چلتا رہے گا تو صاف ستھرا رہے گا۔۔۔ میرا جگنو پہلے ہی مجھے چھوڑ کر جا چکا ہے اب تیری حالت دیکھتی ہوں تو میرا دل پریشان ہوتا ہے اپنے اماں ابا کو اس پریشانی سے نکال دے قمر تیرا ہم پر احسان ہوگا۔۔۔" ان کے لہجے میں تڑپ تھی قمر ان کے گھٹنوں کے قریب بیٹھا تھا ان سے لپٹ گیا۔ "بے جی مجھے بس کچھ ٹائم دے دیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔۔۔" <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial>

قمر کی بات پر ماں جی نے بہت محبت سے اس کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر ماتھے پر بوسہ دیا اور دل ہی دل میں اس کے لئے دعا گو ہوں گئیں۔

"دیکھ شیدے تو میری بات نہیں مانے گا تو میں تجھے پولیس کے حوالے کردوں گا میری بات ماننے میں ہی تیری بھلائی ہے۔۔۔"

جگو دادا تمہ خانے میں شیدے کے پاس بیٹھا مسلسل اس کو قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر شیداٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔

"جگو دادا پتھر کٹوالے مگر اب میں کسی انسان کا قتل نہیں کروں گا۔۔۔ پہلے ہی دو انسانوں کے خون سے میرے ہاتھ رنگے ہیں اس جرم کی پاداش میں میں نے اپنے اولاد کھودی اللہ جانے میری بچیاں اور بچے کس حال میں ہو گے۔۔۔"۔۔۔

شیدے کے لہجے میں پختگی تھی۔

"اگر تجھے اپنے جرم پر اتنی ہی شرمندگی ہے تو پھر تو چھپ کر کیوں بٹھا ہے۔۔۔ چل اٹھ یہاں سے اور جا کر ان لوگوں سے معافی مانگ یا پولیس کے پاس پیش ہو جا میں تیرے جیسے مفت خور کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا جو میرا کھائے مگر میرے کام نہ آئے۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔

جگو دادا دھاڑا۔

"اگر اتنی ہمت ہوتی مجھ میں تو کب کا پولیس کے پاس پیش ہو چکا ہوتا۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔

شیدے کا کی آواز لرزی۔

"مجھے تیری ان باتوں سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔۔۔ تیری بہتری اسی میں ہے کہ یا تو میرا کام کر دے یا پھر یہاں سے دفع ہو جا آج رات تیرے پاس سوچنے کے لئے وقت ہے اگر تجھے میرا فیصلہ منظور ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کل صبح ہوتے ہی یہاں سے دفع ہو جانا اور دوبارہ مجھے اپنی شکل نہ دکھانا۔۔۔۔۔"

جگو دادا کڑے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا اور اپنی بات مکمل کر کے غصے میں تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھتاں باہر نکل گیا۔

"میں نہیں ماروں گا کسی کو اب نہیں مارو گا۔۔۔"

شیدا مسلسل ایک ہی بات کی گردان کرتا نفی میں سر ہلانے لگا۔ اگلی صبح جگو دادا نے تہہ خانے میں قدم رکھا تو شیدے کو ایک ہی لائن دہراتے دیکھا۔ اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینے کے بعد جگو دادا نے اسے باہر پھینکنے کا حکم سنا دیا۔ چند دن بعد لوگوں نے دیکھا سر میں خاک ڈالے پھٹے ہوئے کپڑے ننگے پاؤں ایک پاگل اونچی آواز میں بس ایک ہی بات کی گردان کیے جاتا۔

"اب نہیں مارو گا۔۔۔ اب نہیں مارو گا۔۔۔"

Support@classicurdumaterial.com

"ایشل بیٹا جا کر دیکھو آج ماہ رخ ابھی تک نہیں اٹھی۔۔۔"

بیگم حلیمہ نے تشویش سے ایشل کو ماہ رخ کے کمرے میں بھیجا جہاں ماہ رخ تیز بخار میں بے حال پڑی تھی۔

"ماما! بھابھی کو بہت تیز بخار ہے۔ بالکل بے سدھ پڑی ہیں۔۔۔"

عیشل نے بتایا تو وہ ناشتہ ادھورا چھوڑ کر تیزی سے ماہ رخ کے کمرے کی جانب بڑھیں بڑھی اس کو ہلایا جلايا مگر وہ نیم بیہوشی کی حالت میں تھی۔ محسن صاحب فیکٹری اور انیق یونی جا چکا تھا۔

"عیشل پاپا کو فون کرو ڈاکٹر کو گھر ہی بھیج دیں ہم دونوں اس کو اس حالت میں کس طرح ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں گی۔۔۔"

انہوں نے ایشل کو مخاطب کیا جو کے کمرے میں پیچھے پیچھے داخل ہوئی تھی۔ وہ ماں کا حکم سن کر تیزی سے باہر نکلی اور محسن صاحب کا نمبر ملا کر انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ جس پر انہوں نے ڈاکٹر بھیجنے کا عندیہ دے کر فون بند کر دیا۔

ماہ رخ اپنی اچھی عادات کی وجہ سے سب کے دل میں گھر کر چکی تھی چند دن پہلے ہی حلیمہ بیگم نے اسے باسم کے کمرے میں رخصت کیا تھا۔ ڈاکٹر آیا اور ماہ رخ کو چیک کرنے کے بعد موسمی بخار کا بتا کر دوائیاں لکھ کر دے گیا۔ ایشل نے چوکیدار کو پرچہ پکڑا کر پیسے تھمائیں اور میڈیکل سٹور پر بھیج دیا۔ حلیمہ بیگم کچن میں آکر اس کے لیے بریڈ اور دودھ گرم کرنے لگیں تاکہ اسے کھلا کر میڈیسن دیں سکیں۔

شیدے کو پولیس نے پکڑ لیا تھا اور عدالت میں پیش کرنے پر عدالت کی جانب سے اسے پاگل خانے میں داخل کروا دیا گیا جہاں اب اسے ساری زندگی یوں ہی گزارنی تھی کیونکہ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔



شیدے کے پکڑے جانے کے بعد پہلی بار ان کے گھر میں سکون تھا ان سب کو شیدے کے بارے میں ہر بات معلوم ہو چکی تھی ۔

ماہ رخ ایشل کے ساتھ مل کر میرب فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھ چکی تھی جہاں پر غریب بچیوں کے رشتوں سے لے کر شادی تک سب کچھ وہ خود دیکھتے تھے اور ان کا یہ کام بہت سراہا جا رہا تھا ۔ قدم انہوں نے بڑھایا اور اللہ نے ان کا رستہ سیدھا کر دیا ۔ لوگ بڑے پیمانے پر غریب بچیوں کی شادیوں میں اپنا حصہ ڈالنے لگے تھے ۔

ولیم سر کی موت میری کے لیے ایک جھٹکا ثابت ہوئی وہ سارا دن گم سم بیٹھی رہتی ۔ سارے اس کو اس دکھ سے نکالنے میں ہلکان رہتے ۔ ولیم سر کی موت سے عفان پر ذمہ داری مزید بڑھ گئی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ مصروف ہو گیا تھا ۔ آج بھی وہ گودام کا وزٹ کرنے کے بعد آفس واپس آیا تو سامنے ہی میری کی آنٹی اور ان کے شوہر موجود تھے ۔

"جی فرمائیے ۔۔ کیسے آنا ہوا؟۔۔"

اس نے پروفیشنل انداز سے پوچھا ۔

"ہم میری کو لینے آئے ہیں۔۔۔ ہمارے پاس تمہارے گھر کا پتہ نہیں تھا اس لئے تمہارے پاس آئے ہیں اور میری کے قریبی رشتہ دار ہونے کی حیثیت سے کل سے ولیم کا سارا کاروبار ہم خود سنبھالیں گے۔۔۔"

آنٹ روزی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن کر عفان نے پر سوچ نظروں سے ان دونوں کا جائزہ لیا۔

"آپ جب چاہیں میری سے مل سکتے ہیں مگر اس کو اپنے ساتھ لے کر نہیں جاسکتے۔۔۔ جب تک اس کی مرضی نہ ہو جہاں تک میری کے قریبی رشتہ دار ہونے کی حیثیت سے کاروبار سنبھالنے کا معاملہ ہے تو آپ ولیم سر کے وکیل کے پاس چلے جائیں۔۔۔ وہ آپ کو ساری معلومات فراہم کر دیں گے۔۔۔"

عفان کا لہجہ انتہائی نرم تھا۔ روزی اور اس کے شوہر نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے تم ہمیں میری اور ولیم کے وکیل کا اڈریس دے دوں ہم سارے معاملات خود دیکھ لیں گے۔۔۔"

عفان نے اثبات میں سر ہلاتے ایک پیپر لکھ کر ان کی طرف بڑھا دیا اور ان کے جانے کے بعد سر جھٹکتا فائل دیکھنے لگا۔ ولیم سر موت سے چند دن پہلے اسے سارے حالات سے آگاہ کر کے گئے تھے تاکہ کہ میری کسی مشکل میں نہ پڑے۔

"میری آپ اپنی تعلیم دوبارہ شروع کر لو۔۔۔"

ماہم یونی سے واپس آئی تو اسے لان میں بیٹھا دیکھ کر سیدھی اس کے پاس ہی آ گئی۔

"میرا دل نہیں کرتا کچھ بھی کرنے کو۔"

اس کے لہجے میں اداسی گھلی تھی۔

"میری جانے والے کے ساتھ جایا نہیں جا سکتا۔۔۔ صبر کر کے آگے بڑھنا پڑتا ہے آپ کی تعلیم کا بہت حرج ہو رہا ہے کل سے اپنا کالج دوبارہ جوائن کر رہی ہیں اپنے دوستوں سے ملیں گی تو آپ کو بہتر محسوس ہوگا۔۔۔ اس طرح گھر میں بند رہنے سے آپ کو کیا حاصل ہو رہا ہے۔۔۔"

ماہم نے نرمی سے کہا

"ماہم سس میرا دل نہیں کرتا کچھ بھی کرنے کو۔۔۔"

اس کے لہجے سے بیزاری عیاں تھی۔

"میری اگر آپ اس طرح کروں گی تو اپنے ڈیڈ سے کیا ہوا وعدہ کیسے نبھاؤ گی۔۔۔ آپ جانتی ہوں

آپ کے ڈیڈ کا بزنس آپ نے خود سنبھالنا ہے اور اس کے لئے آپ کی پڑھائی زیادہ ضروری

ہے۔۔۔"

ڈیڈ کا بزنس عفان بھائی اچھی طرح سنبھال رہے ہیں اور آگے بھی وہی دیکھیں گے۔۔۔ مجھے ان

پر پورا بھروسہ ہے۔۔۔"

میری کی بات سن کر ماہم فلحال خاموش ہو گی اسی وقت گیٹ پر بیل بجی۔ ماہم نے گیٹ کھولا تو سامنے ہی میری کی آنٹی اور انکل موجود تھے ماہم ان کو ساتھ لیے لان میں آگئی۔

"میری میری بچی میں اتنا پریشان تھی تمہارے لیے --- اتنی بار تمہارے نمبر پر کال کی مگر تم نے کال رسپونڈ نہیں کی --- تم ان غیر لوگوں کے گھر کب تک رہو گی میں آج تمہیں لینے کے لئے آئی ہوں ---"

انٹ روزی بیٹھتے ہی شروع ہو گئی میری نے شدید غصے سے دونوں کو دیکھا۔  
 "آپ نے آنے کی ناحق زحمت کی ہے --- میں یہاں سے کہیں نہیں جا رہی اور آپ لوگوں کے ساتھ تو بالکل نہیں جاؤں گی ---"

اس کا لہجہ اٹل تھا۔ آنٹ روزی نے ایک نظر اپنے شوہر پر ڈالی اور انتہائی کاٹ دار نظروں دوبارہ میری کو دیکھا۔

"میری یہ لوگ تمہارے لیے اجنبی ہیں --- میرا تمہارے ساتھ خون کا رشتہ ہے میں تمہاری ماں کی بہن ہوں اب تم اپنی خالہ کو چھوڑ کر غیروں کے گھر رہو گی تو میری بہن اور بہنوئی پر کیا گزرے گی ---"

آنٹ روزی نے لہجے میں محبت سمو کر اس کو جذباتی انداز میں قائل کرنا چاہا۔

"میرا خیال ہے مرنے کے بعد انسانوں کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اس لیے اس بارے میں آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں --- باقی رہ گئی ان لوگوں کے

ساتھ میری رشتہ داری تو سچی کہو لپنوں سے پرائیوں کو میں نے زیادہ مخلص پایا ہے۔۔۔ اس لئے آپ سے آخری بار گزارش کر رہی ہو کہ دوبارہ آپ یہاں تشریف نہیں لائیے گا کیوں کہ آپ اپنے مقصد میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔۔۔۔ ڈیڈ نے جانے سے پہلے اپنے سارے کاروبار اور جائیداد کی پاور آف اٹارنی عفان بھائی کے نام کردی ہے اور اب وہ میرے گارجین ہیں۔۔۔۔ یہ سب کچھ قانونی طریقے سے ہوا ہے اس لئے اگر آپ سوچ رہی ہیں کہ مجھے زبردستی یہاں سے لے جا کر آپ میرے کاروبار پر قبضہ جما لیں گی تو آپ بہت بڑی بھول کر رہی ہیں آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ لوگ میرا پیچھا چھوڑ دیں۔۔۔۔۔"

میری اپنی بات ختم کر کے جھٹکے سے اٹھی اور اندر کی جانب بڑھ گئی روزی کی کاٹ دار نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

وہ لوگ یہاں آنے سے پہلے وکیل کے پاس گئے تھے انہوں نے ساری بات وکیل سے سننے کے بعد میری کو ساتھ لے کر جانے کا پختہ ارادہ کیا تھا تاکہ وہ اپنے بیٹے کی شادی میری سے کروا کر ساری جائیداد حاصل کر سکیں مگر میری کا رویہ دیکھ کر وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔ اب انہوں نے کچھ ایسا کرنا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

"میری میں ریفریشمنٹ لے کر آرہی تھی اور آپ اندر آ گئی ہو۔۔۔۔۔"

اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر ماہم نے کہا تو میری نے آگے بڑھ کر ٹرے اس کے ہاتھ سے اور واپس جا کر کچن کے شیلف پر رکھ آئی۔



"س وہ لوگ اس قابل نہیں تھے کہ آپ کے گھر کا پانی پیتے۔۔۔"۔

میری کا لہجہ استزایہ تھا۔

"بری بات ہے میری گھر آئے مہمان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتے چاہے وہ آپ کا

دشمن ہی کیوں نہ ہو۔۔۔"۔

ماہم کے سمجھانے کا انداز نرم تھا۔ میری نے منہ بنا کر نفی میں سر ہلایا۔

"میں دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی کی روادار نہیں اس لیے پلیز اگر آئندہ یہ لوگ آئے تو بے

شک گیٹ سے ہی ان کو واپس بھیج دیجئے گا۔۔۔ مجھے ان لوگوں کی شکل نہیں دیکھنی۔۔۔۔"

اس کا لہجہ بے لچک تھا۔

"اچھا بھئی ٹھیک ہے۔۔ آپ چلو! میں کپڑے چینج کر لو پھر کھانا کھاؤں گی۔۔۔ بھوک سے

پیٹ میں چوہے فٹ بال کھیل رہے ہیں۔۔۔۔۔"

ماہم کمرے کی طرف بڑھ گئی اور میری منہ کے زاویے بگاڑتی لاونج میں ماہم کا انتظار کرنے

لگی۔

"واو آج ہماری گناہ گار آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں۔ میم میری لاونج میں موجود ہیں خیر سے کہیں

ماما نے تمہیں کمرے سے باہر نکال کر کمرے کو تالا تو نہیں لگا دیا آخر تم پچھلے ایک مہینے سے

کمرے پر قبضہ کیے کمرہ نشین تھی۔۔۔"

سبحان اور شعبان جیسے ہی یونی سے واپس آئے اسے بیٹھا دیکھ کر سبحان کی زبان میں کجھلی ہوئی۔

"اما اتنی ظالم نہیں اس لیے تم اپنے خیالات اپنے پاس سنبھال کر رکھو۔۔۔۔۔"

میری ناک چڑھاتی دودو بولی

"او ہیلو وہ میری اما ہے تم خواہ مخواہ ان پر قبضہ مت جماؤ۔۔۔۔۔"

شعبان جانتا تھا اب ان میں سے کسی کی زبان نہیں رکنی اس لیے سر جھٹکتا اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔ سبحان کی بات سن کر میری کی آنکھوں میں بے ساختہ ہی نمی ابھری۔ سبحان پر گھڑوں پانی پڑ گیا وہ تیزی سے اس کے قریب آیا۔

"میری ڈیر۔۔ میں مذاق کر رہا تھا۔ میں تو انتظار میں تھا کہ تم کہو گی کہ اب وہ تمہاری بھی اما ہیں سبحان اپنا منہ بند رکھو۔۔۔۔۔"

سبحان اس کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسوؤں کو ٹشو کی مدد سے صاف کرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔ میری نے محسوس کیا کہ سبحان نے اپنی انگلیاں اس کے گالوں سے دور رکھی تھیں۔

"میں جانتی ہوں کہ وہ تمہاری ماں ہیں۔۔۔۔۔ میرا تمہاری اما پر قبضہ جمانے کا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔۔۔"

سبحان کی بات کو نظر انداز کر کے اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو سبحان کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا اسے اندازہ ہو گیا کہ میری نے اس کی بات کا کتنا برا منایا ہے۔

"میری میں تم سے معذرت خواہ ہوں پلیز میرا تمہارا دل دکھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔۔ میں کان پکڑ کر تم سے معافی مانگ لیتا ہوں پلیز آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دو۔۔۔۔"

سبحان اس کا چہرہ دیکھ کر اپنے اندر عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ میری کے چہرے کی رونق چٹکی بچا کر واپس لے آئے۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔۔ تم نے جو کہا بالکل سچ کہا اس لیے تمہیں کان پکڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"

میری کا لہجہ ہموار تھا سبحان نے غور سے اس کے چہرے پر نظر جما کر دیکھا اس کے نظروں کے ارتکاز سے گھبرا کر میری سائیڈ سے ہوتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"میری میری بات سنو۔۔۔" سبحان نے پکارا مگر وہ سننے کے باوجود نظر انداز کرتی کمرے میں بند ہو گئی۔

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

"کیا ہوا؟۔۔" میری کو کیوں آوازیں دے رہے تھے۔

منزہ بیگم کمرے سے باہر آئیں اور اسے یوں میری کو آواز دینے پر کڑے تیوروں سے گھورا۔

"ماما میں نے اسے ناراض کر دیا۔" اس نے کہا اور ساتھ ہی ناراضگی کی وجہ بھی بیان کر دی

بیگم منزہ نے افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی۔

"اسی لئے میں کہتی ہوں کہ بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو۔۔۔ وہ بچی پہلے ہی باپ کے غم سے نہیں نکلی اور تم نے الٹی بات کر کے اسے مزید غمگین کر دیا ہے۔۔۔۔۔"

ان کا لہجہ غصیلہ تھا سجان نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔

"سوری ماما میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا بس مذاق مذاق میں میرے منہ سے نکل گیا۔۔۔۔۔"

وہ شرمندگی سے بولا۔

"بچے مذاق بھی ایسا ہی ہونا چاہئے جو کسی کا دل نہ دکھائے۔۔۔ تمہارے مذاق میں اس کے لیے ہنسنے والی تو کوئی بات تھی نہیں الٹا اس کی رنجیگی بڑھ گئی۔۔۔۔۔"

ان کے انداز میں تاسف نمایاں تھا۔

"ماما میں اس کو راضی کر لوں گا۔۔۔۔۔"

سجان نے کہا تو انہوں نے بغور بیٹے کو جانچا۔

"اچھی بات ہے مگر آئندہ دھیان رکھنا اور دیکھو وہ تمہارے لیے نامحرم ہے اس سے فاصلہ رکھا کرو۔۔۔۔۔ شیطاں اچھے اچھوں کو بہکا دیتا ہے اور میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ میری اولاد شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنا آپ برباد کر لے۔۔۔۔۔۔۔"

ان کا لہجہ ناصحانہ تھا اور الفاظ سخت اور انداز میں سختی تھی۔ سجان نے ایک نظر ماں کے

چہرے پر ڈالی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ ماں کو میری کے متعلق اپنی پسندیدگی کا اظہار کر دے مگر پھر کچھ سوچ کر ہونٹ بھینچتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

عفان شام کو واپس آیا تو اسے ماہم کا خفا خفا چہرہ دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ اپنی مصروفیات میں ماہم کو اگنور کر گیا تھا۔

ایک دو بار ماہم کو بلانے کی کوشش کی مگر وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی عفان نے سر پر ہاتھ پھیرتے بے بسی سے ایک نظر کچن میں ڈالی۔ میری چونکہ ماہم کا روم شیئر کر رہی تھی اس لیے کمرے میں جا کر منانے کا چانس تو رتی برابر نہیں تھا۔ اس نے ایک طائرانہ نظر ارد گرد ڈالی۔ شہباز صاحب موبائل پر بزی تھے۔ میری کمرے میں تھی جبکہ سحان شعبان وہیں کتابیں بکھرا لے اسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھے۔ کچھ سوچ کر عفان نے موبائل اٹھایا اور واٹس لیپ پر شہباز صاحب کا نمبر نکالا۔

"سر آج کل مجھے اکیلے کمرے میں بہت ڈر لگتا ہے ٹھیک سے نیند نہیں آتی۔۔ ڈراوے ڈراوے خواب آتے ہیں۔۔ مجھے لگتا ہے میرے کمرے کو ایک عدد زوجہ کی ضرورت ہے امید ہے کہ کمرے میں زوجہ کی موجودگی ان ڈراوے خوابوں کی راہ میں رکاوٹ بن کر میری نیند پرسکون کر دے گی۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔۔۔"

میسیج بھیج کر اس نے چور نظر سے شہباز صاحب کو دیکھا۔ دوسری طرف شہباز صاحب نے عفان کا میسیج آنے پر حیرانگی سے اسے کھولا اور پڑھنے کے بعد ان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"پاپا کون سا لطیفہ پڑھ کر ہنس رہے ہیں ہمیں بھی سنائیں۔۔۔۔۔"



سبحان کی آواز ابھری انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ عفان شرمندگی سے سر جھکائے اپنے موبائل کو دیکھنے لگا۔

"بیٹا جی مجھے لگتا ہے آپ کو بد پرہیزی ہو جاتی ہے رات میں کھانا کم کھایا کریں ڈروانے خوابوں سے جھٹکارا مل جائے گا۔۔۔۔۔"

شہباز صاحب مسکراہٹ ضبط کرتے میسج بھیج کر عفان کو دیکھنے لگے۔ جواب آنے پر بے قراری سے میسج اوپن کر کے پڑھنے لگا اور پڑھتے ہی بے اختیار شہباز صاحب کو دیکھا اور ان کی آنکھوں میں شرارتی سی چمک دیکھ جھینپتا ہوا ہنس دیا۔

"بیگم میرا خیال ہے اس ویک اینڈ پر ہم ماہم کی رخصتی کر دیتے ہیں اور ولیمہ جیسے عفان چاہے اپنے حساب سے کر لے گا۔۔۔۔۔"

بیگم منزہ کچن سے باہر آکر بیٹھیں تو شہباز صاحب نے بات شروع کی۔ عفان کے چہرے پر مسکراہٹ چمک کر ممدوم ہو گئی۔

"آپ بچوں سے پوچھ لیں اگر انہیں کوئی اعتراض نہیں تو پھر بسم اللہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔"

منزہ بیگم کے چہرے پر خوشی کا تاثر واضح تھا۔

"عفان کو تو کوئی اعتراض نہیں آپ ماہم سے بات کر لیں وہ کیا کہتی ہے۔۔۔۔۔"

شہباز صاحب مسکراتے ہوئے عفان کو دیکھ کر بولے تو منزہ بیگم نے بھی ایک نظر عفان کو دیکھا اور جیسے ساری بات سمجھ گئی کیوں کہ اگر شہباز صاحب کا پہلے سے کوئی ارادہ ہوتا تو وہ

رات میں ان سے بات کرتے انہیں۔۔ اندازہ ہوا کہ عفان نے ہی شہباز صاحب سے رخصتی کی بات کی ہوگی۔ انہیں خوشی ہوئی تھی کہ عفان نے اپنے رشتے کو آگے بڑھانے کا سوچا۔ عفان اور مریم کو لندن آئے سال سے بھی اوپر ہو گیا تھا۔

"پاپا یہ نہ ہو آپ سادگی سے رخصتی کر دیں ہمیں آپ کی مہندی بھی کرنی ہے اور ساری رسم بھی جیسے پاکستانی شادیوں پر ہوتا ہے۔۔۔۔۔"

شعبان نے کہا تو شہباز صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پاپا اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم ولیمہ پاکستان جا کر سکتے ہیں کیوں کہ چھٹیاں شروع ہو جائیں گی تو کسی کو یونیورسٹی کا پرابلم بھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔"

عفان نے ان کی رائے جاننا چاہی۔ شہباز صاحب نے منزہ بیگم کی طرف دیکھا اور ان کے اثبات میں سر ہلانے پر شہباز صاحب نے بھی رضامندی ظاہر کر دی۔ سبجان اور شعبان نے زور سے نعرہ مارا ایک بار پھر انہیں پاکستان جانے کا موقع مل رہا تھا تو وہ کیوں نہ خوشی کا اظہار کرتے۔

"تھینک یو پاپا۔۔۔"

"بیٹا اس میں شکریہ ادا کرنے والی کوئی بات نہیں آپ بچوں کی خوشی میں ہی ہماری خوشی ہے۔۔۔"

"اگر پاکستان جانے کا پلان ہے تو پھر رخصتی بھی پاکستان جا کر ہی کر لیں گے تاکہ فاطمہ آپی اور باقی سب بھی شامل ہو سکیں۔۔۔۔۔"

سبحان نے تجویز دی تو سب نے ہی پسندیدگی ظاہر کی۔  
 عفان بھائی آپ نے پاکستان خبر نہیں نشر کرنی ہم انہیں جا کر سرپرائز دیں گے۔  
 سبحان کا جوش و خروش دیدنی تھا۔

"کون کہا جا رہا ہے اور کسی خبر نہیں ہونے دینی۔۔۔۔۔"

ماہم کچن سے آئی تو آدھی ادھوری بات ہی اس کے کانوں تک پہنچی اس لیے بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

"ہم اگلے ہفتے چھٹیاں ہوتے ہی پاکستان جا رہے ہیں اور وہاں جا کر آپ کی شادی کریں گے۔۔۔۔۔"

شعبان کی زبان پھسلی اور وہ اب بتا گیا۔ ماہم نے ہونٹ بھیچ کر خفگی سے دیکھا اور بنا کچھ کہے منہ پھلاتی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی اسی وقت میری اوپر سے نیچے آرہی تھی۔ ماہم کا خراب موڈ اس نے حیرانگی سے دیکھا کیونکہ جب سے یہاں آئی تھی اسے مسکراتے ہوئے ہی دیکھا تھا۔ عفان نے چند لمحے سوچا اور پھر ماہم سے ضروری بات کرنے کا بتا کر اوپر چلا آیا۔  
 "ماہم۔۔۔۔۔ ماہی۔۔۔۔۔" لگتا ہے سخت قسم کی ناراضگی ہے۔۔۔۔۔"

ماہم اس کی نظروں کی تنیش سے گلابی ہوتی سر مزید جھکا گئی۔  
"اگر تم نے سر اور نیچے جھکایا تو یقیناً سجدے میں پہنچ جاو گی۔۔۔"۔  
عفان نے اسے ٹوکا مگر ماہم یوں ہی بیٹھی رہی۔

"میں جانتا ہوں کہ پچھلے چند مہینوں میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے تمہیں وقت نہیں دے سکا اور اس کے لئے میں تم سے بہت شرمندہ ہو۔۔ کیا اس کوتاہی کی معافی نہیں مل سکتی۔۔۔۔۔"

عفان کے انداز سے شرمندگی واضح تھی ماہم نے ہلکا سا سر اٹھا کر ایک نظر عفان کو دیکھا اور واپس سر جھکا لیا عفان کو اندازہ ہوا کہ ماہم کچھ زیادہ ہی ناراض ہے۔

"اگر تم رخصتی کی وجہ سے ناراض ہو تو میں انکل کو منع کر دیتا ہوں۔"

"میں نے ہی پایا سے رخصتی کی بات کی تھی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہیں ابھی رخصتی پر اعتراض ہوگا۔ میں پایا کو منع کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔"

عفان نے دل میں سوچا کہ وہ ابھی رخصتی نہیں چاہتی اسی لیے کہہ دیا۔  
ماہم نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے گھورا۔۔

"بجائے اس کے آپ مجھے راضی کریں آپ سارا کچھ میرے سر پر ڈال رہے ہیں۔۔۔۔۔"

ماہم نے غصے سے کہا اس دوران عفان گھٹنوں پر کہنی رکھے ہاتھ پر چہرہ ٹکائے اس کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ میں نے آپ کو پچھلے کچھ ہفتوں میں ٹائم نہیں دیا اور میں اپنی غلطی تسلیم بھی کر رہا ہوں معافی بھی مانگی ہے اب آپ مجھے بتادیں کہ آپ مجھے معافی کے لئے کیا کرنا پڑے گا میں ویسے ہی کر لیتا ہوں۔"

عفان نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ ماہم اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

"میں آپ کو معاف کر دو گی اگر آپ مجھے ایک ہزار بار اردو میں لکھ کر دیں گے کہ آپ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور آپ ہمیشہ میری ہر بات مانیں گے۔۔۔۔۔"

ماہم کے انداز سے عفان کو اندازہ ہوا کہ ماہم بالکل سنجیدہ ہے وہ اٹھ کر اس کے قریب ہی صوفے پر بیٹھ گیا اور پرسوچ نظروں سے اس کا جائزہ لینے لگا۔

"سزا میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔"

وہ بے چارگی سے مخاطب ہوا۔

"اچھا آپ کو سزا میں کمی چاہیے تو چلیں ٹھیک ہے پھر ہزار کے بجائے پانچ سو کر لیں اس کے بعد کمی کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ کام آپ کل صبح تک مکمل کریں گے ورنہ معافی کو بھول جائیں۔۔۔۔۔"



ماہم کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی عفان نے بے چاگی سے اس کو دیکھا۔

"وائس میج سے کام چل جائے گا۔۔۔۔۔"

"جی نہیں مجھے ہینڈ رائٹنگ چاہیے۔۔"

اس نے صفا چٹ انکار کیا۔

"آپ اتنی سنگ دل کیسے ہو سکتی ہیں۔۔ کم از کم میرے ہاتھوں رحم کھائیں جو چند گھنٹوں میں

آپ کو مطلوبہ حدف پورا کر کے دیں گے ان کا کیا حشر ہو گا۔۔ سوچا ہے آپ نے۔۔۔۔۔"

عفان نے اسے جذباتی کرنا چاہا۔

"بے فکر رہیں مجھے آپ کے ہاتھوں کی بہت پرواہ ہے ہے جب آپ کی سزا پوری ہو جائے گی

تو میں آپ کے ہاتھوں کی ٹکڑ کا بندوبست کر دوں گی آپ جائیں اور اپنا حدف پورا کریں۔۔"

اس نے مسکراہٹ دباتے کہا۔ عفان کے چہرے پر پھیلی بے بسی اسے مزادے رہی تھی۔

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

"تم کیوں اس کے ظلم برداشت کر رہی ہو۔۔۔ وہ اتنا مارتا ہے تمہیں اور تم ماں باپ سے

چھپاتی ہو۔۔۔۔۔"

صائمہ کی نند جو سب سے بڑی تھی اس کے دکھتے وجود کے قریب بیٹھی ہمدردی سے کہ رہی

تھی۔

"آپا میں کیسے اپنے باپ کو شرمندہ دیکھ سکتی ہوں انہوں نے سب سب کی مخالفت مول لے کر میری شادی اپنی پسند سے کی۔۔۔ اگر میں اپنا زخمی وجود لے کر ان کے سامنے گئی تو برادری والے میرے ابا کو باتیں سنائیں گے اور میں مرنا پسند کرو گی مگر اپنے ابا کا جھکا سر نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔"

صائمہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر بولی کیونکہ شوہر کے تشدد نے ہونٹ اچھے بھلے زخمی کیے تھے جس کی وجہ سے ہونٹ سوج گئے تھے اور اسے بولنے میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔  
 "ہمارے سمجھانے کا بھی اس خبیث پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔۔ اماں نے بھی اتنی بے عزتی کی الٹا وہ اماں سے جھگڑ کر چلا گیا۔۔۔"

آپا بے چاری جو چند گھنٹوں کے لیے آئی تھیں مسلسل اس کے پاس بیٹھی اس کا دکھ کم کرنے کی کوشش میں مصروف تھیں۔

"میں جانتی ہوں آپا وہ کسی کی نہیں سنتے۔۔ میں نے سمجھوتا کر لیا ہے آپ بس دعا کیا کریں اللہ مجھے یہ سب برداشت کرنے کی ہمت دے۔۔۔۔۔"

صائمہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر دوپٹے میں جذب ہو گئے اور آپا بے بسی سے اسے دیکھتی رہیں۔

صائمہ کمرے کے کونے میں سکڑی سمٹی بیٹھی گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے ماتھا گھٹنوں پر ٹیکے زار و قطار رو رہی تھی۔ شادی کے چھ مہینوں میں شوہر کے ہاتھوں کئی بار بے دردی سے مار کھا چکی تھی۔

"آپ کیا تو سارا دن یہی تماشا لگائے رکھے گی جا دفع ہو۔۔ باہر نکل میرے لئے کچھ کھانے کے لیے لا۔۔"

اس کا شوہر شوکت اونچی آواز میں دھاڑا۔ صائمہ نہ مشکل دیوار کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی اگر ایک قدم چل کر ہی لڑکھڑا کر دوبارہ گرمی۔ ٹانگ میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ ایک قدم اٹھانا دو بھر تھا۔

"تجھے میری بات ایک دفعہ سمجھ نہیں آتی۔۔۔ پتا نہیں کون سی منوس گھڑی تھی جب میں نے بے بے کو تیرے سے شادی کے لیے ہاں کی اور ساری زندگی کا عذاب اپنے سر لے لیا۔۔۔"

اسے یوں ہی فرش پر گرا دیکھ کر آگے بڑھ کر اس نے مٹھی میں بال جکڑے اور زور سے جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔ صائمہ نے درد کی شدت سے سسکیاں لیتے اپنے بال چھڑوانے چاہے۔

"آگے سے ہاتھ چلاتی ہے۔۔۔ تجھے اتنی تمیز نہیں کہ شوہر کے آگے ہاتھ نیچے رکھتے ہیں۔۔۔"

جو ہاتھ صائمہ نے اپنے بال چھڑوانے کے لیے شوکت کے ہاتھ پر رکھا تھا وہی ہاتھ پکڑ کر پوری قوت سے مروڑا۔ صائمہ کی دردناک چیخ اتنی اونچی تھی کہ ہمسائے میں بھی سنی گئی۔ اس کا

ہاتھ کی ہڈی شاید اپنی جگہ سے کھسک گئی تھی اسی لیے درد بھی بے انتہا تھا۔ آج شاید برداشت ختم ہوگئی تب ہی وہ بے ہوش ہوتی لڑھک کر فرش پر سر کے بل گرمی۔ شوکت اس کی پسلی میں بوٹ سے پوری قوت سے ٹھوکر رسید کرتا باہر نکل گیا۔ وہ یو ہی بے سدھ پڑی رہی۔

"کون ہے؟" دروازے پر دستک کی آواز پر مراد نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ وہ ایک دن پہلے ہی کوکب کے ساتھ گاؤں آیا تھا۔ کبیر اور فاطمہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

"یہ چاچا اختر کا گھر ہے؟" سامنے ہی ایک پندرہ سولہ سال کا لڑکا کھڑا تھا اس کے ساتھ ایک خاتون تھیں جو شاید اس کی ماں تھی۔

"جی ہاں! یہی گھر ہے۔۔ آپ لوگ اندر آ جائیں۔۔"

مراد ان کو ساتھ لیے صحن میں پڑی چارپائیوں کی جانب آیا جہاں پر چاچا اختر کے ساتھ بے جی بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔

"ہم آپ کی بیٹی کے سسرال کے ہمسائے میں رہتے ہیں۔۔"

ان خاتون نے اپنا تعارف کروایا تو وہ سب بھی چونک کر ان کو دیکھنے لگے۔

کوکب ان کے لئے چائے بنانے اندر جا چکی تھی جبکہ مراد وہی چاچا اختر کی ایک طرف بیٹھا ہوا تھا۔

"اچھا اچھا۔۔ ماشاء اللہ پھر تو آپ لوگ صائمہ سے بھی ملتے ہوں گے۔۔۔ کیسی ہے ہماری بیٹی پچھلے مہینے رہ کر گئی تھی آج ہی میں اس کے بھائی کو کہہ رہی تھی کہ شام کو جاکر بہن کو لے آئے۔۔۔"

ماں جی تو نہال ہی ہو گئیں فوراً ہی صائمہ کے متعلق بے تابی سے پوچھنے لگیں۔  
 "پہلے تو آپ لوگ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا بیٹی دینے کے بعد آپ لوگوں کا اس پر حق ختم ہو گیا اس کی شادی کو چھ مہینے ہو گئے ہیں اور آپ لوگوں نے تو شاید دو بار جا کر اس کے گھر جھانکا آپ کی بیٹی تھی آپ کو چاہیے تھا کہ اس کی خیر خبر رکھتے۔۔۔۔۔"  
 وہ خاتون بنا لگی لپٹی اونچی آواز میں شروع ہو گئی۔

"کیا بات ہے بہن۔۔۔ آپ ایسے کیوں بات کر رہے ہیں۔۔۔۔ ہم ہر دوسرے دن اس سے فون پر بات کرتے ہیں روز روز بیٹی کے سسرال جانا کوئی اچھی بات ہے میں اس حق میں نہیں اور نہ ہی مجھے پسند ہے کہ بیٹی روز روز اپنا گھر چھوڑ کر میکے آئے۔۔۔۔۔"  
 رقیہ خاتون کا انداز دیکھ کر چاچا اختر غصے نے جواباً بولے۔ رقیہ نے گھور کر ان کو دیکھا اور ساتھ بیٹھی ماں جی پر ایک نظر ڈالی۔

"بھائی جی میں آپ سے کب کہہ رہی ہوں کہ آپ روز اپنی بیٹی کے سسرال جائے یا اسے اپنے گھر بلائیں۔۔۔ جب سے شادی ہوئی ہے وہ روزانہ اپنے شوہر سے پٹتی ہے اور وہ جانوروں کی طرح اس کو مارتا پیٹتا ہے۔ ماں باپ کا حق ہوتا ہے کہ شادی کے بعد بیٹی کل دیہان رکھیں



کہ اسے سسرال میں کوئی تکلیف تو نہیں مگر آپ لوگوں کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے تو اسے سر سے بوجھ کی طرح اتار کر پھینک دیا۔۔۔ پھر چاہے وہ جئے یا مرے۔۔۔ میں اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھتی مگر آج گھنٹہ پہلے مجھے اس کی دردناک چیخوں نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور میں اپنے بیٹے کو ساتھ لئے آپ لوگوں کو پتہ کرتی یہاں تک پہنچ آئی۔۔۔"۔۔۔ وہ ہاتھ اٹھا کر لہراتی غصے میں بولیں۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ اس نے تو کبھی ہمیں ایسی کوئی بات نہیں بتائی۔۔۔"۔۔۔ مراد کے چہرے کا رنگ اڑا اس نے بے تابی سے پوچھا تو رقیہ نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ "بیٹیاں اپنے منہ سے کبھی بھی اپنے دکھ ماں باپ کو نہیں بتاتی۔۔۔ یہ ماں باپ کا کام ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ سے پتہ چلائیں کہ وہ کس حال میں ہے۔۔۔ ماں باپ کو تو اولاد کی جنبش سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ خوش ہے یا دکھی۔۔۔ آپ لوگ کیسے ماں باپ تھے جن کو اس کی تکلیف نظر نہیں آئی۔۔۔"۔۔۔ رقیہ کا انداز ان کو شرمندگی سے دوچار کر گیا۔

"آپ پلیز باقی باتیں چھوڑیں اور آج کا بتائیں تاکہ میں کچھ کرو۔۔۔"۔۔۔

مراد نے ان کو ٹوکا تو رقیہ نے صبح کی ساری چیخوں کا پس منظر اپنے الفاظ میں دہرا دیا۔ ماں جی نے تڑپ کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور چاچا اختر فق چہرہ لیے ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن رہے تھے۔

کبیر نے ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر باہر کی طرف دوڑ لگائی جہاں اس کی موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ آدھے گھنٹے میں وہ صائمہ کے گھر کے سامنے تھا۔ دروازہ کھٹکھٹانے کے بجائے اس نے زور سے دروازے کو دھکا دیا اور دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا سامنے ہی صائمہ کا کمرہ تھا جس کا دروازہ کھلا تھا اور وہ فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔ مراد تڑپ کر آگے بڑھا اور اس کو سیدھا کیا صائمہ کی ساس مراد کو اندر آتا دیکھ چکی تھی اس لیے فوراً ہی بیٹے کو کال ملائی اور مراد کی آمد کا بتایا شوکت پانچ منٹ میں ہی آندھی طوفان کی طرح اندر داخل ہوا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں داخل ہونے کی۔۔"

وہ مراد کے سر پر پہنچتے ہیں دھاڑا مراد جو ساکت نظروں سے بے ہوش پڑے وجود کا چہرہ دیکھ رہا تھا جہاں پر جا بجا مار کے نشانات موجود تھے۔

مراد احتیاط سے اس کا سر زمین پر رکھ کر کھڑا ہوا اور کھینچ کر ایک تھپڑ شوکت کے منہ پر دے مارا

"کیا قصور تھا میری معصوم بہن کا جو تو نے اس کو بیدردی سے مارا تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔؟"

مراد شوکت کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے دیکھا تو شوکت نے دونوں ہاتھ ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر زور سے دھکا دیا۔

"تیری بہن اب میری بیوی ہے میں چاہے اسے مارو یا سزا دو میری مرضی تو کون ہوتا ہے میاں بیوی کے بچ میں ٹانگ اڑانے والا۔۔۔۔۔"

شوکت نے چیختے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو مراد نے شدید تنیش کے عالم میں ایک مکہ شوکت کے منہ پر مارا جس پر شوکت پیچھے کی جانب گرا۔

"تیری یہ جرات میں دیکھتا ہوں تو کس طرح اپنی بہن کو یہاں سے لے کر جاتا ہے اگر تو نے اسے یہاں سے لے کر ایک قدم بھی باہر نکالا تو میں تیری بہن کو طلاق دے دوں گا۔۔۔۔۔"

شوکت سیدھا ہوتا خباثت سے بولا تو مراد نے رک کر ایک نظر اس کو دیکھا اور پیچھے مڑ کر صائمہ کے قریب آیا اور احتیاط سے اس کو گود میں اٹھایا۔

اور شوکت کو خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا صائمہ کو لیے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

"رک جا اپنی بہن کی طلاق لیتا جا۔۔۔۔۔"

شوکت تیزی سے اس کے پیچھے آیا اور اونچی آواز میں کہا مگر مراد اسے نظر انداز کرتا۔ اسی تیزی سے باہر نکل گیا مگر گلی میں آکر اسے پریشانی ہوئی وہ موٹر سائیکل پر آیا تھا اور صائمہ کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اسے پیچھے بٹھا کر لے جا سکتا۔

"لالہ آپ باجی کو ہمارے گھر لٹا کر کوئی گاڑی لے آؤ۔۔۔۔۔"

صائمہ کے ہمسائے کا دروازہ کھولا اور ایک نو عمر لڑکی کی باہر نکلی اور اسے کھڑا دیکھ کر جلدی سے بولیں وہ صائمہ کو پہچان گئی تھی۔

مراد کو اس وقت یہی ٹھیک لگا وہ جلدی سے اندر داخل ہوا اور سامنے ہی موجود تھی چارپائی پر صائمہ کو لٹا کر اس کا دوپٹہ اس کے اوپر پھیلا دیا اور دوڑتا ہوا باہر نکلا کچھ ہی دیر میں وہ گاؤں کے قریب کھڑی گاڑی کے پاس پہنچا اور اس سے بات کر کے ساتھ لے کر آیا اپنی موٹر سائیکل ان لوگوں کے گھر ہی کھڑی کر دی وہ صائمہ کو ساتھ لیے سیدھا شہر سول ہاسپٹل لے آیا۔

"ڈاکٹر میری بہن کیسی ہے کیا ہوا ہے انہیں۔۔۔۔۔"

اس کے لہجے میں بے تابی تھی ڈاکٹر نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"یہ پولیس کیس ہے آپ کی بہن کو بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے ہم اس کا ٹریسٹمنٹ

تب تک نہیں کریں گے جب تک پولیس نہیں آ جاتی۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر پیشہ ورانہ لہجے میں اسے بتانے لگی۔

"پلیز ڈاکٹر آپ ان کا ٹریسٹمنٹ شروع کریں وہ ہوش میں آئیں گی تو ہی بیان دینے کے قابل ہو

گی۔۔۔۔۔"

اس نے ڈاکٹر کی منت کی۔

"دیکھیں ہم نے انہیں ضروری انجکشن دے دیے ہیں جن کی وجہ سے وہ ہوش میں آ جائیں گی

مگر باقی ٹریسٹمنٹ ہم پولیس کے آنے کے بعد شروع کریں گے مجھے لگتا ہے کہ تشدد کی وجہ

سے ان کی ہاتھ اور ٹانگ ٹوٹی ہے۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر مراد لڑکھڑا کر پیچھے ہوا اپنی بہن کی اس حالت پر اس کی آنکھیں نم ہوئی۔ ڈاکٹر نے افسوس بھری نگاہ اس نوجوان پر ڈالی اور واپس آئی سی یو میں چلی گئی۔

"کہاں ہیں آپ میں کب سے آپ کو کال کر رہی ہوں صائمہ کیسی ہے بات ہوئی آپ کی اس سے۔۔۔"

مراد نے مسلسل ل بچت فون ن جیب سے نکالا اور ان کر کے کان کے ساتھ لگایا تو کوکب کی پریشان آواز ابھری۔

"وہ ٹھیک نہیں۔۔۔" مراد نے کہا اور اسے ساری بات بتادی کوکب منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں روکتی فون بند کر کے وہیں بیٹھ کر رونے لگی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کس طرح باہر جا کر ماں جی کو بتائے گی۔

کچھ ہی دیر میں پولیس آگئی اور ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد ٹریسمنٹ کی اجازت ملتے ہی ڈاکٹر نے اپنا کام شروع کر دیا۔

"آپ کو پورا یقین ہے کہ یہ آپ کے بہنوئی نے ہی کیا ہے"

انسپیکٹر اس کے قریب کھڑا بڑا پوچھ رہا تھا

"جی سرجب میں اپنی بہن کو لے کر آیا تب وہ وہیں تھا اور اس نے مجھے دھمکی بھی دی کہ اگر میں اپنی بہن کو لے کر اس گھر سے باہر قدم نکالا تو وہ اسے طلاق دے دے گا ہم نہیں



جانتے کہ وہ کب سے یہ سب کر رہا ہے ہمیں تو آج ان ہی ہمسائے سے ایک خاتون نے آکر بتایا تو ہمیں پتہ چلا۔۔۔۔۔"

مراد نے سب کچھ سچ سچ انہیں بتا دیا۔

"آپ کی بہن جیسے ہی ہوش میں آئیں آپ نے ہمیں اطلاع کرنی ہے۔۔ ہمارا ایک آدمی یہاں ہی موجود ہے۔۔۔۔۔"

انسپیکٹر اپنی بات کر کے واپس مڑ گیا مراد نے ایک نظر آئی سی یو کے دروازے پر ڈالی اور نڈھال سا نہیں پڑے بیچ پر بیٹھ گیا۔ صائمہ کی حالت نے اس کا دل مسل دیا تھا اپنی پھولوں جیسی بہن کو اس حالت میں دیکھ کر اس پر کیا بیت رہی تھی وہی جانتا تھا۔

"کوکب پتر مراد سے پوچھ ابھی تک واپس کیوں نہیں آیا۔۔۔۔۔"

بے جی بیتابی سے صحن میں چکر کاٹ رہی تھی کوکب کو باہر نکلتے دیکھا تو جلدی سے اس کی طرف بڑھیں۔

"ماں جی مراد صائمہ کو سول ہاسپٹل لے کر گئے ہیں باقی انہوں نے ابھی کچھ نہیں بتایا وہاں پولیس بھی آئی ہوئی ہے۔۔۔۔۔"

"ہائے میں مر جاؤں کیا کر دیا اس نامراد نے میری بیٹی کے ساتھ جو وہ ہسپتال پہنچ گئی اور

پولیس بھی آگئی ہے صائمہ کے ابا اٹھو رکشہ لاو میں نے اپنی بیٹی کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔"

وہ اونچی آواز میں روتی ہوئی صحن میں واپس آئیں۔ چاچا اختر گم سم کس وقت سے وہیں بیٹھے تھے اپنی بیوی کو روتا دیکھ کر ان کے ہاتھ کپکپائے کسی انہونی کے خیال سے دل ڈوبا۔

"مراد کی ماں اللہ خیر کرے گا کیوں اس طرح رو رہی ہے۔۔۔۔"

"اللہ نے خیر کی تھی مگر صائمہ کے ابا اس خیر کو شر میں بدلنے والے آپ خود تھے میری دھی کو ان ناقدروں میں دے کر رول دیا نہ جانے اس جانور نے میری دھی کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے کہ مراد اسے گھر لانے کے بجائے سول ہسپتال لے کر گیا ہے۔۔۔۔"

انہوں نے چاچا اختر کے سر پر بم پھوڑا وہ پریشان ہوتے بے قراری سے کھڑے ہو گئے مگر چند قدم چلنے دیتے ہیں لہرا کر زمین بوس ہوئے کوکب کی چیخ نکل گئی وہ دوڑتی ہوئی ان تک پہنچی

ماں جی ان کو گرتا دیکھ کے چیختی ہوئی ان کے قریب آئیں۔

"ابا جی ابا جی کیا ہوا آپ کو اٹھے نہ ابا جی۔۔۔"

کوکب انکا سر سیدھا کرتی پریشانی سے ان کو ہلانے لگی مگر ان کے جسم میں کوئی جنبش نہیں ہوئی کوکب تیزی سے اٹھی اور اپنا موبائل اٹھا کر کبیر کو کال ملائی تو اس کی بات سنتے ہی وہ دوڑتا ہوا ایک منٹ میں پہنچا۔ چاچا اختر کی حالت دیکھ کر وہ واپس باہر دوڑا اور گلی کے نکر پر کھڑے رکشے والے کو لے کر آیا۔ اس کو یوں پریشان دیکھ کر گھر آتے قمر نے روک کر پوچھا اور کبیر کے بتانے پر اس کے ساتھ ہی دوڑتا ہوا چاچا اختر کے قریب آیا دونوں نے مل کر ان کو

بمشکل رکشے میں ڈرائیور کی مدد سے بٹھایا۔ دونوں ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے تاکہ انہیں گرنے سے بچا سکیں۔ ماں جی اور کوکب چادریں اوڑھ کر آگے بیٹھ گئیں تھیں۔

گاؤں سے سول ہسپتال پہنچنے میں انہیں آدھا گھنٹہ لگ گیا تھا۔ ان کی حالت کے پیش نظر کبیر ویل چیئر قریب لایا اور ان کو بٹھا کر تیزی سے ہاسپٹل کے اندر لے گئے۔  
 "آپ انہیں فوراً آئی سی یو لے جائیں۔۔۔۔۔"

چاچا اختر کی حالت دیکھتے ہی کارڈیور میں گزرتے ڈاکٹر نے رک کر انہیں کہا اور خود بھی ان کے ساتھ ہی چل دیا۔

"کبیر بھائی مراد کو کال کریں وہ بھی یہی ہیں۔۔۔"

کوکب کی بات پر کبیر اور قمر چونکے اور کوکب کو دیکھا ماں جی بیچ پر بیٹھیں روتے ہوئے اپنے مجازی خدا کے لیے دعا گو تھی۔ ان کی حالت دیکھ کر بیٹی کی تکلیف بھی ان کے ذہن سے نکل گئی۔  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial>

"مراد صائمہ کو ہاسپٹل لے کر آئے تھے۔۔۔"

کوکب نے آگاہ کیا اور ساتھ ہی تفصیل بھی بتا دیں قمر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی وہ لڑکھڑاتا دیوار کے ساتھ لگتا فرش پر بیٹھ گیا۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ شادی کے بعد صائمہ کو اس طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا ورنہ صائمہ کو کبھی اس کرب سے نہ گزرنے دیتا اور سارے رشتے ناٹے پس پشت ڈال کر صرف صائمہ کو اپنا لیتا۔

"مراد کہاں ہو تم اس وقت ہم ہاسپٹل میں آئی سی یو کے سامنے کھڑے ہیں جو مین ڈور اور کے پاس ہے۔۔۔۔"

کبیر نے مراد کو کال کر کے پوچھا۔

"میں دوسرے بلاک کے آئی سی یو میں ہوں تم یہاں کس کے ساتھ آئے ہو۔۔۔"

مراد نے پوچھا اسے لگا شاید ماں جی اور کوکب کو لے کر آیا ہوں۔

"میں چاچا اختر کو لے کر آیا ہوں میرے ساتھ قمر ماں جی اور کوکب ہیں چاچا بیہوش ہو گئے تھے ان کو آئی سی یو لے گئے ہیں۔۔۔۔۔"

کبیر کی بات پر مراد پریشان ہو گیا اس نے باہر کھڑی نرس کو بتایا اور دوڑتا ہوا باہر نکل

کر دوسرے بلاک کی جانب بڑھنے لگا۔  
<https://www.classicurdumaterial.com/>

"کیا ہوا اباجی کو ڈاکٹر نے بتایا کچھ۔۔۔۔"

وہ دو منٹوں میں ہی ان کے پاس تھا۔  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

"نہیں فی الحال ڈاکٹر ان کا چیک اپ کر رہے ہیں تو بتاؤ صائمہ کی کنڈیشن کیسی ہے مجھے

ابھی کوکب نے بتایا ہے۔۔۔۔۔"

"صائمہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ صدمے کی وجہ سے بے ہوش ہے

ایک ہاتھ اور ٹانگ میں بھی فریکچر ہے۔۔۔۔"

مراد نے بھراے ہوئے لہجے میں صائمہ کی حالت ان کے گوش گزار کی قمر اذیت سے آنکھیں  
 بھیج کر رو دیا اس کے بس سے باہر ہو رہا تھا اس کی تکلیف کا سننے کے بعد اپنے آپ کو  
 سنبھالنا۔ کبیر جلدی سے اس کے قریب پہنچا اور نیچے بیٹھ کر اسے سیدھا کیا وہ بچوں کی طرح  
 روتا کبیر کے گلے لگ گیا۔ اس کی حالت پر مراد بھی رو دیا اس کے باپ کے ایک غلط فیصلے  
 نے دو زندگیوں کو کہاں پہنچا دیا تھا۔ اسی اثنا میں آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آیا۔  
 "آپ کے مریض کو مائنر ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ ہم نے علاج شروع کر دیا ہے انشاء اللہ کچھ دیر  
 میں انہیں ہوش آجائے گا پھر آپ لوگ ان سے مل سکیں گے۔۔۔"۔  
 ڈاکٹر سے بات کر کے واپس آئی سی یو سے چلا گیا مراد نے ماں جی کو بازو کے گھیرے  
 میں لے کر ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے صاف کیا جو آنسوؤں سے بھگیا ہوا تھا۔  
 "مراد تم ماں جی کے ساتھ یہاں رہو میں اور کوکب صائمہ کی طرف جاتے ہیں۔۔۔"۔  
 کبیر نے کہا تو مراد نے اثبات میں سر ہلایا قمر تیزی سے کھڑا ہوا اور مراد کی جانب آس سے  
 دیکھا اس کی آنکھوں میں لکھی تحریر پڑھ کر مراد کی گردن بے ساختہ اثبات میں ہلی اجازت ملتے  
 ہی قمر تیزی سے کبیر کے پیچھے دوڑا۔  
 "آپ کی پیشن کو ہوش آگیا ہے مگر جب تک پولیس ان کا بیان نہیں لے لیتی آپ میں سے  
 کوئی بھی ان سے نہیں مل سکتا۔۔۔"۔



ڈاکٹر باہر آئی اور پہلے ادھر ادھر ہر مراد کو ڈھونڈا کبیر ڈاکٹر کے قریب آیا اور اپنا تعارف بتایا تو ڈاکٹر نے پھر صائمہ کی صورتحال سے آگاہ کیا۔

میں نے اسی وقت نکال کر مراد کو تسلی دی کچھ ہی دیر میں پولیس آگئی۔

"آپ کی مریض ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہی اس کے شوہر نے اتنا تشدد کیا ہے اس کے باوجود وہ کوئی بھی بیان دینے سے انکار کر رہی ہے آپ اندر جائیں اور ان کو سمجھائیں۔۔۔"۔

پولیس انسپکٹر اندر گیا اور پانچ منٹ بعد ہی باہر آگیا کبیر نے بات سننے کے بعد مراد کو کال کی اور صورتحال سے آگاہ کیا مراد نے انتظار کرنے کا کہا تین منٹ بعد ہی مراد بھی وہیں موجود تھا وہ اندر گیا اور صائمہ کو دکھ سے دیکھا۔ اس کے سیدھے ہاتھ اور الٹی ٹانگ پر پلستر چڑھ چکا تھا۔  
<https://www.classicurdumaterial.com/>  
 -چہرہ جا بجا چوٹوں کے نشانات سے سوجا ہوا تھا۔

"صائمہ بیٹا جو کچھ پولیس والے پوچھ رہے ہیں ٹھیک ٹھیک جواب دو ڈرنے کی ضرورت نہیں جو کچھ شوکت نے تمہارے ساتھ کیا ہے بغیر ڈرے پولیس کو سب کچھ بتاؤں۔۔۔"۔  
<https://www.facebook.com/classicurdumaterial.com/>

اس کے ماتھے پر جھک کر پیار دینے کے بعد سعد نے نرمی سے اسے مخاطب کیا تو صائمہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی کنپٹیوں سے ہوتے ہوئے تکیے میں جذب ہو گئے۔

"بھائی وہ میرا شوہر ہے میں کیسے اس کے خلاف بیان دے دو۔۔۔"۔

وہ تکلیف کی شدت سے وہ مشکل ٹھہر ٹھہر کر بولی۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اب وہ تمہارا شوہر نہیں رہے گا یہ میرا فیصلہ ہے تم پولیس کو بیان دو گی۔۔۔۔۔ باقی کام میرا ہے اس کو سوچنا چھوڑ دو کہ وہ تمہارا شوہر ہے اور ہم تمہیں واپس بھیجیں گے اس کے اس حرکت کے بعد تو میں اس شخص کا سایہ بھی تم پر پڑنے نہیں دو گا۔ انسپکٹر صاحب آپ بیان لیں۔۔۔۔۔"

مراد نے اس کی ہمت بندھائی تو وہ انسپکٹر کو سب کچھ بتاتی چلی گئی۔

"اب تم آرام کرو ڈاکٹر نے زیادہ بولنے سے منع کیا ہے ہے ہم باہر ہی موجود ہیں۔۔۔۔۔"

پولیس کے جانے کے بعد مراد نے صائمہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے نرمی سے اسے آرام کرنے کا کہا ہاں اور خود باہر نکل گیا کبیر کے ساتھ کھڑے ہو کر اس نے اندر ہونے والی بات چیت کو کب اور اسے بتا دی قمر کھڑا سب کچھ سن رہا تھا۔

"مراد بھائی پلیز مجھے صائمہ سے ایک بار ملنے دیں۔۔۔۔۔"

قمر کے لہجے کی تڑپ پر مراد نے چونک کر اسے دیکھا اور دوسری نگاہ کبیر پر ڈالی۔

"پلیز بھائی میں بات نہیں کروں گا بس دیکھ کر آجاؤں گا۔۔۔۔۔"

اس کی التجا پر مراد نے چند لمحے سوچنے کے بعد اثبات میں سر ہلایا۔

قمر دبے قدموں آئی سی یو کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا خاموشی سے چہرے پر کرب لیے

صائمہ کو دیکھتا رہا جو شاید دوائیوں کے زیر اثر غنودگی میں تھی۔ کتنی دیر ساکت نظروں سے وہ

اس چہرے پر وہ چہرہ ڈھونڈتا رہا جو ہمیشہ اس کے سامنے آنے پر شرما جاتا تھا۔

"بہت دیر ہو گئی ہے آپ کو یہاں کھڑے ہوئے اب آپ باہر چلے جائیں۔۔۔"

قمر نرس کی آواز پر چونکا جو کافی دیر سے اسے یوں ہی گم سم کھڑا دیکھ رہی تھی۔

عفان ماہم کو کبیر سے ہوئی ساری بات بتا رہا تھا۔ ماہم سن کر پریشان ہو گئی۔ ان کے ساتھ گزرا ہوا وقت اتنا اچھا تھا کہ ان کی تکلیف اپنے دل پر محسوس ہو رہی تھی۔

"ہم ایک دو دن میں پاکستان نہیں جا سکتے۔۔۔ باقی سب بعد میں آجائیں گے۔۔۔"

کچھ سوچ کر ماہم نے عفان سے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا بس ایک آرڈر سر بھی جانا ہے اس کے بعد میں فری ہو جاؤں گا۔ آفس کا کام منیجر دیکھ لے گا۔ میں نے مزید کوئی بھی کنسائمنٹ نہیں لی۔۔۔"

"ٹھیک کیا آپ نے۔۔۔ آپ کے پیچھے سے کوئی گرڑ بڑ ہو گئی تو مصیبت میں آپ پھستے۔۔۔ اس سے کہیں بہتر کچھ عرصہ کام بند رہے۔۔۔"

"بھائی آپ لوگ پاکستان جا رہے ہیں۔۔۔"

وہ لوگ لان میں بیٹھے ہوئے تھے جب میری ان کے قریب پوچھنے لگی۔

"جی پوری فیملی جا رہی ہے۔۔۔"

عفان کی جگہ ماہم نے اسے جواب دیا۔

"اچھا اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پیچھے سے مجھے کسی ہاسپٹل میں رہنا پڑے گا یا اپنی فرینڈ کی طرف۔۔۔۔"

میری نے پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ نم آواز میں اداسی سے کہا۔ وہ اتنے کم عرصے میں ان سب کی اتنی عادی ہو گئی تھی کہ ان کے جانے کا سن کر اسے کچھ ہونے لگا تھا ماہم نے ایک نظر عفان کو دیکھ کر جیسے کوئی اشارہ کیا۔

"ہاں ہم بھی یہی سوچ رہے تھے کہ میری کہاں پاکستان جانا چاہے گی ابھی۔۔ اسی لیے ہم نے آپ سے نہیں پوچھا۔۔۔"

عفان نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو میری کے چہرے پر پھیلنے والی تکلیف دونوں نے فوراً بھانپ لی۔

"آپ لوگ بیٹھے مجھے اپنی اسائنمنٹ بنانی ہے۔۔۔"

میری سرعت سے اٹھی اور بولتی ہوئی واپسی کے لیے پلٹ گئی۔ عفان نے پر سوچ نظروں سے اسے دور جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

"ماما میری وجہ سے آپ لوگوں کو پریشانی ہو رہی ہیں۔۔ آپ بے فکر رہیں جولی میری بہت اچھی دوست ہے مجھے اس کے گھر کوئی پرابلم نہیں ہوگی۔۔۔ آپ لوگوں کے واپس آنے تک میں اس کے پاس رہوں گی۔۔۔۔"

میری منزہ بیگم کے پاس بیٹھی ان سے کہہ رہی تھی۔ قریب ہی شہباز صاحب بھی بیٹھے ہوئے اس کی بات سن رہے تھے۔

"میں بھی یہی سوچ رہی تھی آپ نے تو میری مشکل آسان کر دی۔۔۔"

منزہ بیگم کی بات پر میری نے اپنے آپ کو سنبھالتے سر جھکا دیا۔ کسی نے بھی ایک بار اس سے پاکستان چلنے کا نہیں کہا تھا۔ شروع میں تو وہ انتظار کرتی رہی کہ کوئی تو اسے پاکستان چلنے کے لیے کہے گا اور وہ انکار کرے گی تو سب اس کو مل کر راضی کریں گے مگر اس کی توقع کے برخلاف کسی نے بھی اس سے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا اور یہ بات اسے بہت تکلیف دے رہی تھی۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے کس موضوع پر بات چیت چل رہی ہے۔۔۔"

عرفان جو کچھ دیر پہلے ہی آفس سے واپس آیا تھا ان سب کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا تو

شہباز صاحب نے میری کی بات اسے بتانے لگے۔

عرفان کچھ دیر وہیں بیٹھا ان سے باتیں کرتا رہا اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جس میں کچھ کاغذات تھے۔ عرفان نے وہ لفافہ میری کی طرف بڑھا دیا۔

"اس میں کیا ہے۔۔۔"

اس نے حیرانگی سے پوچھا۔



"کھول کر دیکھ لو" عفان کے کہنے پر میری نے لفافہ کھولا اور ہاتھ ڈال کر اس میں موجود پیپر باہر نکالے۔ پیپر کے ساتھ ہی اس کے اس ہاتھ میں پاسپورٹ بھی آگیا اس نے اچنبھے سے ساری چیزیں دیکھیں اور عفان ان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"ہم نے سوچا کہ تم ہمارے ساتھ نہیں جانا چاہتیں اس لئے ہم تمہیں مرتخ پر بھیج رہے ہیں ہمارے آنے تک تم وہیں رہنا۔۔۔۔۔"

عفان کا انداز شرارتی تھا میری کو ہنسی آگئی۔

"مرتخ کے علاوہ میرے لیے کوئی سے ستارہ نہیں بچا جہاں آپ مجھے پھینک سکیں۔۔۔۔۔"

اپنا پاسپورٹ کھول کر دیکھتی عفان سے مخاطب ہوئی اور پھر جیسے اس کی نظریں ایک جگہ ساقط ہو گئی اس نے سر اٹھا کر عفان کو حیرت سے دیکھا اور پھر دوبارہ پاسپورٹ کے صفحے پر نظر دوڑائی۔

"آپ مجھے اپنے ساتھ پاکستان لے کر جا رہے ہیں۔۔۔۔۔"

حیرت کی زیادتی سے اس کی آواز گھٹ رہی تھی میری کی آنکھوں میں فوراً ہی آنسو بھر گئے وہ پاسپورٹ اور پیپر ٹیبل پر رکھتی منزہ بیگم کے گلے لگے زور زور سے رونے لگی۔

"بس بیٹا چپ ہو جاؤ۔۔۔ آپ نے کیسے سوچ لیا کہ ہم اتنی پیاری بیٹی کو یوں ہی اکیلے چھوڑ

جائیں گے۔۔۔"

وہ اسے پچکارتے ہوئے لاڈ سے بولیں تو وہ روتے سے ہنستے ہوئے سیدھی ہوئی اور دونوں ہاتھوں سے بچوں کی طرح اپنے چہرے کو صاف کیے۔ اندر آتے سبجان نے دلچسپی سے اس منظر کو دیکھا یہ لڑکی بار بار اس کا دل دھڑکانے کا سبب بن رہی تھی۔

"کیا ہوا یہ مگر مجھ کے آنسو بہا رہی ہو۔۔۔۔۔"

سبجان اسے تپانے سے باز نہیں آیا۔

"پاپا آپ اپنے اس شیطان بیٹے کو اچھی طرح سمجھا دیں اگر اس نے مجھے اب مزید تنگ کیا تو یقین مانے یہ میرے ہاتھ سے گنجا ہو جائے گا اور مجھے کوئی افسوس بھی نہیں ہوگا۔۔۔"

وہ سارے پیپر اٹھا کر واپس لفافے میں ڈالتے ہوئے شہباز صاحب سے یوں مخاطب ہوئی جیسے ماہم بولتی

تھی۔ <https://www.classicurdumaterial.com/>  
Support@classicurdumaterial.com

"سبجان خبردار جو تم نے میری بیٹی کو تنگ کیا اگر آپ مجھے کوئی شکایت ملی تو میں میری کے ساتھ مل کر تمہیں گنجا کروں گا اور یقین مانو مجھے اس کھیل میں بہت مزہ آئے گا۔۔۔"

شہباز صاحب ہنستے ہوئے میری کو دیکھ کر مصنوعی غصے سے سبجان سے مخاطب ہوئے تو وہ ناک چڑھاتا جا کر منزا بیگم کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔

"ماما یہ جو آپ نے نئی بیٹی گود لی ہے اسے کوئی کام کاج بھی سکھا دیں ہر وقت یا تو ٹیپ پر بیٹھی بچوں کی طرح کارٹون دیکھتی ہے یا پھر الا بلا کھاتی رہتی ہے۔۔۔۔۔"

سجّان پھر سے شرارت پر آمادہ تھا۔

"بات سنو تم نے کونسا مجھ سے شادی کرنی ہے جو میں کھانا بنانا سیکھو تم اپنی فکر کرو میں تو اپنے لیے وہ شوہر ڈھونڈو گی جو مجھے پکا کر کھلائے گا۔۔۔"۔  
وہ بے دھیانی میں مزے سے بول گئی۔

"اچھا کیا پتہ تم ہی میری بیوی بنو اور میں تو اتنا لائق نہیں کہ تمہیں کچھ بنا کر کھلاؤ اس لیے بہتر ہے کہ پہلے ہی بنانا سیکھ لو ورنہ فاقے کاٹنے پر پڑینگے۔۔۔"۔

اپنی جھونک میں اس نے میری کو جواب دیا۔ شہباز صاحب کے ساتھ عفان اور منزہ بیگم نے بھی اسے معنی خیز نظروں سے گھورا مگر اس کا دھیان میری کی طرف تھا اس لیے اسے اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا ہے جب کہ دوسری طرف میری اس کی بات سن کر شرم سے سرخ ہوتی لفافہ اٹھا کر اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔ سجّان اس کو یوں شرماتے ہوئے جاتا دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کرتا شہباز صاحب کی طرف متوجہ ہوا اور اس کی ساری مسکراہٹ انہیں دیکھتے ہی سمٹی شہباز صاحب اسے خاصی خفگی سے گھور کر دیکھ رہے تھے۔

"یہ کیا بد تمیزی تھی سجّان کیا ضرورت تھی اس طرح کی فضول بکواس کرنے کی۔۔۔"۔  
ان کے چہرے پر غصہ صاف نظر آ رہا تھا سجّان کی سٹی گم ہوئی۔

"سوری پاپا میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔"۔

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا۔

"یہ کونسا مذاق تھا --- اس قسم کا مذاق کون کرتا ہے ---"

انہوں نے کڑے تیوروں سے اسے گھرکھا۔

"پاپا اس میں غلط کیا ہے اگر میں ایسی کوئی خواہش کروں تو ---"

اس نے جھجک کر بات مکمل کی تو شہباز صاحب نے حیرت کی زیادتی سے منہ کھول کر اپنے سپوت کو دیکھا اور پھر ایک نظر بیوی اور عفان پر ڈالی عفان کی مسکراہٹ سے انہیں اندازہ ہوا کہ وہ پہلے سے باخبر ہے جب کہ منزہ فی الحال خاموش بیٹھی تھیں ان کے چہرے سے شہباز صاحب کچھ بھی اخذ کرنے میں ناکام رہے تھے۔

"تم جانتے ہو ایسا نہ ممکن ہے تمہاری شادی اس سے نہیں ہو سکتی وہ غیر مسلم ہے اور اہل کتاب بھی نہیں ---"

شہباز صاحب نے واضح الفاظ میں اسے سمجھایا۔

"کیا ہوا آپ اگر غیر مسلم ہے وہ اب ہمارے ساتھ رہتی ہے ہم اسے مسلمان کر سکتے ہیں ---"

سبحان کی بات پر شہباز صاحب نے گھور کر اسے دیکھا۔

"صاحبزادے آپ کسی کو بھی اپنے مطلب کے لئے مسلمان نہیں بنا سکتے دین میں کہیں

نہیں لکھا اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے دوسرے پر اپنی مرضی مسلط کروں وہ اپنے حال

میں خوش ہے تو تم کیوں اسے اس راہ پر گھسیٹ رہے ہو ---"

شہباز صاحب کی بات میں وزن تھا سبحان خاموشی سے ان کی بات کو سنتا رہا۔

"پاپا کیا آپ مجھے اس وقت تک انتظار کرنے کی اجازت دیں گے جب تک میری خود اسلام قبول نہیں کر لیتی۔۔۔"

سبحان کی بات پر وہاں بیٹھے سب نفوس کو جھٹکا لگا۔ وہ ایسی بات کیوں کر رہا تھا ان کو جاننے کی بے چینی ہوئی۔

"اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو کیا تم ساری زندگی یوں ہی رہو گے۔۔۔"

اس بار عفان اس سے مخاطب ہوا۔

"بھائی وہ بہت جلد اسلام قبول کرے گی اس بات کی گارنٹی میں آپ کو دیتا ہوں میں نے کئی بار نوٹ کیا ہے وہ ماہم اور ماما کو قرآن پاک پڑھتے ہوئے بہت غور سے دیکھتی اور سنتی ہے اور کئی بار اسے موبائل پر قرآن پاک کی تلاوت بھی سنتے ہوئے دیکھ چکا ہوں انشاء اللہ نے چاہا تو وہ بہت جلد دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گی۔۔۔۔۔"

اس کے لہجے میں یقین جھلک رہا تھا وہاں سب نے ہی دل ہی دل میں آمین کہا تھا۔ ابھی تک انہوں نے اس میں ایسی کوئی برائی نہیں دیکھی تھی جو کچھ ولیم نے اس کی خالہ کے ارشادات کی روشنی میں ان کے گوش گزار کی تھیں۔

"عفان صاحب میں نے آپ کو ایک چھوٹا سا کام کہا تھا اگر لکھ لیا ہے تو مجھے دے دیں۔۔۔"



ماہم اوپر سے نیچے اتری تو عفان کو وہاں سب کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر شرارت سے مخاطب کیا۔  
 عفان نے ہکا بکا ہو کر ماہم کو گھورا اسے امید نہیں تھی کہ وہ یوں سب کے سامنے ہی پوچھ  
 لے گی۔

"بیٹا اگر لکھنے والا کوئی کام تھا تو بھائیوں کو دیتی۔۔ وہ بچارا پہلے ہی آفس سے تھکا ہارا آتا ہے اور  
 الٹا تم نے اسے لکھنے والا کام پکڑا دیا۔۔۔"

بیگم منزہ اسے ڈپٹا۔ ماہم نے شرارتی نظروں سے عفان کو دیکھا جس پر عفان مسکراتا ہوا کھڑا  
 ہو گیا کیونکہ اگر وہ کچھ دیر مزید یوں ہی بیٹھا رہتا تو ماہم سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ سب کچھ  
 اگل دیتی۔

"میں ماہم کو کاپی دے کر آتا ہوں۔۔۔"

عفان اونچی آواز میں کہتا ہوا اوپر کی جانب بڑھا۔

"آپ کاپی مجھے نیچے ہی لادیں میں یہی دیکھ لوں گی۔۔۔"

ماہم کی بات پر عفان نے پیچھے پلٹ کر اسے گھورا مگر وہ مسکراتی ہوئی اسے دیکھتی واپس نیچے  
 اتر کر منزہ بیگم کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔

"آپ مہربانی کر کے پر تشریف لائیں تاکہ اگر کوئی غلطی ہو تو میں ٹھیک کر دو۔۔۔"

عفان نے جان کر اونچی آواز میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اب شہباز صاحب منزہ بیگم اس کو  
 اوپر ہی بھیجیں گی۔

"میں ابھی نیچے آئی ہوں دوبارہ اوپر نہیں جا سکتی ویسے بھی میرا پاؤں بہت درد کر رہا ہے۔۔۔۔۔"

ماہم نے بھی اونچی آواز میں جواب دیا تو عفان کو اپنی شامت سچ میں نظر آنے لگی۔

"ماہم بیٹا بری بات ہے وہ ابھی تھکا ہوا آیا ہے اور تم اسے اوپر نیچے کے چکر لگانے لگی ہو چلو اٹھ جاؤ اور جو کام ہے وہ مکمل کرو اور جاتے ہوئے عفان کے لیے جوس بھی لے جانا۔۔۔۔۔"

منزہ بیگم نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا وہ جان گئی تھیں کہ ماہم عفان کو تنگ کرنے کے لیے ایسا کر رہی ہے اپنی بیٹی کی رگ رگ سے واقف تھیں۔ ماہم منہ بناتی اٹھی اور کچن میں چلی گئی کچھ دیر بعد ٹرے میں جوس کا گلاس اور ساتھ میں سینڈ وچ رکھے سیڑھیاں چڑھ گئی

جی دکھائیں ذرا میں بھی تو دیکھو آپ نے اپنی سزا کیسے سے مکمل کی ہے۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے بھنویں اچکا کر پوچھا تو عفان نے مسکراتے ہوئے اس کے صبح چہرے پر نظر ڈالی جہاں گلابی پن اسے مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔

- حجاب اس کے چہرے کے گرد لپٹا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کا ایک بال بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ عفان نے بیڈ کے سائیڈ دراز پر رکھی ہوئی کاپی اٹھا کر ماہم کی جانب بڑھائی جسے ماہم نے پکڑتے ہی فوراً کھول کر دیکھا موتیوں جیسی لکھائی میں اس کے منہ سے نکلے الفاظ کاپی کی ہر سطر پر بکھرے ہوئے تھے ہریچ پر دس لائینیں لکھی ہوئی تھیں اور پیج کے اوپر نمبر ماہم نے

حیرت سے ساری کاپی دیکھ ڈالی - اس لائن کو پورے ایک ہزار بار لکھا گیا تھا۔ ماہم نے آنکھیں پھاڑ کر عفان کو دیکھا۔

"آپ نے ایک رات میں کیسے یہ سارا ایسا لکھ ڈالا۔۔۔"

اس کی حیرت بجا تھی۔

"آپ سے معافی کی خواہش اتنی شدید تھی کہ ساری رات جاگ کر میں نے یہ الفاظ آپ کی خواہش کے عین مطابق لکھ ڈالے۔"

عفان کی آواز اور لہجہ دونوں ہی محبت کی چاشنی میں ڈوبے ہوئے تھے ماہم سانس روکے اس کے چہرے ہر نظر جمائے ساکت تھی۔

"مائی لو آپ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔"

عفان اس کی ناک کو انگلی سے چھوتے اسے ہوش کی دنیا میں لایا تو ماہم کے چہرے پر اترنے والے رنگ عفان کو مبہوت کر گئے۔

"ماہم اگر آپ کچھ دیر مزید یہاں کی تو میں یقیناً شرارت کرنے کی گستاخی کر جاؤ گا۔۔۔"

عفان کے گھمبیر لہجے پر ماہم کے چھکے چھوٹے وہ کاپی کو دبائے گلابی ہوتی پلٹ کر باہر دوڑی عفان نے گہرے سانس لے کر اپنے آپ کو قابو پایا ورنہ آج تو سلیپ ہونے کے پورے پورے امکانات تھے۔

"چاچا اختر کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔"

کبیر دو گھنٹے بعد ان کی طرف آیا تو مراد سے پوچھا۔ کوکب صائمہ کے پاس تھی۔

"شکر ہے اللہ کا ان کو ہوش آگیا ہے مگر ابھی آکسیجن لگی ہوئی ہے ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ دو

دن ان کو ہسپتال میں ہی رکھیں گے صائمہ کو ہوش آیا۔۔۔"

اور آہستہ آواز میں اسے تفصیل بتائیں۔

"نہیں مگر ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ ان شاء اللہ گھنٹے تک ہوش آجائے گا اس کی ڈاکٹر نے

خاتون فیملی ممبر کو بلایا ہے۔۔۔۔۔"

کبیر نے اسے آگاہ کیا۔

"تو تم کوکب کو بھیج دیتے وہ ڈاکٹر سے بات کر لیتی۔ ماں جی کو تو کچھ سمجھ نہیں آئے

گی۔۔۔" Support@classicurdu material.com

مراد نے حیرت سے کہا۔ https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

"میں نے سوچا پہلے تم سے بات کر لو پھر جو تم کہو ہو ویسا کر لیں گے۔۔۔۔"

کبیر نے سادگی سے جواب دیا۔

"مجھ سے پوچھنے والی اس میں کیا بات تھی کوکب میری بیوی ہے اور تم میرے بھائی تمہیں اگر

میں وہاں چھوڑ کر آیا ہوں تو اسی وجہ سے تم وہاں سب کچھ سنبھال لوں آئندہ مجھ سے کچھ

پوچھنے کی غلطی نہیں کرنا وہی کرنا جو ٹھیک لگے۔ قمر واپس چلا گیا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔"

مراد کی آواز میں خفگی تھی اسے بالکل اچھا نہیں لگا کہ کبیر یو اس سے پوچھ رہا تھا۔  
 "کہاں یار وہ تو وہی فرش پر مسلسل سر جھکائے بیٹھا ہے میں نے اتنی کوشش کی ہے اسے  
 بھیجنے کی مگر وہ تو جیسے اسے ہوش میں ہی نہیں۔۔۔"۔

کبیر کے لہجے میں دکھ تھا اسے قمر کی حالت برداشت نہیں کرنی ہو رہی تھی جگنو کے حوالے  
 سے وہ ان سب کو بہت عزیز تھا۔

"جانتا ہوں جتنی محبت وہ صائمہ سے کرتا تھا ہماری سوچ سے بھی اوپر تھا۔ ہمارے باپ کے  
 غلط فیصلے نے ہماری بہن کو کس اذیت سے دوچار کیا کیا میں سوچتا ہوں تو میری جان نکلنے  
 لگتی ہے۔۔۔"۔

مراد گئی آنکھوں میں بات کرتے ہوئے آنسو آگئے وہ قمر کی محبت کا گواہ تھا۔  
 "اپنے آپ کو سنبھالوں میں چلتا ہوں اور کوکب کو ڈاکٹر کے پاس بھیجتا ہوں پھر جو بات ہوگی  
 میں فون پر تمہاری کوکب سے بات کروا دوں گا۔۔۔"۔

کبیر اسے کہہ کر واپس چل پڑا۔ ماں جی وہیں قریبی بینچ پر بیٹھیں تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ مراد  
 انہیں صائمہ کے پاس لے کر گیا تھا اور پھر آدھے گھنٹے بعد واپس لے آیا اس نے بہت  
 مشکل سے ماں جی کو چپ کروایا تھا ورنہ وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔

"آپ کا مریضہ سے کیا رشتہ ہے۔۔۔"۔



کوکب ڈاکٹر کے کیبن میں گئی تو ڈاکٹر نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ کوکب نے بتایا تو وہ چند لمحے اسے دیکھتی

رہیں۔

"آپ لوگ کس طرح کے ظالم لوگ ہیں شادی کے بعد ایک بار بھی آپ نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ مریضہ کن حالات میں رہ رہی ہے اس کے شوہر نے اتنا برا تشدد کیا ہے اس پر پورے جسم پر زخموں کے نشانات ہیں ایسے لگتا ہے جیسے کسی سخت چیز سے اسے مارا گیا ہو۔۔ مجھے بتائیں اس صائمہ کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔۔۔"۔؟

ڈاکٹر نے کوکب کو بتایا تو وہ جی جان سے لرز گئی اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ صائمہ ان حالات سے گزر رہی ہوگی جب بھی فون پر بات ہوئی اس نے ہمیشہ یہ ہی کہا کہ وہ خوش ہے۔

"ڈاکٹر صاحب شادی کو تقریباً سات مہینے ہو گئے ہیں۔۔۔"

"سات مہینے۔۔ ایک لمبا عرصہ کیا آپ نے اس سے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی یا ڈاکٹر کے پاس لے کر جانے کی کوشش نہیں کی کہ وہ ابھی تک ماں کیوں نہیں بن سکی۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر کوکب نے چونک کر دیکھا۔۔

"میری بات ہوئی تھی اور میں نے اسے کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر کو چیک کروائے جس پر صائمہ نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر کے پاس گئی ہے اور ڈاکٹر نے کہا ہے سب کچھ ٹھیک ہے۔۔۔۔"

کوکب ڈاکٹر کی بات سے پریشان ہوتی جلدی سے بتانے لگی ابھی تو ڈاکٹر نے نفی میں سر ہلایا جیسے انہیں یقین ہو کہ صائمہ نے جھوٹ بولا تھا۔

"صائمہ نے یقیناً آپ لوگوں سے غلط بیانی کی ہوگی۔۔۔ میں نے اس کا مکمل چیک کیا ہے آپ کی نند شادی کے سات ماہ بعد بھی باکرہ ہے دوسرے لفظوں میں آپ کی نند کا شوہر نامرد ہوگا اور اپنی اسی کمی کی وجہ سے وہ صائمہ کو تشدد کا نشانہ بناتا ہو گا۔۔۔۔"

ڈاکٹر نے اس کے حواسوں پر بجلی گرائی۔ کوکب حیرت کے مارے منہ کھولے ڈاکٹر کو دیکھے گئی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ صائمہ نے اتنی بڑی بات اس سے چھپائی تھی۔

وہ ڈاکٹر کے کعبین سے نکلی تو آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے کبیر تیزی سے اس کے

قرب آیا اور پوچھنے لگا کوکب نے نفی میں سر ہلایا۔

"سب کچھ ٹھیک ہے بھائی بس اس کے اوپر ہونے والے ظلم کا سن کر رونا آگیا آپ مراد کو فون کر کے بتا دیں گے سب کچھ ٹھیک ہے ڈاکٹر کہہ رہی ہے کہ کچھ دیر تک صائمہ کو ہوش آ جائے گا۔۔۔۔"

کبیر کو بتاتے ہوئے اس کی نظر دور بیٹھے قمر پر پڑی جو انہیں کی طرف متوجہ تھا اور سر اٹھائے انہیں دیکھ رہا تھا۔ صبح سے ابھی تک وہ ایک ہی زاویہ میں بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے

پر اتنی ویرانی چھا گئی تھی کوکب بھی حیران تھی۔ وہ سب جانتے تھے کہ قمر صائمہ سے محبت کرتا تھا مگر ایسی شدت کی چاہ۔۔۔ ایسے لگتا تھا جیسے صائمہ کے جسم پر لگنے والے ہر زخم کا درد قمر اپنی روح پر محسوس کر رہا ہے۔

رات کو آٹھ بجے جا کر کہیں صائمہ کو ہوش آیا تو سب نے شکر کا کلمہ ادا کیا۔ اس کے ہوش میں آتے ہی ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد روم میں شفٹ کر دیا۔ کبیر نے کال کر کے مراد کو بتایا تو وہ کچھ دیر بعد ماں جی کو لے کر وہی آگیا۔ ابا جی نیند کے انجکشن کے زیر اثر سو رہے تھے اس لیے نرس کو بتا کر وہ اطمینان کرتا بہن کے پاس آیا تھا۔

"مجھے آج پتہ چلا صائمہ کہ تمہارا بھائی تمہارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔۔۔۔"

مراد اندر گیا تو صائمہ کے قریب جا کر ماتھے پر پیار کرتا ناراضگی سے بولا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بھائی۔۔۔ آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔۔۔"

صائمہ کی نقاہت زدہ آواز آرہی تھی مراد نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسی ہی بات ہے ورنہ تم اپنے بھائی سے کچھ بھی نہیں چھپاتی تھی چھ مہینے تم نے اس ظالم انسان کا ہر ظلم برداشت کیا اور ایک بار بھی گھر میں کسی کو بتانے کی زحمت نہیں کی باقی سب کو تو چھوڑوں میں تو تمہارا دوست بھی تھا بھائی کو ایک سائیڈ پر رکھ کر دوست سمجھ کر ہی مجھے اپنی ہر اذیت اور دکھ بتا دیتی تو آج شاید تم یہاں اس بستر پر لاچار نہ پڑی ہوتی۔۔۔۔"

مراد کا لہجہ بات کرتے ہوئے بھرا گیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بھائی ابا جی نے شادی کے وقت کہا تھا کہ اب وہی میرا گھر ہے اور مجھے اپنا ہر دکھ سکھ وہی اس گھر میں رہ کر جینا ہے پھر میں کس طرح ان کے حکم کی خلاف ورزی کر سکتی تھی۔۔۔"۔

"تم پاگل ہو گئی ہو صائمہ۔۔۔ شادی کر دینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا تا کہ بیٹی سسرال میں رہ کر جانوروں کی طرح مار کھائے اور پھر بھی گھر بسانے کی کوشش کرتی رہے ابا جی نے کہا بھی تھا تو اس کا یہ مطلب کہیں نہیں تھا کہ تم اس شخص کا ہر ظلم و ستم برداشت کرتی رہتی اگر ابا جی کو تمہاری قدر یا محبت نہ ہوتی تو اس وقت وہ ہاسپٹل میں بستر پر نہ ہوتے۔ تمہارے دکھ نے انہیں اتنی تکلیف دی کہ انہیں ہارٹ اٹیک آگیا تھا۔۔۔"۔

مراد آہستہ آواز میں اسے غصے سے بتا رہا تھا صائمہ باپ کی حالت کا سن کر تڑپ کر بستر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر مراد نے اسے کندھوں سے تھام کر واپس لٹایا بھائی پلیز مجھے ابا جی کو دیکھنا ہے ایک بار صائمہ تڑپ کر رو دی۔

مراد کے باہر آنے کے بعد کوکب اندر گئی تو صائمہ درد سے کراہ رہی تھی۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی صائمہ۔۔۔ اتنے مہینے خاموشی سے سارے مظالم برداشت کیے اور کسی کو خبر نہیں ہونے دی۔۔۔ اس بات کو میں نظر انداز کر بھی دو تو تم نے اپنے ساتھ جو زیادتی کی ہے میرا دل کر رہا ہے کہ تمہارے زخمی منہ کا لہاظ کیے بغیر ایک لگا دو۔۔۔۔۔ تمہارا

شوہر تمہارے حقوق پورے کرنے کے قابل نہیں تھا۔۔۔ تم نے اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی۔۔۔"

کوکب کے منہ سے نکلے الفاظ پر صائمہ سن ہو گئی۔ اسے امید نہیں تھی کہ یوں بے مایہ ہو گی۔  
"میں اپنا لباس کیسے تارتا کرتی۔۔۔"

صائمہ کی آواز میں کرب تھا۔

"یہ تمہارے ساتھ دھوکہ تھا۔۔۔ وہ شخص کیسے یوں کسی کی زندگی برباد کر گیا۔۔۔ اپنی خامی کے متعلق جاننے کے باوجود اس نے تمہیں اس جہنم میں گھسیٹ لیا۔۔۔"

کوکب غصے میں دانت پر دانت جمائے غرائی۔

"جانتی ہوں کوکب۔۔۔ اپنے منہ سے کیسے بتاتی۔۔۔ ہم لڑکیاں شرم کی حدود میں قید اب برداشت کر جاتی ہیں۔۔۔"

صائمہ درد کی وجہ سے بات کرتے رو دی۔  
<https://www.facebook.com/classicurduMaterial/>

"صائمہ۔۔۔ پڑھے لکھے ہونے کا کیا فائدہ۔۔۔۔۔ اللہ نے جب عورت کو حق دیا ہے شوہر کو ناپسندیدگی پر چھوڑنے کا تو تم کون ہوتی تھی سب نا حق برداشت کرنے والی۔۔۔"

کوکب کا بس نہیں چل رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے۔

"ہمارا معاشرے ایسی لڑکیوں کا جینا حرام کر دیتا ہے اور ہم اس معاشرے کے ڈر سے ناجائز برداشت کر جاتی ہیں۔۔۔۔۔"



صائمہ کی بات سن کر کوکب نے گہرہ سانس لے کر خود کو نارمل کیا۔ صائمہ کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ کوکب اس سے مزید بحث کرتی۔

"ابا جی اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تمہاری طبیعت پہلے ہی خاصی خراب ہے۔۔ میں صبح تمہیں ابا جی کے پاس لے جاؤ گا۔۔۔"

مراد نے اسے تسلی دیتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کیے۔ یہ تکلیف کی وجہ سے وہ دوسرا بازو بھی بمشکل ہلا پا رہی تھی جبکہ ایک سائیڈ پر ہاتھ پر پلستر چڑھا ہوا تھا۔

"میں ماں جی کو بھیجتا ہوں کوکب اور کبیر بھی باہر ہیں۔۔۔۔"

وہ چاہ کر بھی اس کے سامنے فی الحال قمر کا نام نہیں لے سکا جو اس کو ایک نظر دیکھنے کی آس میں بار بار بے بسی سے مراد اور کبیر کو ملتجی نظروں سے دیکھتا مگر وہ دونوں اس سے نظریں چرا رہے تھے۔

"ماں جی آپ جائیں مل لیں صائمہ ک پھر کبیر آپ کو گھر واپس لے جائے گا۔۔۔۔ یہاں پر صائمہ کے پاس کوکب ہے آپ گھر جا کر آرام کر لیں۔۔۔ صبح پھر کبیر کے ساتھ آجائیے گا۔۔۔۔"

مراد باہر آیا اور ان کے قریب کھڑے ہو کر دھیمی آواز میں بات کرنے لگا۔ ماں جی نے ایک نظر قریب ہی سر جھکائے بیٹھے قمر پر ڈالی اور چلتے ہوئے اس کے قریب آئیں ذرا سا جھک کر اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا اور ہلکا سے کھینچا۔

قمر نے سوالیہ نظروں سے ماں جی کو دیکھا مگر وہ اسے نظر انداز کیے ہاتھ سے کھینچ کر اٹھاتیں صائمہ کے کمرے کی طرف بڑھنے لگیں۔ وہاں کھڑے نفوس نے حیرت سے ماں جی کو دیکھا تھا۔

"جا جا کر اسے دیکھ کر اپنی تسلی کر لیں۔۔۔"

ماں جی نے دروازے کے قریب پہنچ کر اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولی تو وہ حیرت سے ان کو دیکھنے لگا اور پھر بے اختیار ہی روتا ہوا ان کے گلے لگ گیا۔ ماں جی نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر تھوڑا پیچھے کیا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بہت محبت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"تو بھول رہا ہے قمر۔۔۔ تو میری بہن کا بیٹا بھی ہے اس حوالے سے اندر لیٹی وہ لڑکی تیری رشتہ دار بھی ہے اور خالہ کی بیٹی کی حیثیت سے تیرا حق ہے تو بیماری میں اس کی مزاج پر سی کرے۔ چل جا اندر پھر میں نے بھی اپنی بیٹی کو دیکھنا ہے۔۔۔۔"

وہ نرمی سے گویا ہوئی۔ قمر نے ان کے دونوں ہاتھ تھام کر بوسہ دیا اور آنسو صاف کرتا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا جہاں صائمہ آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ابھی بھی تکلیف میں ہے۔

قمر بیڈ کے قریب پہنچ کر خاموشی سے کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا صائمہ کو کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اپنے سر کو حرکت دیتے گھما کر آنے والے کو دیکھا اور اپنے سامنے کھڑے قمر کو دیکھ کر اذیت سے آنکھیں میچ گئی۔

"جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ فاطمہ آئی ہوئی ہے اور اس کی فرمائش ہے کہ جب تم ٹھیک ہو کر آؤں تو میں تم دونوں کو پیزا اور زنگر کھلاؤ جیسے ہمیشہ کھلاتا تھا۔۔۔"

قمر نے بشکل لہجہ بلباش بنانے کی کوشش کی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی مگر آنکھوں میں اذیت رقم تھی صائمہ نے بہت بہمت کر کے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"میں ڈبل زنگر کھاؤ گی اور ایک بڑی بوتل کولڈ ڈرنک بھی اور میرے لیے سپیشل فریش پائن اپیل کیک بھی لانا اور خبردار جو تم نے میرے کیک پر نظر رکھی۔۔۔"

صائمہ اپنے سارے درد بھلائے چہرے پر مسکراہٹ سجاتی بولی تو قمر کا دل کچھ پرسکون ہوا۔ چند لمحے یوں ہی اسے دیکھنے کے بعد وہ واپس باہر نکل گیا۔

صائمہ گہرا سانس لیتی اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو روک نہیں سکی۔ تکلیف کی شدت سے ہاتھ چہرے تک لے کر جانے میں شدید دشواری ہو رہی تھی مگر آنسوؤں کو چھپانا مقصود

تھا۔ اس لئے درد برداشت کرتی چہرہ صاف کرنے لگی۔ ماں جی کو کب کے ساتھ ہی اندر آئی تھی کوکب نے بہت غصے سے اسے دیکھا۔

"کیسی ہے میری دھی اپنی۔۔۔ ماں کو بھی پرایا کر دیا مجھے تجھ سے امید نہیں تھی صائمہ کے تو اپنی ماں کے ساتھ بھی غیروں والا سلوک کرے گی۔۔۔"۔۔۔  
ان کے لہجے میں شکوہ اور آنکھوں میں درد تھا۔  
"ماں جی پلیز آپ ایسی باتیں نہیں کریں۔۔ میں آپ لوگوں کو بس دکھ سے بچانا چاہتی تھی۔۔۔"

"میری دھی یہ تو ہمیں دکھ سے نہیں بچا رہی تھی بلکہ جیتے جی قبر میں اتارنے کا بندوبست کر رہی تھی اگر شروع میں ہی ہمیں بتا دیتی تو آج نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔۔۔"۔۔۔  
ان کی آواز میں نرمی بدستور موجود تھی۔ دل ہی دل میں وہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہی تھی کہ ان کی بیٹی زندہ سلامت ان کی نظروں کے سامنے موجود تھی۔  
کوکب نے قریب ہو کر ان کے کان میں ڈاکٹر کی کہی گئی بات دہرا دی جس پر انہوں نے حیرت سے کوکب کو دیکھا۔ کوکب نے اثبات میں سر ہلایا وہ ماں تھیں اور اس بات کا جاننا ان کے لئے ضروری تھا۔

"صائمہ تو نے کتنا ظلم کیا اپنے اوپر اگر وہ انسان تیرے قابل نہیں تھا تو میری دہی یہ بات تجھے فوراً ہی مجھے بتانی چاہیے تھی یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی کہ جس کے ٹھیک ہونے کا انتظار کرتی۔۔۔۔۔"

صائمہ ان کو منہ کھولے پریشانی سے دیکھنے لگی۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ شاید ڈاکٹر نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔

"ماں جی وہ میرا شوہر ہے میرا لباس میں کیسے اپنے آپ کو بے پردہ کر دیتی۔۔۔ ایک حادثے نے انہیں اس حال تک پہنچا دیا تھا۔۔۔ ان کی والدہ نے زبردستی ان کی شادی مجھ سے کر دی۔۔۔ شادی پہلے دن وہ مجھ سے بہت شرمندہ تھے مگر شاید ان کی کمزوری نے انہیں بے بس کر دیا اور وہ اپنی تکلیف کا ازالہ مجھے تکلیف دے کر کرنے لگے۔۔۔ میں بھی صرف اس لئے برداشت کرتی رہی ماں کیوں کہ اللہ نے انہیں میرے نصیب میں لکھ دیا تھا پھر میں کس طرح ان سے منہ موڑتی۔۔۔۔۔"

وہ بات کرتے ہوئے رو دی۔ کوکب نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ صاف کیا اور ماتھے پر آئے بال پیچھے ہٹا کر اس کا دوپٹہ ٹھیک سے سر پر لپیٹا۔

:میرا بچہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ آپ چپ چاپ ظلم کو برداشت کرو۔۔۔ یہ تمہارے ساتھ ناانصافی تھی اس میں تمہارا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ کیوں تم پاگلوں کی طرح اس کا ہر ظلم برداشت کرتی رہی صرف اس لئے کہ اللہ نے اسے تمہاری زندگی میں شوہر کا مقام دیا تھا



--- تم نے یہ نہیں سوچا کہ ان لوگوں نے تمہارے ساتھ دھوکا کیا اور تمہیں اسی دھوکے کے پیش نظر اپنی ماں کو ساری سچائی دوسرے دن ہی بتا دینی چاہیے تھی پھر باقی ہم خود سنبھال لیتے۔۔۔"

ماں جی زندہ ہی آواز اور گلوگیر لہجے میں مخاطب تھیں۔

"ماں جی اگر میں یہ سچائی آپ لوگوں کو بتا دیتی تو اس میں آپ لوگوں کی بھی عزت کا سوال تھا۔۔۔۔ لوگ کہتے کی بیٹی دو دن گھر نہیں بسا سکی۔۔ میرے باپ کی نظر جھک جاتی اور میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی ماں کے وہ نظر جھکا کر چلیں۔۔۔۔"

اس کی آواز مستحکم تھی۔ ماں جی نے آگے بڑھ کر کر اپنی بیٹی کا چہرہ چوم لیا جو ان کی عزت کی خاطر اتنا سب کچھ برداشت کر گئی تھی۔

"صائمہ تمہارے شوہر نے خودکشی کر لی ہے۔۔۔"

مراد ایک دم دروازہ کھول کر تیزی سے اندر داخل ہوا اور پریشانی سے بولا۔ صائمہ اس کی بات سن کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ بے شک اس شخص سے محبت نہیں تھی مگر ان کے درمیان بننے والے رشتے کی بدولت اس شخص کے لئے اس کے دل میں بہت احترام تھا۔

"ماں آپ سب مجھ سے وعدہ کریں یہ بات ہمارے گھر سے باہر نہیں نکلے گی میں نہیں چاہتی کہ وہ قبر میں بھی تکلیف میں رہیں۔۔۔"

روتے ہوئے وہ بولی تو مراد نے سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھا مگر کوکب نے نفی کا اشارہ کیا۔  
یہ بات اب وہ خود بھی اپنے شوہر کے سامنے دہرانا انہیں چاہتی تھی کیونکہ جانے والا اس دنیا  
سے جا چکا تھا۔

"اما میں آج یونی سے اپنی دوست کی طرف جاؤ گی میری کچھ چیزیں اس کے پاس پڑی ہوئی  
ہے مجھے وہ لینے ہے۔۔۔۔"

تیار ہو کر نیچے آکر میری نے منزہ بیگم کو بتایا تو انہوں نے ایک نظر اس گریڈ کو دیکھا آج کل وہ  
ماہم کی طرح حجاب لینے کی کوشش کرتی تھی۔

"بیٹا میں آپ کی دوست کو نہیں جانتی۔۔۔ آپ ایسا کرو یہاں کاپی پر اس کا نام اور فون نمبر  
لکھ کر جاؤ بلکہ گھر کا پتہ بھی لکھ دو تاکہ مجھے پریشانی نہ ہو ویسے اگر تم یونی سے واپسی پر  
سحان یا شعبان کے ساتھ جاؤں گی تو مجھے خوشی ہوگی۔۔۔۔"

ان کے لہجے میں میری کے لئے محبت تھی۔ میری نے مسکرا کر منزہ بیگم کو دیکھا جو بات  
کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ٹیبل پر میری کے لیے ناشتہ بھی لگا رہی تھی۔

ماہم کچھ دیر پہلے ہی عفان کے ساتھ یونی جانے کے لیے نکلی تھی اس کا پہلا لیکچر ضروری تھا  
سحان اور شعبان ابھی تک تیار ہو کر نیچے نہیں آئے تھے۔

"اما اس کا گھر یونی سے قریب ہی ہے اور سجان اور شعبان کو یونی کے بعد میچ کھیلنے کے لیے جانا ہوتا ہے میری وجہ سے وہ دونوں بھی ڈسٹرب ہوں گے۔۔ میں آپ کو ایلس کے گھر جا کر فون کر دوں گی اور واپسی پر سجان سے کہو گی وہ مجھے پک کر لے گا۔۔۔"

میری نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ انہیں میری کی یہ عادت بہت اچھی لگتی تھی کہ وہ آرام سے ان کی بات سمجھی جاتی تھی آج تک اس نے ان کے سامنے ضد نہیں کی تھی وہ تو حیران ہوتی کیوں کہ میری کے والد کی بتائی ہوئی باتوں کے الٹ ہی سب کچھ دیکھنے کو مل رہا تھا۔

"یہ کیا میڈم آپ نے ابھی ناشتہ مکمل نہیں کیا آپ کی وجہ سے روزانہ ہمیں دیر ہو جاتی ہے برائے مہربانی ذرا تیز منہ چلائیں اور یہ ناشتہ ختم کریں۔۔۔"

سجان اور شعبان نیچے آئے تو اسے ناشتہ کرتے دیکھ کر سجان کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی شعبان نے زور سے ایک تھپڑ اس کی کمر پر لگایا۔

"انسان بن جا کیا صبح صبح اس کے ساتھ لڑنا شروع کر دیتا ہے۔۔ خود تو نے ابھی ناشتہ کا ایک نوالہ نہیں لیا اور اس کے پیچھے پڑ گیا ہے۔۔۔"

شعبان اس کی اس عادت سے تنگ آ گیا تھا اس لیے غصے میں دھاڑا سجان نے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر اسے گھور کر دیکھا۔

"میرا ناشتہ دو منٹ میں مکمل ہو جاتا ہے جب کہ یہ بلی آدھا گھنٹہ لگا دیتی ہے ناشتہ ختم کرنے میں۔۔۔"

وہ بوکھلا کر کرسی کھینچتا دھپ کر کے کرسی پر بیٹھا اور پراٹھا انڈہ سامنے کر کے بڑے بڑے نوالے توڑ کر منہ میں ڈالنے لگا۔ بیگم منزہ نے گھور کر اپنے بیٹے کی اس حرکت کو دیکھا مگر وہ لاپرواہ بنا خاموشی سے ناشتہ کرنے میں لگن تھا۔

"یہ جو تم ایک پراٹھے کے چار نوالے بنا کر کھاتے ہو ہو تمہارا معدہ اس کو کس طرح ہضم کرتا ہے۔۔۔"

میری اسے بڑے بڑے نوالے توڑ کر کھاتے ہوئے دیکھتی بولنے سے خود کو نہیں روک سکی۔  
"میرے پاس تمہارے طرح فضول ٹائم نہیں ہے ضائع کرنے کے لئے۔۔۔"

وہ نوالہ توڑ کر منہ میں رکھتے ذرا غصے سے بولا تو میری زور زور سے ہنسنے لگی

کیا تکلیف ہے میں نے تمہیں کون سا لطیفہ سنایا ہے جو تمہارے دانت نکلنے لگے ہیں۔

"بات سنو! آج تک تم کبھی یونی جانے کے لیے ٹائم سے پہلے نیچے نہیں آئے ہمیشہ دس

منٹ پہلے نیچے آتے ہو اور دو منٹ میں ناشتہ ختم کر کے باہر دوڑتے ہو۔۔ مجھے نیچے آئے

ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے اور میں اتنی دیر سے ماما سے باتیں کرنے میں مصروف

تھی اس لیے میرا ناشتہ بھی لیٹ ہوا ہوا مگر تمہیں تو دو منٹ میں ناشتہ کرنے کی بیماری

ہے۔۔۔۔۔"

میری کہاں بدلہ رکھتی تھی فوراً ہی ساری بات اس کے منہ پر دے ماری۔

"ہاں ہاں جانتا ہوں --- میں اچھی طرح جو تم ماما سے مذاکرات کر رہی ہوتی ہو۔۔۔"

وہ آخری نوالے میں باقی بچا انڈا لپیٹتے شرارت سے بولا۔ میری نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا مگر سجان کی آنکھوں کی چمک اسے سر جھکانے پر مجبور کر گئی۔ سجان نے فدا ہوتے محبت سے دیکھا۔ میری کے چہرے پر پھیلنے والی سرخی منزہ بیگم کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکی تھی۔۔

شام کو واپسی پر میری کو اسکی دوست کے گھر سے لے لینا میری بیٹا آپ اپنے دوست کا پتہ سجان کے فون پر بھیج دو تاکہ اسے ڈھونڈنے کے لئے پریشان نہ ہونا پڑے۔

ان کی ہدایت پر میری نے فوراً ہی فون اٹھا کر پتہ لکھ کر سجان کو ٹیکسٹ کیا تو انہیں اطمینان ہوا۔ سجان نے فون اٹھا کر ایک نظر میسج پر ڈالی اور مطمئن ہو گیا۔

میری یونی سے پیدل ہی ایلس کے گھر کی جانب جب چلنے لگی۔ آج ایلس نے چھٹی کی تھی اس لیے میری اکیلے ہی جارہی تھی ورنہ اس کا ارادہ ایلس کے ساتھ اس کے گھر جانے کا تھا۔ ایلس کا گھر دس منٹ کی واک پر تھا وہ سر جھکائے خاموشی سے اپنی دھن میں لگن جارہی تھی جب اسے اپنے قریب قدموں کی آواز آئی اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور ٹھٹک کر رکی۔

"انکل ڈیوڈ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔"





اسی وقت شہباز صاحب کا فون بجا انہوں نے دیکھا سبجان کی کال تھی۔

"کیا مطلب وہاں نہیں آئی --- تم دوبارہ پوچھو ان سے وہ تمہاری ماما کو ایلس کے گھر جانے کا ہی بتا کر گئی ہے۔۔۔۔۔"

شہباز صاحب سجان کی بات سن کر پریشانی سے بولے جو انہیں بتا رہا تھا کہ میری ایلس کے گھر نہیں آئی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ صبح تمہاری ماما کو بتا کر گئی ہے۔۔۔ اتنے عرصے میں وہ کبھی بھی گھر سے بغیر بتائے نہیں نکلی اور نہ ہی اس نے کسی معاملے میں غلط بیانی کی ہے۔۔۔"

سبحان کی بات سن کر وہ پریشانی سے بولے اور سبحان کو گھر آنے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔

"عفان نیچے آؤ جلدی سے۔" موبائل پر عفان کا نمبر ڈائل کر کے اسے فوراً نیچے اترنے کا حکم

دیا کچھ ہی دیر میں عفان کف فولڈ کرتا نیچے اترتا نظر آیا۔

"پاپا خیریت اتنی پریشان کیوں ہیں --"۔

"بیٹا میری صبح تمہاری ماما کو بتا کر گئی تھی کہ وہ آج یونی سے واپسی پر ایلس کے گھر جائے

گی مگر ابھی سجان اسے لینے کے لئے ایلس کے گھر کیا ہے تو ایلس کا کہنا ہے میری تو وہاں آئی ہی نہیں۔۔۔"۔

شہباز صاحب اب کے لہجے سے پریشانی عیاں تھی وہ شدید مضطرب تھے۔

عفان نے فوراً ہی میری کا نمبر نکال کر اسے کال کی مگر فون پاور آف آ رہا تھا عفان کو جھٹکا لگا۔

"پاپا میری کہاں جا سکتی ہے اپنی خالہ کی گھر جانا اسے پسند نہیں اتنے مہینوں میں وہ کبھی گھر سے فالتو باہر نہیں نکلی۔۔۔ اس کا موبائل بھی آف ہے۔۔۔ میرا خیال ہے ہمیں فوراً پولیس کو انفارم کر دینا چاہیئے۔۔۔"

عفان کی بات سن کر شہباز صاحب فوراً کھڑے ہو گئے اور عفان کو ساتھ چلنے کا کہا پولیس اسٹیشن پہنچے اور میری کی گمشدگی کی رپورٹ کروائی۔

"آپ کا ان سے کیا ریلیشن ہے۔۔۔"

پولیس کے پوچھنے پر شہباز صاحب نے ولیم کی ڈیوٹی اور قانونی طور پر میری کی سرپرستی کے متعلق انہیں آگاہ کیا۔ جس پر پولیس مین نے پیپرز لانے کے لئے کہا۔ کچھ ہی دیر میں عفان پیپرز لے کر واپس آیا اور تمام پیپرز پولیس کے حوالے کیے جن کی جانچ پڑتال کے بعد انہوں نے وہ پیپرز واپس کر دیے اور یقین دہانی کروائی کہ وہ جلد ہی میری کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ عفان موبائل سے میری کی پک ان کو ٹرانسفر کر چکا تھا۔

"حد ہو گئی ہے لوگوں میں شرم و حیا ختم ہو گئی ہے کیسے بچی کو مارا اس ظالم انسان نے اور اس کی ماں کو دیکھو مجال گئی ہے جو کبھی بیٹے کا ہاتھ روکا ہو انسانیت ہی ختم ہو گئی ہے۔۔۔"

صائمہ کو جب سے گھر لائے تھے آنے جانے والوں کا رش لگا ہوا تھا ہر کوئی ایسے ہی الفاظ سے ان لوگوں کو نواز رہا تھا۔

"خالہ میں نے آپ کو پہلے بھی سمجھایا ہے وہ اس دنیا سے جا چکا ہے۔۔۔ آپ کیوں اس کو قبر میں بے آرام کر رہی ہیں۔۔۔"

صائمہ نے نرمی سے انہیں ٹوکا جو کوئی بھی اس کے لئے برے الفاظ نکالتا تو وہ فوراً ہی اسے منع کرتی مگر لوگوں کی زبانی کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اس پر مارپیٹ کی داستان سارے گاؤں میں پھیل چکی تھی۔

"بیٹا تم کس زمانے کی باتیں کرتی ہو اس نے تمہارے ساتھ اتنا برا کیا اور تم ابھی بھی اس کی سائیڈ لے رہی ہو۔۔۔"

ان کو شدید غصہ آیا صائمہ کی طرف داری پر۔

"خالہ میں طرفداری نہیں کر رہی۔۔۔ جو شخص اس دنیا سے جا چکا ہوں پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنے پر اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے تو ہم کیوں اپنی زبان ناپاک کریں میں نے اسے

سچے دل سے معاف کر دیا ہے اس لیے میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی اس کے متعلق غلط بات کرے

صائمہ کا لہجہ اٹل تھا۔۔۔۔۔"

وہ ماں جی کو بتا چکی تھی کہ وہ عدت گزارے گی جس پر ماں جی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر اس نے صاف انکار کر دیا "وہ نہیں چاہتی تھی کہ شوکت کا راز کھلے۔ اگر وہ عدت نہ گزارتی تو جتنے منہ اتنی باتیں ہوتی جس راز پر اللہ نے پردہ ڈالا ہوا تھا اسے کیا ضرورت تھی اس کی تشہیر کرنے کی۔ قمر اس کے گھر آنے کے بعد ایک بار بھی نہیں آیا تھا اسے اندازہ تھا کہ وہ عدت میں ہے۔

"اباجی آپ آئیں بیٹھیں۔"

اسے گھر آئے ہوئے پندرہ دن سے زیادہ ہو گئے تھے مگر آج پہلی بار اختر صاحب کمرے میں اس کے پاس آئے تھے وہ ٹانگ پر پلستر کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر تھی اس لیے اپنے کمرے تک محدود رہتی۔

"مجھے معاف کر دو میرا بچہ میری وجہ سے تمہیں اس قدر تکلیف سے گزرنا پڑا میرے ایک غلط فیصلے نے تمہارے زندگی خراب کر دی۔۔۔"

وہ بات کرتے ہوئے رو دیے بیٹی کی تکلیف ان سے دیکھنے نہیں ہو رہی تھی انہیں اپنی غلطی کا احساس پوری شدت سے ہو رہا تھا۔



"اباجی آپ کیسی باتیں کرتے ہیں پلیز پریشان نہیں ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں میرے نصیب میں جو لکھا تھا مجھے وہی ملنا تھا آپ پریشان نہیں ہوں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔"

صائمہ تڑپ کر بولی بابا کی حالت اس کے لیے صدمے کا باعث تھی۔  
 "نہ میرا بچا میری غلطی کو تقدیر کے کھاتے میں نہ ڈالو۔۔۔ ہم انسان پہلے غلطیاں کرتے ہیں اور پھر اس کو تقدیر کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔۔۔ میری ضد اور ہٹ دھرمی نے آج تمہیں اس حال تک پہنچایا ہے میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔"  
 ان کا اندرونی خلفشار ان کے چہرے پر بھی نظر آ رہا تھا۔

"اباجی میں نے آپ سے کہا نا آپ کی کوئی غلطی نہیں آپ کیوں اپنے آپ کو قصور وار ٹھہرا رہے ہیں ایسے نہیں کرے مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔"  
 صائمہ ان کے قریب نہیں جاسکتی تھی اس بے بسی سے اسے رونا آگیا۔

"اباجی آپ مجھ سے وعدہ کریں آج کے بعد اس بات کے متعلق کچھ نہیں سوچیں گے آپ کی طبیعت بہت مشکل سے سنبھلی ہے اپنی بیٹی کی خاطر آپ اس بات کو بھول جائیں۔۔۔"  
 صائمہ کے لہجے میں ان کے لیے محبت اور فکر تھی۔ انہوں نے اٹھ کر قریب جا کر اس کے سر پر بوسہ دیا تو صائمہ نے ایک ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑ کر محبت سے بوسہ دیا۔

"اباجی مجھ سے وعدہ کریں اب آپ کچھ نہیں سوچیں گے۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں دیکھیں آپ کے سامنے ہنس رہی ہو باتیں کر رہی ہو مجھے آپ کی صحت چاہیے اگر آپ مجھے پتہ چلا کہ آپ کی طبیعت خراب ہو گئی ہے تو میں نے آپ سے ناراض ہو جانا ہے۔۔"

وہ بچوں کی طرح منہ پھلا کر نروٹھے پن سے بولی تو اختر صاحب نے مسکرانے کی کوشش کی اور اس کا سر تھپکتے سر ہلا کر باہر نکل گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی صائمہ نے کب سے روک کر رکھے آنسو بہنے دیئے۔

"اے بہن یہ ویل چیئر اس لئے منگوائی ہے کہ اس پر بیٹھ کر تم باہر نکلو کم سے کم بندہ آواز ہی دے دیتا ہے۔۔"

فاطمہ کمرے میں داخل ہوئی تو صائمہ کو دیکھ کر گرکھتے ہوئی بولی۔

"کس کو آواز دیتی کو کب کام کرنے میں مصروف تھی اور اماں جی نے مجھے اکیلی کو اٹھا کر کرسی پر بٹھانے میں مدد نہیں کر سکتیں۔۔ مراد بھائی شہر گئے ہوئے ہیں دوائیاں لینے اور تم صبح سے ابھی تشریف لا رہی ہو۔۔۔۔"

صائمہ کا لہجہ بات کرتے ہوئے بشارت تھا۔

"سوری یار تمہیں پتا ہے جگنو بہت تنگ کرتا ہے۔۔ بس اسی کے ساتھ مصروف تھی۔۔ جیسے ہی وہ سویا میں یہاں آگئی۔۔"

فاطمہ بے چاگی سے بولی تو صائمہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ مخلص رشتے بھی اللہ تعالیٰ کی ایک ایک بڑی نعمت ہیں۔

کوکب اور فاطمہ نے مل کر اسے سے کچھ ہی دنوں میں اس اذیت ناک سفر سے نکال دیا تھا۔ ان کی دن رات کی محنت رنگ لائی اور صائمہ کے چہرے پر مسکراہٹ لوٹ آئی تھی۔ اس نے اپنے آپ سے عہد کیا تھا کہ اب وہ پچھلی باتوں کو یاد کر کے اپنے آپ کو تکلیف نہیں دے گی۔ پچھلا باب اس نے اپنی زندگی سے پھاڑ کر پھینکنے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلے پر عمل درآمد بھی کیا یہ اور بات کہ روز ہی کوئی نہ کوئی آکر اس کے زخم ادھیڑنے کی کوشش کرتا مگر وہ مسکرا کر ان باتوں کو انکسور کر دیتی۔ تاکہ اس کے ماں باپ اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ دیکھ کر اپنے آپ کو قصور وار سمجھنا چھوڑ دیں۔

"چلو پہلے میں تمہارے کپڑے چینج کروا دوں پھر بال بنا کر باہر چلتے ہیں۔۔"

فاطمہ اٹھ کر اس کی الماری کی جانب بڑھتے ہوئے بولیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ اس کو کپڑے چینج کروا کے بال بنا کر صائمہ اپنے ایک پاؤ اور ایک ہاتھ کی مدد سے زور لگاتی ہے تھوڑا سا اٹھی تو فاطمہ نے اس کی مدد کر کے اسے ویل چئیر پر بٹھایا گرمیوں کا موسم جاتے ہوئے سردیوں کے موسم کا استقبال ہلکی سی بارش سے کر رہا تھا۔

صائمہ نہ فاطمہ کے ساتھ باہر آئیں تو ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی کوکب پکوڑے بنا رہی تھیں ماں جی وہی برآمدے میں بیٹھی تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں جبکہ مراد اور اختر صاحب کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔

"شکر ہے میری دھی بھی کمرے سے باہر نکلی فاطمہ دیکھو آج اس کا چہرہ صاف لگ رہا ہے زخموں کے نشان ہلکے ہلکے رہ گئے ہیں انشاء اللہ وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔۔۔"

ماں جی اس کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے محبت سے بولیں۔

"جی ماں جی فکر نہیں کریں انشاء اللہ کچھ دنوں میں بالکل ٹھیک ہو جائے گی اب تو اگلے ہفتے پلستر بھی کھل جائے گا پھر کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔"

"ماں جی قمر باہر کھڑا ہے اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔۔۔"

فاطمہ کے موبائل پر میسج آیا تو پڑھنے کے بعد ماں جی کو مخاطب کیا تو انہوں نے ایک نظر صائمہ کو دیکھا جس کے چہرے کا رنگ فوراً ہی بدلا تھا۔

"جا بلا کر لے آند رہا کیوں کھڑا ہو گیا ہے اب اپنی خالہ کے گھر بھی پوچھ کر آئے گا پہلے ہی کتنے مہینوں بعد شکل دکھائی اس نے دوسروں کے کیے کی سزا اپنی خالہ کو دیتا رہا۔۔۔"

وہ بولتے ہوئے آبدیدہ ہو گئی۔ جب سے چاچا اختر نے صائمہ کا رشتہ دوسری جگہ پے کیا تھا قمر نے اس گھر سے منہ ہی موڑا لیا تھا۔ انہیں قمر مراد کی طرح ہی عزیز تھا اس کی بے رخی نے انہیں بہت رلایا تھا۔

"اسلام علیکم۔" قمر نے قریب آکر سلام کیا تو ماں جی نے ہلکی آواز میں سلام کا جواب دیا۔  
 "آج میرے پتر کو کیسے خالہ کی یاد آگئی۔۔۔ میرا تو دل کر رہا ہے کہ جوتالے کر تیرا سر گنجا کر  
 دو۔۔۔ تجھے ایک بار بھی خالہ کا دھیان نہیں آیا آج کتنے مہینوں بعد تو نے اس گھر میں قدم رکھا  
 ہے ایک بار بھی خالہ کے متعلق نہیں سوچا کہ وہ تجھے کتنا یاد کرتی ہوگی۔۔۔۔۔"۔  
 ماں جی نے دل بھر کے بھڑاس نکالی۔

"خالہ مجھے معاف کر دیں آخری غلطی سمجھ کر آئندہ ایسی کوتاہی نہیں ہوگی۔۔۔"۔  
 وہ صائمہ کی طرف قمر کیے ان کے قریب بیٹھ گیا۔

صائمہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ کوکب اسے سے قمر کی حالت کے متعلق بتا چکی تھی  
 کہ کس طرح وہ پاگلوں کی طرح دن رات ہاسپٹل میں اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیٹھا رہا

Support@classicurdumaterial.com

"قمر مراد بتا رہے تھے کہ تمہاری جاب کا بندوبست بھی ان کی فیکٹری میں ہی ہو گیا ہے اس  
 لیے تم اپنی ساری تیاری مکمل کر لینا اس بار تم ہمارے ساتھ چلو گے۔۔۔"۔

کوکب ہاتھ میں رُے لیے باہر آئی جس میں پکڑوں کے ساتھ چائے کا اضافہ بھی ہو چکا تھا۔  
 قمر کا دل ڈوب گیا ایک بار پھر اسے صائمہ سے دور جانا پڑے گا یہ سوچ کر اسے کچھ ہونے  
 لگا۔

"کیا بات ہے تمہیں خوشی نہیں ہوئی کوئی ایسے منہ بنا کر بیٹھے ہو۔۔۔"۔



فاطمہ نے پوچھا تو کمر نے ایک نظر بہن کو دیکھا فاطمہ کو اس کی آنکھوں سے اندازہ ہوا کہ وہ کیوں منع کر بیٹھا ہے۔

"پریشان نہیں ہوں اب تمہاری امانت کہیں آگے پیچھے نہیں جائے گی اس بات کا بندوبست کر کے یہاں سے جائیں گے ہم۔۔۔"

فاطمہ نے اس کی تسلی کر آئی۔ جس پر اس نے ذرا حیرانگی سے بہن کو دیکھا کیونکہ اسے فاطمہ کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اوہو! مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ تمہاری شادی کی ڈیٹ فلکس کر کے ہم یہاں سے جائیں گے۔۔۔ صائمہ کی عدت ختم ہونے کے فوراً بعد ہم بارات لے آئیں گے کیوں ماں جی میں ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔"

اپنی بات ختم کر کے اس نے ماں جیسے تائید چاہی۔ جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے گردن اثبات میں ہلائی۔ صائمہ کا چہرہ سرخ ہوا تو کوکب اور فاطمہ نے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔ اگر وہ عدت کا ڈرامہ نہ کرتی تو شاید اب تک قمر کے سنگ رخصت ہو چکی ہوتی۔

"ماں جی میں چلتا ہوں ایسے ہی کوئی آگیا تو باتیں بنائیں گے۔۔۔"

قمر جھینپتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے یہاں پر ہم کسی کی زبان نہیں پکڑ سکتے خود ہی ہر معاملے میں احتیاط برتنی پڑتی ہے۔۔۔ چل پتر اپنی ماں کو میرا سلام دینا۔۔۔"

ماں جی نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہاں۔ قمر ایک سرسری نظر صائمہ پر ڈال کر باہر نکل گیا صائمہ نے بے بسی سے دور تک اس کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

"تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ چپ کر کے میرے بیٹے سے شادی کر لو۔۔۔ پھر میں تمہیں یہاں سے آزاد کر دوں گا۔۔۔"

آج میری کو اغوا ہوئے دو دن گزر گئے تھے۔ دیوڈ مسلسل اسے بھوکا رکھ کر دباؤ ڈال رہا تھا تاکہ وہ اس کے بیٹے سے شادی کرے اور اس کی ساری جائیداد وہ اپنے بیٹے کے نام کروا سکے۔

جب وکیل نے بتایا کہ میری کی شادی ہوگی تو جائیداد میری کے نام تب ہی منتقل ہوگی۔ تب سے دیوڈ منصوبے بنانے میں مصروف تھا اور آخر کار بہت سوچ سمجھ کر اس نے میری کے اغوا اور پھر اپنے بیٹے کے ساتھ اس کی شادی کا منصوبہ بنایا اور اسے مکمل کرنے کے لیے

میری کو یونی کے باہر سے اغواء کیا تھا۔

"آپ کی غلط فہمی ہے کہ میں آپ کی کوئی بات مانو گی۔۔۔ آپ چاہے مجھے جان سے مار دیں میں اس خبیث جیکسن سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔"

اچھا سوچ لو ابھی اگر میں نے یہاں پر تمہارے کمرے میں سانپ چھوڑ دیا تو پھر تم یقیناً اس سے بچنے کے لیے میری بات مانو گی۔

ڈیوڈ اب اس چہرے پر سبائی کرخت لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔ میری نے استہزائیہ نظروں سے اس کو دیکھا

"چلو آپ یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔۔۔ چلیں آپ جیسے انسان سے میں کسی بھی نیکی کی توقع کو پہلے ہی نہیں رکھتی تھی آپ کے گھر گزارے ہوئے سال میری زندگی کے بدترین دن تھے جس میں نے رشتوں کی وہ ناقابل بیان صورت دیکھی جو میں کسی کے سامنے بیان کرتے ہوئے بھی شرم محسوس کرتی ہوں۔۔ آپ تو برا انسان تھے مگر آنٹی میری سگی خالہ تھیں مگر انہوں نے بھی مجھ سے ناپسندیدہ جانور کی طرح سلوک کیا آپ لوگوں سے تو اچھے وہ ہیں جنہوں نے مجھے بیٹی بنا کر عزت دی بہن بنا کر مان دیا۔۔۔۔۔"

وہ تیز لہجے میں ڈیوڈ سے مخاطب ہوئی تو ڈیوڈ نے کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔

"میرے سامنے اپنی زبان بند رکھو ورنہ میں کاٹنے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔۔ بہت زیادہ

اچھل رہی ہوں تمہارا بندوبست میں کرتا ہوں۔۔۔۔۔"

ڈیوڈ کمرے سے باہر نکلا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں موٹی رسی کھردری رسی تھی جس کی لمبائی تقریباً تین فٹ تھی۔ اس نے ہنٹر کی طرح لہرا کر میری کی پشت پر پوری قوت سے مارا میری کی اذیت بھری چیخ اتنی اونچی تھی کہ کمرے کے درودیوار لرز گئے میری تکلیف کی شدت سے اسی وقت بیہوش ہو گئیں تھی۔ ڈیوڈ نے ہنکارا بھرتے ہوئے رسی کو وہی فرش پر پھینکا اور دروازہ بند کر کے تالا لگا کر باہر نکل گیا۔

"ڈیوڈ دو دن سے تم اتنے گھنٹوں کے لیے کہاں غائب ہو جاتے ہو۔۔۔"

اسے گھر داخل ہوتے دیکھ کر روزی نے غصے سے پوچھا تو ڈیوڈ نے تیز نظر بیوی پر ڈالی۔

"بے فکر رہو۔۔ تمہارے ہی فائدے کے لئے مصروف ہو۔۔۔"

ڈیوڈ نے بوٹ اتارتے ہوئے کہا تو روزی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ڈیوڈ کا ارادہ تھا جب تک

میری شادی کے لئے راضی نہیں ہو جاتی وہ روزی یا جیکسن کو کچھ بھی نہیں بتائے گا۔

"اچھا میں کھانا لگانے لگی ہو۔۔ تم ہاتھ منہ دھو لو پھر مجھے دو دن کی روادار بتا دینا۔۔ مجھے بھی

پتہ چلے کہ آخر تم ایسے کون سے کام میں مصروف ہوں جس میں ہمارا فائدہ ہے۔۔۔۔۔"

روزی ایک بات کا پیچھا پکڑ لے تو تب تک نہیں چھوڑتی تھی جب تک حلق سے وہ بات اگلوانا

لیتی اور ڈیوڈ یہ بات بخوبی جانتا تھا اس لئے جوتے اٹھا کر ریک میں پھینکتا غصے سے اپنے کمرے

کی جانب بڑھ گیا۔

"اللہ خیر کرے بچی نہ جانے کس حال میں ہو گئی دو دن گزر گئے ہیں کوئی اتا پتا نہیں۔۔۔"

منزہ بیگم پریشان بیٹھی ہوئی تھی سب ہی لالچ میں تھے ان سب سے برا حال سبجان کا تھا جو دو

دن سے نہ سویا تھا اور نہ ہی ٹک کر کھانا کھایا تھا اس کی بے چینی منزہ بیگم اور شہباز صاحب

بخوبی محسوس کر رہے تھے مگر اسے ٹوکا نہیں۔

"اما کچھ سمجھ نہیں آرہی اس کا فون مسلسل بند ہے سب جگہ پتا کر چکے ہیں مگر کچھ پتہ نہیں چلا آج میں پولیس اسٹیشن گیا تھا وہ لوگ آج اس روڈ کی کیمرے کی فوٹج چیک کریں گے اللہ کرے وہاں سے کچھ کچھ مل جائے۔۔۔"

عفان کی آواز میں پریشانی نمایاں تھی ماہم نے کڑی نظروں سے اس کو گھورا اور غصے سے پیر پختی اٹھ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

عفان سمیت سب نے حیرت سے اس کا رویہ دیکھا عفان کل سے محسوس کر رہا تھا کہ ماہم کا رویہ اسے کھینچا کھینچا ہے پریشان میں وہ اس سے پوچھ بھی نہیں سکا کہ آخر ماہم ایسا کیوں کر رہی ہے۔۔۔

"جاو بیٹا ذرا دیکھو کیا مسئلہ ہے اس کا موڈ خراب ہے۔۔۔"

منزہ بیگم نے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عفان کو اس کے پیچھے بھیجا انھیں اندازہ ہو رہا تھا کہ شاید پاکستان جانے کا شادی کا پروگرام کینسل ہونے کی وجہ سے ماہم غصے میں ہے۔ عفان ماہم کے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے کا حشر نشر ہو چکا تھا تکیہ اور کشن بے دردی سے زمین پر پڑے اپنی قسمت کو رو رہے تھے۔

"ماہم آپ کیا بچی ہیں جو اس طرح کا رویہ دکھا رہی ہیں۔۔۔"

عفان نے نیچے جھک کر کشن اکٹھے کر کے بیڈ پر رکھے تکیے اٹھا کر واپس اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو اس نے ماتھے پر تیوری چڑھا کر عفان کو دیکھا۔ عفان نا سمجھی سے اسے



دیکھنے لگا وہ ماہم کا رویہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ پہلے ہی میری کی گمشدگی نے اس کے حواس معطل کیے ہوئے تھے اوپر سے ماہم کا رویہ -

"پاکستان جانے کا پروگرام کینسل کرنے کی کیا تک تھی۔۔ میری کو ڈھونڈنا پولیس کا کام ہے وہ اپنا کام کر رہی ہے ہم اس کے پیچھے اپنا پروگرام کیوں خراب کر رہے ہیں۔۔۔"

ماہم غصے سے عفان سے مخاطب ہوئی تو عفان نے حیرت سے اسے دیکھا۔ آج وہ کوئی اور ہی ماہم لگ رہی تھی یہ اس کی ماہم تو نہیں تھی۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ہمیں اس بچی کو یہاں بے یار و مددگار چھوڑ کر خود انجوائے کرنا چاہیے۔۔۔"

عفان نے نرمی سے پوچھا۔ اسے ماہم کے الفاظ سن کر اچھا خاصا شاک لگا تھا۔

"ہم نے اس کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔۔ خواہ مخواہ اسے پہلے اس گھر میں رکھا پھر آپ اس کے

گارجین بن گئے آپ اسے ہاسٹل میں داخل کروا سکتے تھے مجھے تو لگتا ہے آپ اسے کہیں اور

بھیجنا ہی نہیں چاہتے۔۔۔"

عفان ماہم کے الفاظ سن کر ساکت نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"ماہم آپ کہنا کیا چاہتی ہیں کھل کر بات کریں۔۔ مجھے چوہے بلی کا کھیل پسند نہیں۔۔۔ جو

آپ کے دل میں ہے وہ آپ مجھے صاف الفاظ میں بتا دیں۔۔۔"

عفان کو اندازہ ہوا کہ بات کچھ اور ہے اس لئے صاف الفاظ میں مخاطب کیا۔ ماہم نے ایک نظر عفان کو بغور دیکھا اور سینے پر ہاتھ باندھ کر اس سے ایک قدم دوری پر کھڑی ہوئی۔

"صاف صاف الفاظ میں کہو تو میری بات کا مطلب یہ ہے کہ آپ اسے مجھ پر فوقیت دے رہے ہیں۔۔۔ میں نے کئی بار نوٹ کیا ہے کہ آپ اسے مجھ سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔۔۔ پچھلے دو مہینوں میں میں نے آپ کو اپنے کو نظر انداز کرتا دیکھا۔۔۔ میرے بجائے آپ کو اس کی پرواہ ہوتی تھی۔۔۔ آج میری کو اغوا ہوئے تیسرا دن ہے ان تین دنوں میں صبح سے آدھی رات تک آپ پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈتے ہوئے گھر سے باہر رہتے ہیں۔۔۔ ان سب باتوں کا میں کیا نتیجہ نکالوں۔ میری کی کروڑوں کی جائیداد یہ دیکھ کر آپ اپنے اوپر سے اچھائی کا وہ چولا اتر چکے ہیں جو آپ نے اتنے مہینوں سے خود پر چڑھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جو ہی ٹھیک کہتی تھی مرد کب بدل جائے یہ عورت نہیں سمجھ سکتی۔۔۔ مگر مجھے سب سمجھ آچکی ہے۔۔۔۔۔ مجھ سے زیادہ وہ خوبصورت ہے۔۔۔۔۔ مجھ سے زیادہ اس کے پاس پیسہ ہے اور اس بات نے آپ کو مجھ سے دور ہونے پر مجبور کیا۔۔۔۔۔ وہ معصوم صورت لیے اس گھر میں رہ کر میری جڑے کاٹتی رہی اور مجھے خبر نہیں ہوئی۔۔۔۔۔"

ماہم کو اگر اندازہ ہوتا کہ وہ غصے میں جو الفاظ عفان کے لئے استعمال کر رہی ہے اس کا نتیجہ کیا نکلے گا تو سو بار بات کرنے سے پہلے سوچتی مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا عفان کا رنگ سپید پڑ گیا اسے اب اپنی صفائی میں ایک لفظ نہیں کہنا تھا یہ وہ اچھی طرح جانتا تھا اس لئے

خاموشی سے اپنے آپ پر قابو پاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا سبجان کے قریب سے نکل کر کمرے سے باہر چلا گیا جو عفان سے کوئی بات کرنے آیا تھا۔ عفان کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔ سبجان نے اندر قدم رکھا اور ماہم کو ترحم بھری نگاہ سے دیکھا۔

"آپنی آج مجھے عفان بھائی کے لیے بہت افسوس ہو رہا ہے کہ انہیں آپ جیسی شریک حیات ملی جس نے انہیں ایک پل میں آسمان سے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔۔۔ بات کرنے سے پہلے آپ نے ایک بار انہیں سوچا کہ آپ اس انسان کو کس طرح ڈی گریٹ کر رہی ہیں جو آپ کے محبت اور احترام میں آج تک کبھی کمی نہیں لایا۔۔۔ میری میری محبت ہے آپ کے بھائی کی اور عفان بھائی اس بات کے گواہ ہیں۔۔ عفان بھائی نے اسے اپنی بہن کہا ہی نہیں بلکہ ثابت کر کے دکھایا کہ وہ ان کے لئے ان کی سگی بہن سے بڑھ کر ہے مگر آج آپ نے ایک بات ثابت کر دی اگر کوئی انسان اپنے رشتوں کے علاوہ کسی غیر کے لئے پورے خلوص سے کچھ کرے تو وہ اپنوں کی نظر میں برا ہی بنتا ہے۔۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ اب عفان بھائی آپ کو کبھی معاف کر پائیں گے یا نہیں مگر یہ بات یاد رکھیں آج آپ نے اپنا سب سے اہم قیمتی رشتہ ایک بے بنیاد شک کی نظر کر کے کھو دیا ہے یہ مجھے عفان بھائی کے چہرے پر موجود تاثرات دیکھ کر اندازہ ہوا۔۔۔"

سبحان نے اسے آئینہ دکھایا جس میں اس کا بد صورت چہرہ واضح تھا۔ ماہم فق چہرے والے وہیں زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی سبحان تاسف سے سر ہلاتا جا چکا تھا۔ ماہم وہیں دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

سبحان کی باتیں سن کر اسے پتہ چلا تھا کہ وہ اپنی بے وقوفی اور جوہی کی باتوں میں آکر اپنا کتنا بڑا نقصان کر چکی تھی۔

روتے میں سر اٹھا کر وہ تیزی سے باہر لپکی اس کا رخ عفان کے کمرے کی جانب تھا دوڑتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو کمرے کا ملکین جا چکا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح نیچے کی جانب دوڑی ننگے پاؤں ننگے سر اسے کسی بات کا ہوش نہیں تھا سوائے اس کے

عفان سے معافی مانگنی ہے۔

"ماما عفان کہاں ہیں؟" ماہم حواس باختہ نیچے اتری تو گھبرائے ہوئے آواز میں ماں سے پوچھا تو انہوں نے حیرت سے ماہم کا حلیہ اور اس کے چہرے پر پھیلی سراسیمگی دیکھی۔

"بیٹا وہ کچھ دیر پہلے ہی باہر نکلا ہے شاید کوئی ضروری کام تھا اچانک ہی چلا گیا۔"

منزہ بیگم نے اسے آگاہ کیا تو وہ وہی ہارے ہوئے جواری کی طرح سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔ منزہ بیگم پریشانی سے اٹھ کر اس کے قریب آئیں۔

"کیا ہوا ماہم بیٹا۔۔ ایسے کیوں بیٹھ گئی ہو۔۔؟"

وہ ماں تھیں اسے اس حال میں دیکھ کر ان کا دل گھبرانے لگا تھا۔

"اما میں نے سب برباد کر دیا۔۔۔ آپ کی پاگل بیٹی نے سب کچھ اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیا  
اما پلیز عفان کو بلائیں میں ان سے معافی مانگ لوں گی ابھی پلیز فون کریں نا انہیں آپ کو اللہ  
کا واسطہ ہے اما۔۔۔"

ماں کے ہاتھ تھا میں وہ زار و قطار روتے ہوئے بولتی گئی منزہ بیگم کا دل ڈوبا اسی لمحے سجان  
ان کے قریب آیا۔

"آپ کے رونے یا چیخنے چلانے سے کیا ہوگا۔۔۔ ہمیں نہیں معلوم عفان بھائی کہاں گئے  
ہیں۔۔۔ میں نے ان کو کال کرنے کی کوشش کی ہے ان کا نمبر مسلسل آف آرہا  
ہے۔۔۔"

منزہ بیگم نے نا سمجھی سے سجان کو دیکھا اتنا تو انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ماہم کی عفان کے  
ساتھ کوئی ان بن ہو گئی ہے مگر اصل بات جاننے کے لیے انہوں نے سجان کو سوالیہ نظروں  
سے دیکھا تو سجان نے ساری بات ان کے سامنے لے کھول کر رکھ دی۔

منزہ بیگم نے افسوس بھری نگاہ اپنی لاڈلی پر ڈالی جو ایک نمبر کی بے وقف لڑکی تھی۔  
"ماہم مجھے سیدھا بتاؤ کہ تمہارے دماغ میں یہ سارا خناس کیسے بھرا۔۔۔ کہاں سے سیکھی تم نے  
ایسی بکواس۔۔۔"

ان کا غصے سے برا حال تھا ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ماہم کو پیٹ ہی ڈالتیں۔



"ماما سوری --- میں جوہی کی باتوں میں آگئی تھی --- میں نے غلط کیا مجھے پتہ چل گیا ہے --- ماما --- مجھے نہیں پتا میں کس طرح جوہی کی باتوں کے تناظر میں عفاں کو پرکھنے لگی --- مجھے لکھنے لگا تھا کہ جوہی جو کچھ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے --- ماما میں مانتی ہوں کہ میں نے اپنی عقل کا استعمال نہیں کیا اس لئے اتنا بڑا نقصان کر لیا پلیز ماما عفاں سے کہیں وہ مجھے معاف کر دیں میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر ---"۔

ماہم مسلسل رو رہی تھی - سجان نے تاسف سے اپنی بہن کو دیکھا جو اپنی نا سمجھی سے اپنی زندگی میں آگ لگا چکی تھی۔

"بات تو تب کرے نہ جب ہمارا اس سے رابطہ ہو۔۔۔"۔

سجان کا لہجہ بات کرتے ہوئے تلخ تھا۔

منزہ بیگم نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور واپس اس کے کمرے میں لے آئیں زبردستی اسے ہاتھ منہ دھو کر حلیہ ٹھیک کرنے کے لئے بھیجا اور خود نیچے آگئیں سجان سے بات کر کے اسے عفاں کو دیکھنے کے لئے بھیجا۔ انہیں اندازہ تھا کہ ماہم کی باتوں سے عفاں کس قدر ہرٹ ہوا ہو گا۔

"بڑی کوئی ڈھیٹ ہڈی ہیں تمہاری کسی چیز کا اثر نہیں ہو رہا تم پر --- اب تو مجھے نئے طریقے آزمانے پر اکسا رہی ہو۔۔۔"

ڈیوڈ خاصا تنگ آچکا تھا۔ آج چوتھا دن تھا مگر وہ میری کو راضی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا اس لئے آج اس نے ایک نیا طریقہ آزمانے کا سوچا اور پچھوؤں سے بھرا ہوا جار لے کر وہ میری کے قریب آیا۔

"اب بتاؤ کیا جیکسن سے شادی کرو گی یا نہیں اگر اپنی زندگی چاہتی ہو تو فوراً ہاں کر دو ورنہ میں یہ سارے پچھو ابھی تمہاری گود میں چھوڑ دوں گا۔"

ڈیوڈ نے پچھوؤں سے بڑی بوتل کھول کر میری کے سامنے کی تو وہ چند لمحے یوں ہی ڈیوڈ کو دیکھتی رہی

"میں نے کہا ہے جو مرضی کر لیں میں ہاں نہیں کہوں گی مجھے مرنا منظور ہے مگر آپ کے اس آوارہ اور بدکار بیٹے کی بیوی بننا پسند نہیں۔"

وہ گلا پار کر دیکھتے ہوئے بولی تو ڈیوڈ کا ہاتھ اٹھا اور میری کے منہ پر نشان چھوڑ گیا اس پہ اتنا شدید تھا کہ میری کو لگا جیسے اس کا کام بند ہو گیا ہوں۔

وہ چار دن سے جتنی مضبوطی کا مظاہرہ کر رہی تھی آج اسے لگ رہا تھا جیسے اس کی ساری ہمت ختم ہوتی جا رہی ہے وہ دل ہی دل میں اللہ سے مدد کی دعا مانگ رہی تھی جیسے اس نے اکثر منزہ اور ماہم کو دعا مانگتے دیکھا تھا بالکل ویسے ہی وہ سارا دن اونچی آواز میں آسمان کی طرف منہ کیے دعا کرتی رہتی کہ اللہ اسے اس مشکل حالات سے نکال دے۔

ڈیوڈ نے ہچھووں کی بوتل اس کی گود میں الٹ دی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ ہچھو زہریلے نہیں اس لئے لیے مطمئن تھا کہ میری کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے البتہ وہ ڈر ضرور جائے گی۔ ہچھووں نے اس کی گود میں حرکت کرنا شروع کی تو میری خوف سے آنکھیں بھیج گئی۔ دانتوں کو زور سے دبائے وہ کانپ رہی تھی ڈیوڈ خباثت سے ہنستا اسے خوف زدہ ہوتا دیکھ رہا تھا۔

"کیا خیال ہے پھر شادی کر رہی ہوں جیکسن سے۔۔۔"۔  
 ڈیوڈ کو لگا وہ اب تو راضی ہو ہی جائے گی مگر میری نے نفی میں گردن ہلا کر اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ ڈیوڈ نے تنیش میں آکر وہاں پھینکی رسی اٹھا کر بے دردی سے میری کو پیٹ ڈالا اس کا ہاتھ تب رکا جب میری ہوش و خرد سے بے گانہ ہو کر ایک طرف جھک گئی۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>  
 Support@classicurdumaterial.com

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

عفان اپارٹمنٹ میں بیٹھا شدید تکلیف میں تھا۔ کئی بار آنسو بہانے کے باوجود اسے لگ رہا تھا جیسے اس کا دل ابھی ابھی بہت بھاری ہے۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ماہم اس کے لئے ایسے الفاظ آواز اور ایسی سوچ اپنے ذہن میں رکھ سکتی ہے۔ جب سے وہ ماہم سے ملا تھا اسے نہیں یاد کے کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا رویہ اس نے ماہم کے ساتھ رکھا ہو جس کی بنیاد پر وہ اتنی بدگمان ہو گئی تھی۔

وہ اس وقت جس کرب و اذیت سے گزر رہا تھا اسے لگتا تھا جیسے اس کا دماغ پھٹ جائے گا وہ جس وقت سے یہاں آیا تھا اپنے آپ کو کئی بار بار سمجھانے کی کوشش کر چکا تھا ہر بار اسے لگتا جیسے وہ دوبارہ اب کبھی ماہم کی شکل نہیں دیکھنا چاہے گا۔۔۔

اپارٹمنٹ کی اطلاعی گھنٹی کی آواز پر اس نے آنسو سے ترچہ صاف کیا اور اٹھ کر دروازہ کھولنے کے لئے آیا۔

"شکر ہے عفاں بھائی۔۔ میں کب سے آپ کو ڈھونڈ رہا ہوں فون بھی آپ کیا ہوا ہے آپ نے۔۔ ہم سب کس قدر پریشان ہو رہے تھے کچھ اندازہ ہے آپ کو۔۔"

سبحان اسے سامنے دیکھ کر شکر کا کلمہ ادا کرتا اس کے گلے لگ گیا۔ عفاں کو تو جیسے کسی کے کندھے کی تلاش تھی آپنے کو بے اختیار پاتا وہ بچوں کی طرح رو دیا۔

"عفاں بھائی کیا ہو گیا ہے آپ کو کیوں اتنے پریشان ہیں۔۔۔"

سبحان اس کی ایسی حالت دیکھ کر خود بھی پریشان ہو گیا اسے اندازہ نہیں تھا کہ عفاں اس حد تک اپ سیٹ ہو گا۔ وہ عفاں کو صوفے پر بٹھا کر دوڑتا ہوا کچن میں آیا اور پانی لا کر عفاں کو زبردستی پلایا۔

"عفاں بھائی کیا بات ہے پلیز بتائیں۔۔۔۔"

وہ اس کی درگدو حالت دیکھ کر پریشان تھا۔

"ماں جی بہت یاد آرہی ہیں۔۔۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے میں نے آج ہی انہیں دفنایا ہو۔۔۔"

عفان کی آواز رونے کی سبب بھاری ہو رہی تھی۔

"عفان بھائی میں جانتا ہوں آپ ماہم کی باتوں سے ہرٹ ہوئے ہیں۔۔۔"

"میں اس کے متعلق بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

عفان اس کی بات کاٹ کر تیزی سے بولا۔

"ٹھیک ہے میں کوئی بات نہیں کرتا۔۔ آپ اٹھیں فریش ہو جائیں۔۔ میں آپ کو لینے آیا

ہوں۔۔۔"

سبحان پانی کا گلاس واپس ٹیبل پر رکھے ہوئے عفان سے مخاطب ہوا تو عفان نے نفی میں

سر ہلا دیا۔

"عفان بھائی آپ کی ناراضگی ماہم سے ہے۔۔۔ ماما پاپا کا اس میں کیا قصور۔۔۔ وہ سارا دن سے

آپ کے لیے پریشان ہیں۔۔۔"

سبحان نے عفان کو سمجھانا چاہا۔

"مجھے تمہاری آپی کی شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔۔ اگر اس گھر میں گیا تو وہ بار بار میری نظروں کے

سامنے آئے گی اور میں نہیں چاہتا کہ غصے میں کچھ الٹا سیدھا بول دو۔۔۔۔۔ ایک بار ماں جی

نے کہا تھا کہ مرد وہ ہے جو اپنا غصہ کنٹرول کر کے رکھے۔۔۔۔۔ میں تمہاری آپی کے الزامات

کے جواب میں اس وقت کچھ نہیں بولا کیونکہ مجھے لگا میرا بولا بیکار ہے۔۔۔۔۔ میں کیوں اسے

اپنی صفائی دیتا۔۔ اتنا عرصہ میرے ساتھ میرے نکاح میں ہونے کے باوجود اسے میرے کردار



میں نے میری کو اپنی بہن اور بیٹی مانا بالکل ایسے ہی جیسے تمہارے پاپا ماہم کو اپنی بیٹی کہتے ہیں مگر سبجان تمہاری بہن نے ہمارے اس رشتے کو اپنی سوچ سے اس قدر آلودہ کر دیا ہے کہ مجھے لگتا ہے آج کے بعد میں کبھی بھی میری کا سامنا نہیں کر سکوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔"

عُفان کے لہجے میں صدیوں کی تھکن تھی۔ اس کا نڈھال انداز سبجان کو غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی پشیمان کر رہا تھا کیونکہ اس کو دکھ دینے والی اس کی اپنی بہن تھی۔

"آپ نے کچھ کھایا ہے یا سارا دن سے جھوکے ہی بیٹھیں ہیں۔۔۔"

سبحان خالی کچن دیکھ کر آیا تھا اس لیے پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

"مجھے بھوک نہیں۔۔۔"

Support@classicurdumaterial.com

اس کی توقع کے مطابق جواب آیا تھا۔

"کھانے سے کیا ناراضگی کی آپ آرام کریں میں ابھی آتا ہوں۔۔۔"

سبحان اس کا ہاتھ تھپتھا کر باہر نکل گیا۔

عفان وہیں صوفے کی پشت سے سرٹکائے آنکھیں موند گیا۔

"ماما بھائی کی حالت کافی خراب ہے وہ بہت زیادہ سٹریس میں ہیں --- میں نے انہیں گھر

چلنے کا کہا ہے مگر انہوں نے انکار کر دیا ہے۔۔۔ آپ ابھی ماہم کو بھائی کے متعلق نہیں

بتائے گا ورنہ وہ بھائی کے پاس آنے کی ضد کرے گی۔ میں خود ایک دو دن میں انہیں عفاں بھائی کے پاس لے آؤں گا۔۔۔ فی الحال میں عفاں بھائی کے پاس رات کو روکوں گا میں انہیں آج اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔"

سبحان نے ان کو بتایا اور ان کی بات سننے کے بعد الوداعی کلمات کہہ کر موبائل پاکٹ میں ڈالا اس کا رخ قریبی ریسٹورنٹ کی طرف تھا تاکہ کھانے کے لیے کچھ لے آئے۔

"شہباز صاحب ہم نے اس لائن کے کیمروں کی فوٹیج نکلوائی ہے۔۔۔ اس فوٹیج میں جو گاڑی اور آدمی نظر آ رہا ہے وہ واضح نہیں لیکن آپ نے جو حلیہ مس میرین کا لکھوایا تھا وہ اس فوٹیج میں موجود لڑکی سے مماثلت رکھتا ہے۔ مگر اس فوٹیج کو بغور دیکھنے کے بعد ہمیں اندازہ ہوا ہے یہ لڑکی اپنی مرضی سے اس گاڑی میں گئی ہے اس کے ساتھ کوئی زور زبردستی نہیں کی گئی۔۔۔۔۔"

پولیس آفیسر نے اب تک کی تحقیقات کے نتیجے میں اکھٹی ہوئی معلومات ان کے سامنے پیش کر دیں۔

"کیا ہم وہ فوٹیج دیکھ سکتے ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے ہم اس شخص کو پہچاننے میں کامیاب ہو جائیں۔۔۔۔۔"

شہباز صاحب کی درخواست پر آفیسر انہیں ساتھ لئے کمپیوٹر روم میں آیا اور وہاں موجود آپریٹر کو فوٹیج چلانے کے لیے کہا۔

مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر پولیس آفیسر نے پولیس فوج رکوائی اور زوم کرنے کا کہا۔ شہباز صاحب کے ساتھ سجان نے بھی اس فوج میں موجود آدمی کو غور سے دیکھا کافر نہیں تھی مگر شہباز صاحب جیسے سے اس شخص کو دیکھ کر پہچانے کی کوشش کرنے لگے۔

"مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے شاید ولیم کے آفس میں۔۔۔۔"

شہباز صاحب نے غور سے دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو پولیس آفیسر نے امید سے ان کو دیکھا۔

"یہ ولیم کا بہنوئی ہے جس سے یاد آگیا یہ ولیم کا بہنوئی ڈیوڈ ہے۔۔۔۔"

شہباز صاحب غور سے دیکھتے ہوئے ایک دم اونچی آواز میں بولے -

"آپ کو پکا یقین ہے کہ یہ شخص ڈیوڈ ہے۔۔۔۔"

پولیس آفیسر نے کنفرم کرنا چاہا۔

"جی سر اس میں کوئی شک نہیں یہ ڈیوڈ ہی ہے یہ لوگ ولیم کے ہوتے ہوئے بھی ولیم کی جائیداد کے پیچھے تھے اور اب مجھے سمجھ آرہی ہے یقیناً میری کو اغوا کرنے کا مقصد ولیم کی جائیداد پر قبضہ کرنا ہوگا۔۔۔۔"

شہباز صاحب جیسے ساری گیم سمجھ گئے۔۔

"ٹھیک ہے سر آپ کی مدد کا بہت بہت شکریہ انشاء اللہ ہم جلد ہی مس میرین کو بازیاب کروانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔۔۔۔"

پولیس آفیسر نے ان کو یقین دہانی کروائی شہباز صاحب تھوڑے مطمئن ہوئے انھیں یقین تھا اب میری جلدی مل جائے گی۔

سجنا شہباز صاحب کے ساتھ پولیس سٹیشن سے باہر آیا تو عفان کو کال کر کے ساری بات بتائی۔

"اما سجان سے کہیں مجھے بتادے عفان کہاں ہیں۔۔۔ میں جانتی ہوں سجان کو عفان کی رہائش کے متعلق پتہ ہے۔۔۔۔۔"

ماہم عفان سے ملنے کے لیے تڑپ رہی تھی مگر بیگم منزہ عفان کی وجہ سے ہی اسے بتانے سے گریز کر رہی تھیں کیونکہ سجان نے سختی سے منع کیا تھا جب تک عفان سمجھل نہیں جاتا ماہم اسے ملنے کے لیے نہیں آئے گی۔

"ماہم تم نے اس کو اتنی تکلیف دی ہے کہ وہ بچہ ابھی تک نہیں سمجھلا۔۔۔۔۔"

وہ رنجیدگی سے بولیں۔

"اما میں جانتی ہوں میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے مجھے جوہی کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے تھا مگر اما اس سب کی وجہ صرف جوہی نہیں۔۔ آپ کو میری فرینڈ مونا یاد ہے جس کی شادی میں آپ میرے ساتھ گئی تھیں۔۔۔۔۔"

مریم کا رونا ساتھ ساتھ جاری تھا۔

"ہاں مسز خواجہ کی بیٹی -- کیوں کیا ہوا اسے ---"۔

انہوں نے اچنبھے سے پوچھا ۔

"اما اس کا شوہر کی کزن یہاں پڑھنے کے لیے آئی تھی --- وہ بہت خوبصورت تھی اما -- وہ پہلے اسے چھوٹی بہن کہتا تھا پھر کچھ ٹائم بعد اس نے فری کا نام لینا شروع کر دیا -- اسے اکیلے باہر لے جاتا -- شاپنگ ، سیر سپاٹے ، اس کے منہ سے نکلی ہر بات فوراً پوری کرتا اور پھر اما -- مونا کے شوہر نے کچھ عرصے بعد مونا کو یہ کہہ کر طلاق دے دی کہ وہ کم عمر کزن مونا کے مقابلے میں اس کے لیے بہترین ہے --- میں ڈر گئی تھی اما --- ایک خوف میرے وجود کو جکڑ گیا -- آپ نہیں جانتی اما عفان کو کھونے کا ڈر کیسے کنڈلی مار کے میرے اندر بیٹھ گیا تھا --- اما عفان کے بغیر سانس لینا بہت اذیت ناک ہے --- آپ دیکھ لینا اما میں آپ کی بیٹی عفان کے بغیر مر جائے گی --- مر جائے گی اما ---"۔

وہ دھاڑے مار مار کر رونے لگی ۔ باہر کھڑا سجان جو سب ریکارڈ کر رہا تھا فوراً ہی ریکارڈنگ عفان کو سینڈ کرنے لگا

منزہ بیگم افسردہ ہو گئیں ماہم گھٹنوں پر سر رکھ کے زار و قطار رو رہی تھی ۔

"ماہم بیٹا اب رونے کا کیا فائدہ میں آپ کو کتنا سمجھاتی تھی کہ دوسروں کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے آپ بچی نہیں تھی کہ جوہی نے آپ سے جو کہا آپ نے اس کو سچ مان لیا آپ کو اپنے دل و دماغ سے کام لینا چاہیے تھا آپ نے اتنا عرصہ عفان کے ساتھ گزارا جوہی کی باتوں



اور مونا کی زندگی کا تجزیہ آپ کو اپنی زندگی میں عفاں کے ساتھ گزارے ہوئے دنوں کو سوچ کر کرنا چاہیے تھا تاکہ آپ کو پتہ چلتا کہ جوہی کی باتوں میں کتنی سچائی ہے مگر آپ نے اس بات کی زحمت کئے بغیر عفاں کو کھڑے میں لا کھڑا کیا اب آپ خود بھی اذیت کا شکار ہیں اور وہ بچہ بھی تکلیف برداشت کر رہا ہے۔۔۔۔۔"

منزہ بیگم کی تکلیف بڑھ گئی تھی۔

ماما میں جانتی ہوں میں نے غلط کیا ہے میں اپنے اس غلطی کا ازالہ کرنا چاہتی ہوں ---۔۔۔"۔  
وہ ماں کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گئی۔

"میرا بچہ آپ کا دیا ہوا زخم اتنی جلدی بھرنے والا نہیں کچھ دن صبر کر لیں۔۔۔ عفان ابھی

غصے میں ہے اور غصے میں انسان ہمیشہ غلط فیصلہ کرتا ہے ابھی آپ کا ان کے پاس جانا ٹھیک نہیں۔۔۔"

منزہ بیگم نے اسے نرمی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سمجھایا۔ ماہم اثبات میں سر ہلاتی اپنے بازو ان کے گرد لپیٹ گئی۔۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ کر دوپٹے میں جذب ہو رہے تھے۔ منزہ بیگم نے کئی بار اس کا چہرہ صاف کیا۔ اور پھر اسے سونے کی تلقین کر کے باہر آ گئیں۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔"

سبحان کر کپڑے چیلنج کرنے کے لئے آیا تھا انہیں ماہم کے بیڈ روم سے نکلتے دیکھ کر پوچھا۔

"کل سے بہت تیز بخار ہے زبردستی دوائی دی ہے۔۔۔"

منزہ بیگم نے افسردگی سے سبجان کو بتایا تو سبجان نے پریشانی سے بہن کے کمرے کی طرف نگاہ ڈالی وہ کئی بار عفان سے بات کرنے کی کوشش کر چکا تھا مگر عفان کا سخت رد عمل اسے مزید کوئی بھی بات کرنے سے روک دیتا۔ اب ویڈیو بھیجنے کے بعد امید تھی کہ شاید وہ نرم پڑ جائے۔

"ماما آپ پریشان نہیں ہوں ان شاء اللہ۔۔۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔۔۔"

سبجان نے ان کو بازو کے گھیرے میں لے کر دلاسہ دیا۔ منزہ بیگم نے اس کا چہرہ دیکھا جس دن سے میری اغواء ہوئی تھی وہ جیسے اپنا اب بھول گیا تھا بال بکھرے ہوئے اور شیو بڑھی ہوئی تھی۔

"تم بھی اپنا خیال رکھو دیکھو اس ایک ہفتے میں تم نے اپنا کیا حال بنا لیا ہے چہرہ کیسا مرجھایا ہوا ہے۔۔۔۔"

انہوں نے بے ساختہ ٹوکا۔

"ماما آپ بس میری کے ملنے کی دعا کریں وہ مل جائے گی تو آپ کا بیٹا بھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

اس کے لہجے کی تڑپ منزہ بیگم کو واضح محسوس ہوئی۔

"سبحان تم کس رستے پر چل پڑے ہو آج میری کو غائب ہوئے پانچ دن سے زیادہ ہو رہا ہیں۔۔۔ ہمیں نہیں معلوم وہ ہمیں کس حال میں واپس ملتی ہے۔۔۔ میرا بچہ میں تمہیں کسی قیمت پر بھی نہیں روکوں گی مگر ایک بات یاد رکھنا وہ جس حال میں بھی ملی تم نے اسے قبول کرنا ہوا تو پہلے اپنا دل اس کے لیے بڑا کرنا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کی عزت محفوظ ہے یا نہیں مگر میں چاہوں گی کہ میرا بیٹا بیٹا اس بچی کا سائبان بنے اسے اپنے نام کا تحفظ دے مجھے اللہ کے عذاب سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔ قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارا سارا حساب کیا کیا اور اس بچی سے چشم پوشی پر سوال کیا تو ہم کیا جواب دیں گے اللہ تعالیٰ نے اس بچی کی ذمہ داری ہمارے سپرد کی ورنہ سوچو ولیم کے اور دوست یا عزیز نہیں تھے جس کو وہ بچی کا سرپرست بناتا یہ سب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمے لگانا تھا اسی لئے ولیم کو شہباز صاحب سے ملایا اور عفان کو ہماری زندگی میں داخل کیا۔۔۔۔۔"

منزہ بیگم دھیمی آواز میں اس سے مخاطب تھیں۔ سبحان خاموشی سے کھڑا ان کی ہر بات کو غور سے سن اور سمجھ رہا تھا۔

"اما آپ فکر نہ کریں آپ کا بیٹا کمزور نہیں۔۔۔ انشاء اللہ ہم میری کی ذمہ داری نبھانے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے۔۔۔۔۔"

سبحان انکو اطمینان دلاتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس کا ارادہ کپڑے تبدیل کر کے واپس عفان کے پاس جانے کا تھا۔

منزہ بیگم روزانہ عفان کے لئے کھانا بنا کر سجان کے ہاتھ بھجوا دیتی تھیں مگر اس بات کا پتہ انہوں نے ماہم کو نہیں لگنے دیا۔

"عفان تو کیا پاگل ہو گیا ہے کس قسم کی باتیں کر رہا ہے غلط فہمی کہا نہیں ہوتی اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ انسان رشتوں سے اتنے فاصلے پیدا کر لے۔۔۔"

کبیر نے نرمی سے کہا۔

"میں اس کو معاف نہیں کر پا رہا مجھے بتا میں کیا کروں ایسا لگتا ہے جیسے میرا سر اس ٹینشن سے پھٹ جائے گا۔۔۔۔"

عفان نے اپنی بے بسی دوست کے سامنے ظاہر کی۔

"عفان تم اتنے کمزور کب سے ہو گئے ہو ہم سب میں تم سب سے زیادہ مضبوط تھے۔۔ ماں جی نے تمہاری تربیت جس انداز سے کی ہے اگر اس کو دیکھا جائے تو تمہیں ماہم کو معاف کر دینا چاہیے تھا مگر مجھے لگتا ہے ماں جی کی تربیت میں کوئی کمی رہ گئی تھی۔۔۔۔"

کبیر نے اچھی طرح اسے لتاڑا۔

"یار زندگی میں پہلی بار میں اپنے آپ کو اتنا بے بس محسوس کر رہا ہوں مجھے لگتا ہے جیسے میں اندر سے بالکل خالی ہو گیا ہوں۔۔۔۔"

اس کا الجھن بھرا لہجہ اور رنجیدگی فون کے دوسری طرف بھی واضح محسوس ہو رہی تھی۔

"عفان تجھے معلوم ہے اچھی طرح کے بھابھی کتنی معصوم ہیں تم بھول گئے ہو کہ جب ہم نے ان کے ساتھ برا کیا تھا وہ سب جانتے ہوئے بھی تھوڑے سے عرصے میں انہوں نے سب کے ساتھ اپنا رشتہ استوار کر لیا تھا۔۔۔۔۔ فاطمہ کو کب صائمہ سب کے ساتھ ان کا رویہ ایسے تھا جیسے وہ صدیوں سے ان کے ساتھ ہی رہتی آرہی ہو۔۔۔۔۔ یار وہ بہت سادہ لڑکی ہے دوسرے لفظوں میں اگر میں کہوں تو وہ کسی حد تک بے وقوف ہیں۔۔۔۔۔ دیکھ اب غصہ نہ کرنا کہ میں نے تیری بیوی کو بیوقوف کہا ہے میں نے بھابھی کو بہن بھی بولا ہے اس لیے تو مجھے اتنا مارجن دے سکتا ہے۔۔۔۔۔"

کبیر نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا اسے یقین تھا کہ عفان جلد ہی ماہم کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

"جانتا ہوں میں مگر ان سب باتوں کے باوجود مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کروں۔۔۔ اگر میں ماہم کو معاف کر بھی دو تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ زندگی میں دوبارہ ایسا کچھ نہیں کرے گی۔۔۔ آج اس نے سترہ سال کی اس بچی کی وجہ سے مجھے کھڑے میں لا کھڑا کیا جسے میں نے اس کے سامنے کئی بار بیٹی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔۔۔۔۔"

عفان کی رنجیدگی ہنوز برقرار تھی بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ اور آنکھیں بھینگنے لگیں تھیں۔ ابھی تک اس نے وہ ویڈیو نہیں دیکھی تھی۔



"عفان کیا تجھے ماہم بھابھی کی محبت پر شک ہے۔۔۔۔۔ تیرا کیا خیال ہے کہ بھابھی نے تجھ سے جو کچھ کہا میری کی جیلسی میں آکر کہا۔۔۔۔۔ نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو ان سکپور فیل کر رہی تھیں اور یہ سب فیل کروانے کا ٹھیکا ان کی دوست جوہی نے لیا تھا جو ان سب میں کامیاب بھی ٹھہری۔۔۔۔۔ باقی رہ گئی آئندہ کی بات تو تیرا کیا خیال ہے جس طرح کی سزا تو نے ماہم بھابھی کو دی ہے وہ زندگی میں کبھی دوبارہ ایسی غلطی کر سکیں گی میری مان سجان کو کہہ کے بھابھی کو تیرا پتہ بتا دیں اگر تو ان کے ساتھ یہ سلوک کرتا رہا تو خدا نخواستہ وہ زیادہ بیمار نہ ہو جائیں۔۔۔۔۔"

اب کی بار کبیر نے ذرا سختی کا مظاہرہ کیا یہ تو وہ جان ہی گیا تھا کہ عفان کے دل میں ماہم کے خلاف بہت زیادہ غصہ بھرا ہوا ہے مگر اسے سمجھانا بھی ضروری تھا تاکہ وہ مزید بیوقوفی میں آ کر اپنا گھر نہ خراب کر لے۔

کچھ دیر تک مزید عفان کو سمجھانے کے بعد کبیر نے کال بند کی تو عفان موبائل ایک طرف رکھتا بیڈ پر نیم دراز ہو گیا اس کا دل سخت دکھا ہوا تھا۔ کبیر سے بات کرنے کے باوجود اس کا دل ہلکا نہیں ہوا تھا وہ کیا چاہ رہا تھا یہ سمجھنے سے وہ خود بھی قاصر تھا۔

"اگر تم نے اب بھی ہمیں مس میرین کے متعلق نہیں بتایا تو ہم سختی پر مجبور ہو جائیں گے۔۔۔۔۔"

ڈیوڈ کو پکڑے ہوئے آج دوسرا دن تھا مگر وہ مسلسل جرم قبول کرنے سے انکار کر رہا تھا اس نے صاف کہہ دیا تھا کہ میری اس کے ساتھ بس سٹاپ تک گئی تھی اس کے بعد اسے نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئی ہے۔

"سر میرا خیال ہے کہ آپ اس شخص کو چھوڑ دیں اگر میری اس کے پاس ہے تو یہاں سے نکلنے کے بعد یقیناً اس جگہ کا رخ کرے گا جہاں اس نے میری کو رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔"

آج عفان پولیس اسٹیشن آیا تھا اور اب پولیس آفیسر کے سامنے بیٹھا انہیں سمجھانا چاہ رہا تھا۔

"آپ کی بات یقیناً درست ہے مگر ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے اگر ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں اور یہ باہر جا کر غائب ہو جاتا ہے تو ہمارے لئے پریشانی بن جائیں گی۔۔۔۔۔"

آفیسر نے عفان کی بات سننے کے بعد اپنی رائے دی تو عفان کچھ دیر سر جھکائے کچھ سوچتا رہا۔

"آپ کے لئے کوئی پریشانی نہیں بنے گی آپ اسے چھوڑیں اس کی نگرانی میں خود کروں گا تاکہ اسے کوئی شک نہ ہو کیوں کہ اگر کوئی پولیس کا آدمی اس کے پیچھے لگا تو ہو سکتا ہے یہ اس جگہ کا رخ نہ کرے آپ اسے چھوڑنے سے پہلے بتا دیں گے آپ نے اسے غلط فہمی کی وجہ سے پکڑا تھا اور آپ لوگ بہت شرمندہ ہیں اس طرح اس کے دل سے آپ لوگوں کا خوف بھی نکل جائے گا اور مجھے اس کا پیچھا کرنے میں بھی آسانی رہے گی آپ مجھے اپنا نمبر بھی دے دیں تاکہ میں آپ سے رابطے میں رہوں۔۔۔۔۔"

عفان نے آرام سے ساری بات آفیسر کے سامنے رکھی۔ آفیسر نے ستائش بھری نظروں سے اس کو دیکھا۔

"ڈیوڈ ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں کہ آپ کو اتنی تکلیف برداشت کرنی پڑی ہمیں اندازہ ہو گیا ہے کہ آپ بے قصور ہیں ہمیں پتہ چلا ہے کہ وہ لڑکی کی کسی اور کے ساتھ آگے گئی ہے آپ اب آزاد ہیں ایک بار پھر ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں۔۔۔"

پولیس آفیسر نے نہایت شائستہ انداز میں ڈیوڈ سے معذرت کرتے ہوئے رہائی کا پروانہ سنایا تو ڈیوڈ کی بانچھیں چر گئیں۔ اسے اب اپنی منزل اور آسان لگنے لگی تھی کیونکہ کہ اسے جو پولیس سے خطرہ تھا وہ بھی ٹل گیا تھا وہ پولیس کی نظر میں معصوم ٹھہرا تھا۔

پولیس اسٹیشن سے نکلنے کے بعد اس کا رخ سیدھا اپنے گھر کی جانب تھا۔ گھر پہنچ کر اس نے اطمینان سے فریش ہو کر کپڑے تبدیل کیے روزی نے دو دن کی رودار پوچھنے کی کوشش کی تو اس کو ضروری کام کا کہہ کر ٹال گیا اور کھانا کھا کر سو گیا اس کے تعاقب میں آیا عفان اس کے فلیٹ کے سامنے ہی گاڑی میں بیٹھا رہا۔ ساری رات یوں ہی نظر ٹکائے وہ ڈیوڈ کے فلیٹ کی طرف دیکھتا رہا

صبح تقریباً پانچ بجے وہاں سے فلیٹ سے باہر آتا نظر آیا باہر آکر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور عفان کے قریب سے گاڑی گزار کر سیدھا چلا گیا چند منٹ انتظار کرنے کے بعد عفان نے اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی اس وقت ٹریفک نہیں تھی اس لیے اسے کسی قسم کی پریشانی کا

سامنا نہیں کرنا پڑا اس نے کوشش کی کہ ڈیوڈ گاڑی سے اپنا فاصلہ اتنا رکھے کہ اسے شک نہ ہو اور وہ اس میں کامیاب بھی ٹھہرا تھا۔ اس کا تعاقب کرتے ہوئے عفان نے میری کے کیس پر کام کرنے والے پولیس آفیسر کا نمبر ملا کر اسے میسج کر دیا تاکہ وہ کسی بھی سچویشن کے لیے پہلے سے الرٹ ہو جائے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ ڈرائیونگ کرنے کے بعد عفان نے ڈیوڈ کی گاڑی ایک سنسان جگہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھی جہاں پر پرانی طرز کے مکانات تھے۔ عفان نے لوکیشن پولیس آفیسر کو سینڈ کر دی۔

آپ سب کو یقیناً اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ماہم کی بے وقوفی کے پیچھے کیا وجہ چھپی ہوئی تھی۔ ویسے مجھے آپ سب سے ایک شکایت ہے۔۔

پڑھنے والے اتنے زیادہ اور کمیونسٹس والے آخر اتنے کم کیوں ہیں؟

امید کرتی ہوں کہ میری یہ شکایت میرے ریڈرز دور کرنے کی کوشش کریں گے۔  
ویری سوری آج لائٹ نہیں تھی اس لیے اپنی لیٹ ہو گئی۔

ڈیوڈ نے گاڑی ایک خستہ حال مکان کے سامنے روکی۔ عفان اپنی گاڑی کی سپیڈ پہلے ہی آہستہ کر چکا تھا اس نے کوشش کی تھی۔

اس کی گاڑی ڈیوڈ کی نظروں سے اوجھل ہی رہے اس لیے اس نے کافی آگے جا کر گاڑی روکی اور وہ اب گردن موڑ کر ڈیوڈ کو دیکھ رہا تھا جو گاڑی سے اتر کر اس کا خستہ حال مکان کے دروازے پر لگاتالا کھول رہا تھا۔

عفان کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد گاڑی سے اتر کر تیز تیز چلتا ہوا مطلوبہ مقام تک پہنچا گاڑی سے اترنے سے پہلے اس نے میسج کر کے آفیسر کو انفارم کر دیا تھا اور اپنے اگلے میسج کا انتظار کرنے کا بھی کہہ دیا تھا کہ وہ صورتحال کا جائزہ لے سکے اور کوئی گڑبڑ ہونے کی صورت میں انہیں آگاہ کر سکیں۔

ڈیوڈ کمرے کی کندھی کھول کر اندر داخل ہوا تو میری نیم بے ہوش کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔ "اپنے باپ کی طرح تم بھی بہت ڈھیٹ ہو اسے بھی کئی بار مارنے کی کوشش کی مگر ہمیشہ بچ جاتا تھا تم تو اس سے بھی چار ہاتھ آگے ہو۔۔۔۔۔"

نیم بے ہوش میری کو بالوں سے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑتے ہوئے ڈیوڈ نے غصے سے کہا۔ تین دن سے میری کے حلق سے ایک نوالہ نیچے نہیں اترتا تھا یہی وجہ تھی کہ کمزوری کے باعث اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھی مگر اس کی سماعت میں ڈیوڈ کا ایک ایک لفظ اتر رہا تھا۔ "میں نے سوچ لیا ہے اب میں تیری شادی ایسے ہی بے ہوشی میں جیکسن سے کرواؤں گا چار پیسے تو لگیں گے مگر میرا کام ہو جائے گا۔۔۔۔۔"

ڈیوڈ کا لہجہ زہریلا تھا۔



عفان نے دبے پاؤں کمرے کے قریب قدم رکھا تو ڈیوڈ کے الفاظ اس کی کانوں میں پڑے۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ ڈیوڈ میری سے مخاطب ہے مگر اس کے لیے تشویش کی بات یہ تھی کہ میری آگے سے جواب نہیں دے رہی تھی۔

عفان نے محتاط طریقے سے ایک طرف ہو کر ہلکا سا اندر جھانکا اور فوراً ہی ٹھٹک کر سیدھا ہو گیا۔ وہ میری کو دیکھ چکا تھا۔ اپنے آپ پر قابو پا کر وہ ویسے ہی بے قدموں باہر کی جانب بڑھا جیسے اندر داخل ہوا تھا وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا تھا اس لئے باہر جاتے ہی اس نے سیج کر کے پولیس آفیسر کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ پولیس کی گاڑی اس جگہ سے پانچ منٹ کے فاصلے پر موجود تھی عفان نے ان کو سائرن بند کر کے آنے کی ہدایت کی تاکہ ڈیوڈ آواز سن کر بھاگ نہ جائے۔

لگے پندرہ منٹ میں پولیس ڈیوڈ کو قابو کر کے میری کو بازیاب کرا چکی تھی۔ عفان بے ہوش لگے میری کو جلدی سے اٹھا کر باہر کی جانب دوڑا اس کا رخ اپنی گاڑی کی طرف تھا پولیس کا ایک آدمی اس کے ساتھ تھا جو ہاسپٹل بھی ساتھ جا رہا تھا۔

"ڈاکٹر پیشنٹ کیسی ہے؟"

آدھے گھنٹے بعد آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر نکلے عفان اور سحان تیزی سے آگے بڑھے اور ان کے قریب جا کر پوچھا۔ عفان کے اطلاع دیتے ہی سحان اور شہباز صاحب آگئے تھے۔

"کمزوی کی وجہ سے بے ہوش ہے اور شدید تشدد کی وجہ سے ذہنی حالت بہت مخدوش ہے  
-پیشنت کے ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ چیک اپ کرنے کے بعد ہی صورت حال واضح ہو  
گی۔۔۔"

ڈاکٹر میں صورتحال سے آگاہ کر کے اپنے کیمین کی جانب چلے گئے۔  
"میں واپس جا رہا ہوں تم ادھر ہی ٹھہرنا میری کو ہوش آگیا تو ڈاکٹر سے چیک اپ کے بعد مجھے  
بتا دینا۔۔۔"

عفان کی سنجیدہ صورت سبجان سے پوشیدہ نہیں تھی۔

"بھائی پلیز آپ کی یہیں رکیں میری ہوش میں آتے ہی یقیناً آپ کا پوچھے گی ہم سب سے زیادہ  
وہ آپ سے ایچ ہے۔۔۔"

سبجان کی بات پر عفان نے جن نظروں سے اسے دیکھا تھا سبجان اپنی جگہ شرمندہ ہو گیا اسے  
اندازہ تھا وہ ماہم کی وجہ سے ہی یہاں رکنا نہیں چاہ رہا۔

"سبجان آپ گھر کب آنا ہے فضول میں چھوٹے سے کام کی وجہ سے گھر سے باہر ہیں۔۔۔"  
شہباز صاحب اس بات سے واقف نہیں تھے اس لیے ان کو عفان نے یہی بتایا تھا اسے  
ضروری کام ہے اس لیے کچھ دن باہر ہی رہے گا۔

"پاپا مجھے نہیں پتا کتنے دن لگیں گے فی الحال مجھے اجازت دیں آفس سے دیر ہو رہی ہے  
۔۔۔"

عفان نرمی سے کہتا انہیں خدا حافظ کہہ کر ناک کی سیدھ میں چلتا باہر نکل گیا۔ سبجان نے تاسف سے اسے جاتے دیکھا وہ جتنی مرضی کوشش کر چکا تھا مگر عفان کچھ سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس بات کو اس نے دماغ پر سوار کر لیا تھا۔

"پاپا میں ماما کو ہسپتال لے کر آتا ہوں میری ہوش میں آئی تو ماما کا اس کے پاس ہونا زیادہ ضروری ہے۔۔۔۔"

سبجان شہباز صاحب کو آگاہ کر کے منزہ بیگم کو لینے کے لئے چل دیا۔ وہ ان کو لے کر واپس آیا تو میری کو ہوش آ جاتا تھا اور ڈاکٹر اندر چیک اپ کر رہے تھے منزہ بیگم بھی پریشان سی وہی شہباز صاحب کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ پریشانی ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ دل ہی دل میں اس کی خیریت کی دعا مانگتی میری کی سگی ماں لگ رہی تھیں۔

"ہم نے ان کا مکمل معائنہ کر لیا ہے وہ ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب ہیں۔۔ آپ لوگ جتنا ان کو وقت دیں گے ان کے ساتھ ساتھ رہیں گے وہ اتنی جلدی ریکور کریں گی۔۔ آپ کی محبت ان کو ٹھیک ہونے میں مدد دے گی میں نے میڈیسن اور ڈائٹ پلین لکھ دیا ہے کچھ دیر میں آپ مریضہ کو گھر لے کر جا سکتے ہیں۔۔۔۔"

ڈاکٹر باہر آکر شہباز صاحب سے مخاطب ہوا اور انہیں تفصیل سے آگاہ کیا شہباز صاحب نے اس کے ہوش میں آنے کا سن کر شکر ادا کیا سبجان نے فوراً ہی فون کر کے عفان کو بتا دیا۔

"میری۔۔ میری بیٹی کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔۔؟"

سب سے پہلے منزہ بیگم اس سے ملنے کے لیے آئی تھیں۔ انہوں نے قریب آکر میری کے ماتھے پر بوسہ دیا تو میری دونوں ہاتھوں سے ان کو پکڑ کر لپیٹی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"میری بچے سب ٹھیک ہے آپ محفوظ ہو۔۔ ہم سب آپ کے پاس ہیں۔"

وہ اسے پچکاری محبت سے دلاسا دے رہی تھیں۔

"اما بہت درد ہو رہا ہے اس نے بہت مارا تھا۔۔۔ اما بچھو ڈالے میرے کپڑوں پر۔۔۔۔ سانپ چھوڑ دیا کمرے میں۔۔۔۔ اما وہ کہتا تھا جیکسن سے شادی کرو تو چھوڑو گا۔۔۔۔ اما بہت تکلیف ہے۔۔۔"

وہ ننھی بچی کی طرح ان سے لپٹی اپنی ایک ایک تکلیف بتا رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اس کو کروٹ کے بل لٹایا ہوا تھا کہ اس کی کمر پر زخم تھے جو رسی سے مارنے کی وجہ سے ہوئے تھے۔

"میرا بچہ ڈاکٹر نے درد کے لیے انجکشن لگائے ہیں آرام آجائے گا اور اب سب بھول جاو میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔ اس جانور کو پولیس نے پکڑ لیا ہے اس لیے اب پریشان نہیں ہونا وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ دیکھنا کورٹ اسے سخت سزا سنائے گی۔۔۔۔"

اپنے ہاتھوں سے اس کے بال سنواری نرمی سے بولتی جا رہی تھیں اس بچی کی تکلیف انہیں دل پر محسوس ہو رہی تھی ان کی آنکھیں میری کی تکلیف پر نم تھیں۔

"عفان بھائی کیوں نہیں آئے مجھ سے ملنے کے لئے میں نے کتنی دعائیں مانگی کہ عفان بھائی مجھے ڈھونڈ لیں۔۔۔"

میری روتے ہوئے انہیں بتا رہی تھی۔

"بیٹا آپ کو عفان بھائی ہی لے کر آئے تھے وہ ہی ڈیوڈ کے پیچھے گیا تھا اور پھر پولیس کی مدد سے آپ کو وہاں سے رہائی دلوائی۔۔۔"

"اما آپ سچ کہہ رہی ہیں میں نے آپ کے اللہ سے سے دعا کی تھی دیکھیں آپ کے اللہ نے میری دعا قبول کر لی آپ مجھے ٹھیک طرح سے دعا کرنا سکھائیں گی۔۔۔"

میری ان کی بات سن کر تکلیف کے باوجود بہت خوش ہوئی تھی اور اس سے بھی زیادہ خوشی منزہ بیگم کو ہو رہی تھی میری کی بات سن کر۔

"میرا بیٹا وہ صرف میرا اللہ نہیں سب کا ہے آپ کو دعا سیکھنے کی ضرورت نہیں آنکھیں بند کر کے دل سے جو مانگیں وہ قبول کرے گا اگر آپ کے حق میں بہتر ہوا تو۔۔۔۔۔"

انہوں نے نرمی سے سمجھایا۔

"آپ ابھی تھوڑی دیر سو جائیں تاکہ آپ کو آرام آئے اپنی حالت دیکھیں کتنی خراب ہو رہی ہے شام کو گھر جائیں گے تو اطمینان سے آپ سے باتیں کریں گے۔۔۔۔۔"

اس کو دوبارہ منہ کھولتا دیکھ کر منزہ بیگم نے لڑکا وہ بھی ان کی بات مانتے آنکھیں بند کر کے اچھے بچوں کی طرح لیٹ گئی۔

"میں سبجان کو بھیجتی ہوں وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔"



منزہ بیگم میری سے کہا اور باہر آکر شہباز صاحب کو اس کی کنڈیشن سے آگاہ کیا۔ سحان اندر باچکا تھا۔

"میری -- کیسی طبعیت ہے؟"

اس کے بند آنکھوں کو دیکھ کر سحان نے آہستہ آواز میں میں پوچھا تو میں نے جھٹ سے آنکھیں کھول کر سحان کو دیکھا اس کی آنکھوں میں عجیب کیفیت تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ سوچ رہے ہوں گے نہ کہ میں اغوا ہوئی تھی تو میرے ساتھ اس اغوا کار نے کیا سلوک کیا ہوگا۔"

میری جیسے اس کا چہرہ پڑھتی کرب سے بولی۔ سحان نے تڑپ کر بستر پر پڑا اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔

"میں کچھ نہیں سوچ رہا تمہیں فضول میں اپنا دماغ لڑانے کی کوئی ضرورت نہیں آرام کرو اور جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ ہمیں ہنستی بولتی میری واپس چاہیے۔"

اس کا ہاتھ نرمی سے سہلاتے سحان نے محبت سے کہا تو میری نے چند لمحے اس کو دیکھا اور چہرہ موڑ لیا۔

"میں کوئی بچی نہیں سحان سب کچھ اچھے طریقے سے جانتی ہوں۔"

دوسری طرف چہرہ گھمائے اس نے جس اذیت سے کہا تھا سحان کو تو آگ ہی لگ گئی۔

"میں نے بنا لحاظ کیے تمہیں ایک تھپڑ رسید کرنا ہے۔۔ اگر تم نے کسی قسم کی کوئی فضول بات کی تو مجھ سے برا نہیں ہوگا۔۔ میں جو تمہیں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں تم سے کچھ نہیں پوچھنا۔۔ تم خیریت سے واپس مل گئی ہو ہمارے لیے یہی بہت ہے۔۔ ٹھیک ہو جاؤ پھر میں تمہارے دماغ کے پیچ ٹائٹ کرتا ہوں جو کچھ زیادہ ہی ڈھیلے ہو گئے ہیں۔۔"

سبحان نے اس کا چہرہ تھام کر اپنی طرف کرتے ذرا سخت لہجے میں ڈپٹا اور چہرے سے ہاتھ ہٹا کر نرمی سے۔ انگلیوں کی پوروں سے اس کے بہتے آنسو صاف کیے۔

"میں ابھی اس سے زیادہ کا حق نہیں رکھتا اس لیے پلیز تم رونا بند کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔"

اسے روتا دیکھ کے گھمبیر لہجے میں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے نرمی سے لٹکا تو میری گلابی ہوتی ہونٹ بھیج کر آنکھیں بند کر گئی۔ سبحان نے دل میں اطمینان اترتا محسوس کیا۔

:"میری عفان بھائی کی کال ہے بات کر لو۔۔۔۔۔" اسے موبائل کی بیل پر سبحان نے کال اٹینڈ کی اور عفان کی بات سن کر میری کو مخاطب کیا۔

"اب کیسی طبیعت ہے میری گریبا کی۔۔"

عفان کی آواز موبائل سے اتری تو میری نے سسکی بھری۔

"بھائی مجھے آپ کی ضرورت تھی اور آپ نہیں آئے۔۔"

میری کی آواز سن کر کرب سے آنکھیں میچیں۔ اسے کیا بتاتا کہ اس وقت وہ کس اذیت سے گزر رہا تھا۔

"آپ میری بہت اچھی بہن ہو اچھی بہن بھائی کی ہر بات مانتی ہے آپ نے ماما کو تنگ نہیں کرنا میں ضروری کام سے شہر سے باہر ہوں جیسے ہی فارغ ہوا سب سے پہلے آپ کے پاس آؤ گا۔۔"

عفان نے نرمی سے اسے سمجھایا کچھ دیر میری سے بات چیت کرنے کے بعد موبائل بند کر کے ٹیبل پر رکھا اور کرسی کے پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیا اس وقت وہ کچھ نہیں سوچنا چاہ رہا تھا بخار کی وجہ سے پہلے ہی جسم میں شدید درد تھا۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>

"فاطمہ مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔۔ وہ نہ مجھ سے بات کر رہے ہیں اور نہ ہی میری شکل دیکھنے

کے روادار ہیں <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

ماہم فاطمہ کو بتا چکی تھی کہ وہ عفان کے ساتھ ساتھ کس طرح پیش آئی فاطمہ نے اس کی بات سن کر اپنا سر پیٹ لیا۔۔"

"میرا بھائی بہت سیدھا سادہ بندہ ہے مجھے یقین ہے اگر تم ان کے پاس جا کر معافی مانگو گی تو

وہ تمہیں معاف کر دیں گے اس کا ازالہ تب ہی ممکن ہے جب تم جا کر اپنی غلطی کی تلافی کروں گی۔۔۔"

فاطمہ نے اسے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔

"میں کیسے جاؤں کیسے بات کروں ان سے وہ میری کال نہیں اٹینڈ کر رہے اور نہ ہی اپنا پتہ بتا رہے ہیں۔۔"

"گھر میں کسی کو تو پتا ہوگا ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ عفان بھائی بالکل ہی سب سے کٹ کر رہ رہے ہو تم انکل سے معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کہاں ہے نہیں تو میں کبیر سے کہتی ہوں ہو وہ عفان بھائی سے پوچھتے ہیں اگر انہوں نے بتا دیا تو میں تمہیں میسج کر دو گی۔۔۔"

فاطمہ نے اسے بھرپور تسلی دے کر فون بند کیا اور کبیر کو کال کر کے عفان سے ایڈریس پوچھنے پر لگا دیا۔ ماہم کمرے میں بے چینی سے پھیلی ہوئی فاطمہ کے میسج کا انتظار کر رہی تھی اس کو بے تابی سے انتظار کرتے آدھا گھنٹہ گزر گیا جب موبائل کی بپ سنائی دی اس نے جلدی سے فون اٹھا کر ان انبلاک کیا اور میسج کھولا۔

"عفان بھائی وڈورڈ سٹیٹ پر موجود اپارٹمنٹ نمبر 98 میں موجود ہیں۔۔"

فاطمہ کا میسج پڑھ کر مانم حیرانگی سے سوچنے لگی کہ یہ کس کا اپارٹمنٹ ہے جہاں عفان رہ رہا ہے کیونکہ اس کی نالج میں ایسی کوئی رہائش نہیں تھی۔

ماہم نے فاطمہ کو شکریہ کا میسج سینڈ کیا اور تیزی سے اپنی الماری کی طرف سے کچھ ہی دیر میں کپڑے تبدیل کر کے عبا یا پہن کر اس نے نقاب کیا اور باہر کی جانب دوڑی موبائل پر میسج

کمر کے اس نے سجان کو اپنے دوست کی طرف جانے کا بتایا اور آکر ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا۔ دس منٹ بعد وہ اپارٹمنٹ کے نیچے موجود تھی۔ ڈرائیور کا واپس بھیج کر وہ کپکپاتی ٹانگوں سے سیڑھیاں چڑھ کر سیکنڈ فلور پر آئی جہاں سیدھے ہاتھ پر اپارٹمنٹ 98 تھا۔

کپکپاتے ہاتھ سے اس نے ڈور بیل پر انگلی رکھی دور سے ہلکی سی بیل کی آواز سنائی دی کچھ دیر بعد قدموں کی آواز ابھری ماہم کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔ اپنے ہاتھوں کو اضطرابی کیفیت میں کھولتے بند کرتے اس کا دھیان دروازے پر تھا جہاں اب لاگ کھولنے کی آواز آرہی تھی۔

"جی فرمائیے۔۔۔"۔۔۔؟

عفان عجلت میں بولا اور ساتھ ہی ٹھٹک کر اسے دیکھا۔ پہچان کا مرحلہ سیکنڈ سے بھی کم وقفے میں طے ہوا۔ عفان دروازہ کھلا چھوڑ کر اندر واپس چلا گیا اور اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔ ماہم نے آنسو صاف کرتے اندر قدم رکھے عفان کے گریز سے اسے شدید کرب سے دوچار کیا تھا۔

لاونج میں آکر عبایا اتار کر اس نے دوپٹہ اوڑھا اور وہیں صوفے پر بیٹھ کر نگاہ عفان کے کمرے کے دروازے ہر جمادی۔ آنسو بدستور بہہ رہے تھے۔ کسی وقت ہلکی سی سسکی بھی ابھرتی۔

اندر کمرے میں بیٹھا عفان بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو ماہم کو سامنے دیکھتے ہی عود آیا تھا۔ بے شک وہ ماہم کی ویڈیو دیکھ چکا تھا مگر اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ ماہم سے بات کرے۔



کتنی دیر گزر گئی مگر عفان کمرے سے باہر نہیں نکلا ماہم ہمت کر کے اٹھی اور عفان کے کمرے کے دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ دروازہ لاک نہیں تھا ہلکی سی کلک کی آواز پر دروازہ کھل گیا۔ ماہم نے جھجکتے ہوئے اندر قدم رکھا۔ عفان کی دروازے کی جانب پشت تھی اس کے باوجود وہ اس کا اندر آنا محسوس کر چکا تھا۔ ماہم چند قدم چل کر اس کے قریب آئی اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ عفان نے نظریں دیوار پر جمی تھیں تاہم سر جھکائے چند لمحے یوں ہی خاموش بیٹھی رہی۔

"میں جانتی ہوں میری غلطی معافی کے قابل نہیں۔۔۔ میں یہاں آپ سے معافی مانگنے آئیں بھی نہیں۔۔۔ کیوں کہ اپنی غلطی کے لیے سزا بھی میں نے خود منتخب کی ہے آپ سے دوری کی سزا یہاں میں صرف آپ سے اتنا کہنے آئی ہو کہ پلیر اس گھر کے مکین آپ کو بیٹا کہتے ہی نہیں مانتے بھی ہیں سبحان شعبان آپ کو بڑے بھائی کا درجہ دیتے ہیں آپ میری غلطی کی وجہ سے ان سے یہ رشتے اور مان مت چھینئیے اس وقت میری جس ٹراما سے گزر رہی ہے اس وقت اسے ایک مخلص بھائی کی ضرورت ہے جو اسے بیٹیوں جیسا مان دیتا ہے۔۔۔۔۔ آپ اپنے ذہن سے میری کہی ہوئی ہو ساری بکواس کو فراموش کر دیں بس یہ سوچ کر میری سے رشتہ نبھائیں کہ آپ نے ایک مرتے ہوئے شخص سے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ میں نے جو بھی بکواس آپ سے کی تھی وہ سب دوسرے لوگوں کی باتوں میں آکر کی اور کچھ میری دوست کے ساتھ ہوا حادثہ میرے دماغ کی خرابی کا سبب بنا۔۔۔۔۔ میری حماقت دیکھیں آپ

پر بہتان بھی لگا دیا۔۔ میں ایک بار پھر کہہ رہی ہوں کہ مجھے معافی نہیں چاہئے آپ پایا کوان کا بیٹا اور میری کو اس کا بھائی واپس کر دیں۔ بس یہ سوچ ذہن میں رکھیں کہ آپ نے مرتے ہوئے شخص سے اس کی بیٹی کی سرپرستی کا وعدہ لیا تھا اور آپ کو اپنا یہ وعدہ ہر حال میں نبھانا ہے۔۔۔۔۔"

وہ آنسو بہاتی آہستہ آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بات کر رہی تھی۔ اس دوران نے ایک لمحہ کے لئے بھی ماہم کو نہیں دیکھا تھا اس تکلیف دہ سوچ نے ماہم کو مزید درد سے دوچار کیا تھا۔ وہ کچھ دیر انتظار کرتی رہی مگر عفان ہنوز خاموش تھا۔

"آپ اس گھر میں اپنوں کے پاس واپس آجائیں میں وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کے سامنے نہیں آؤں گی میں آپ کو ڈیزور نہیں کرتی یہ بات مجھے اچھی طرح سمجھ آگئی ہے۔۔۔"

ماہم اپنا چہرہ صاف کرتی کھڑی ہوئی اور ایک نظر عفان پر ڈالی جو اس سے بے نیاز نظر آ رہا تھا چند لمحے یوں ہی کھڑی عفان کی جانب سے کسی بات کی منتظر رہی مگر اس کی جامد چپ نے ماہم کو باور کروایا کہ وہ اس شخص کو اس کی برداشت سے زیادہ تکلیف دے چکی ہے۔

وہ اپنے آپ کو سنبھال کر مزید رکنے کے بجائے سسکی منہ میں دبائے کمرے سے باہر نکلی اور صوفے پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے دبی آواز میں ہچکیوں سے رو دی ۔

اندر بیٹھے عفاں کی سماعت میں اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں درد بند کر اتر رہی تھی اس نے اپنے دل کو ٹولا وہاں ماہم کو تکلیف میں دیکھ کر اداسی ڈیرہ ڈال رہی تھی مگر دماغ مسلسل

کسی بھی پیش قدمی سے روکنے پر زور دے رہا تھا عفان کی برداشت جواب دے گئی تو جھٹکے سے اٹھ کر باہر نکلا۔

"عبایا پہنے میں آپ کو گھر چھوڑ دو۔۔۔۔۔"

اس کی آواز سرد تھی۔ ماہم نے آنسو صاف کرتے عفان کو دیکھے بغیر عبایا پہنا۔ اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے اور ان کی کپکپاہٹ عفان سے مخفی نہیں رہ سکی تھی وہ عبایا پہن کر عفان کے قریب سے گزر کر باہر دروازے کی جانب بڑھی جب عفان کی آواز نے اس کے قدموں کو جکڑ لیا۔ اسے لگا جیسے جس طوفان کا وہ انتظار کر رہی تھی وہ اب اس سے چند ساعتوں کی دوری پر تھا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دل کو مضبوط کیا۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>

[Support@classicurdumaterial.com](mailto:Support@classicurdumaterial.com)

ماہم نے ہمت کر کے عفان کی جانب رخ موڑا مگر سر اٹھانے کی ہمت نہیں کر سکی۔

"معافی کیوں نہیں مانگی آپ نے۔۔۔۔۔؟"

عفان کا لہجہ سادہ اور چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے عاری تھا ماہم چونکی اسے عفان سے ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔

"میں نے کہا نا میری غلطی معافی کے قابل نہیں۔۔۔۔۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں

سمجھتی۔۔۔۔۔ میں نے آپ پر بہتان لگایا۔ اپنی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر میں اللہ کے حضور

جھک کر معافی مانگ چکی ہوں مگر آپ سے معافی مانگنے کے قابل نہیں سمجھتی میں اپنے آپ کو۔۔۔۔۔"

وہ سسکتے ہوئے سر جھکائے جواب دے رہی تھی۔  
 عفان کچھ دیر یوں ہی خاموش کھڑا اس کو دیکھتا رہا پھر چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور چہرہ ہاتھوں میں لے کر تھوڑا سا اوپر اٹھایا۔ ماہم کے آنسو اس کا حجاب تر کر چکے تھے عفان نے نرم نگاہ سے اس کو دیکھا اور چٹکی سے پکڑ کر اس کا نقاب نیچے کیا۔ رونے کی وجہ سے اس کا ناک سرخ ہو رہا تھا۔ چہرے پر زردی تھی جبکہ آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔

"میں شاید آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کر پاتا کیونکہ انسان کا کردار اس کے لیے بہت معنی رکھتا ہے اور ایک پاک باز انسان کے کردار پر لگا داغ اسے سب کی نظروں میں گرا دیتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کی حیثیت کا تعین بھی کر جاتا ہے۔۔۔ آپ کے دیئے زخموں پر مرہم سبجان اور ماما نے رکھا۔۔ ان کے الفاظ نے میرے زخموں کو رفو کیا۔۔ میں نے دل میں اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو کبھی بھی تکلیف نہیں ہونے دوں گا مگر بد قسمتی سے آپ خود ہی اپنی تکلیف کا سبب بن گئیں۔۔۔۔۔"

اس کے چہرے کو نہایت نرمی سے صاف کرتا نظر اس کے چہتے پر لٹکائے ہوئے تھا جو عفان کے ہاتھوں کے لمس کی گرمی سے سرخ ہو رہا تھا۔ عفان کی دھیمی آواز بخوبی ماہم کو سنائی دے رہی تھی۔

"جب آپ کو لگے کہ میری سزا ختم ہو جانی چاہیے تب آپ مجھے معاف کر دیجیے گا۔۔۔ میں آپ کی معافی کی منتظر رہوں گی۔۔۔"

ہچکیوں کے درمیان ماہم نے جھکی پلکوں کے ساتھ کہا اس کی آواز بات کرتے ہوئے کپکپا رہی تھی۔

"میں نے اگر آپ کو معاف نہ کیا ہوتا تو اپارٹمنٹ کا دروازہ آپ کے لیے کھلا نہیں چھوڑتا۔۔۔"

عفان کے منہ سے نکلے الفاظ پر ماہم ہچکیاں جیسے تھم سی گئیں۔۔ اس نے نظر اٹھا کر عفان کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی اور اسی بے یقینی کے حصار میں پھوٹ پھوٹ کر روتی عفان کے پیروں میں گر کر اس کے پاؤں تھام گئی۔ عفان نے تڑپ کر اس کے ہاتھوں سے اپنے پیروں کو آزاد کروایا اور اسے کھینچ کر کھڑا کیا ان کے درمیان فاصلہ ہنوز برقرار تھا جسے عفان نے لمحے میں ختم کر کے ماہم کو بانہوں کے گھیرے میں لیا۔۔ اس کی گرفت مضبوط تھی جیسے اسے دل میں چھپانا چاہ رہا ہو۔

"مجھے معاف کر دیں میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر میری نادانی میری بھول سمجھ کر۔۔۔"

وہ زار و قطار روتی عفان سے مخاطب تھی۔

"میں نے معاف کر دیا ماہم۔۔۔ رونا بند کریں۔۔۔ آپ سے دور گزارے یہ پندرہ دن آپ کی سزا اور میرا امتحان تھے۔۔۔۔ ان پندرہ دنوں میں جب میں سوچتا کہ آپ کو معاف نہیں کروں گا



تب تب میرے دماغ میں ایک ہی بات گردش کرتی کہ جب اللہ ہمارے اتنے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر کے ہمیں بخش سکتا ہے تو ہم انسانوں کی کیا اوقات کہ وہ دوسرے انسان کو اس کی غلطی پر معاف کر کے غلطی سدھارنے کا موقع نہ دیں۔۔۔۔۔ شیطان مجھے بار بار بہکاتا مگر اللہ کا شکر ہے کہ میں اس کے بہکاوے میں آنے سے بچ گیا۔

یہ بات مجھے یاد کروانے والا کبیر تھا جس نے میری توجہ ماں جی کی یاد کروائے ہوئے سبق کی طرف دلوائی جو اپنی تکلیف میں میں بھلا چکا تھا۔۔۔۔۔"

ماہم کی سسکیاں وقفے وقفے سے جاری تھیں۔ عفان نے اسے بانہوں کے گھیرے سے نکال کر اپنے سامنے کر کے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ صاف کیا ماہم کی ہمت نہیں ہوئی کے پلکیں اٹھا کر عفان کو دیکھتی۔

"آج کے بعد ہمارے درمیان اس موضوع پر کوئی بات نہیں ہوگی۔۔۔ آج کے بعد میں آپ کو روتا ہوا نہیں دیکھو۔۔۔ ویسے بھی آپ نے میرے سارے سرپرائز پر پانی پھیر دیا میں نے یہ اپارٹمنٹ شادی کے بعد رہنے کے لیے خریدا تھا میرا ارادہ آپ کو سرپرائز دینے کا تھا اگر آپ نے خود یہاں آ کر میرے سرپرائز کا تیا پانچا کر دیا۔۔۔۔۔ اس اپارٹمنٹ کے آدھے پیسے ایان بھائی نے دیے تھے۔۔۔۔۔"

اس کے یوں بتانے پر ماہم ایک بار پھر شرمندہ ہوں گئی۔

"آپ کو مجھے صفائی دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔"

- "آپ پھر بے وقوفی کر رہی ہیں --- میں آپ کو کوئی صفائی نہیں دے رہا بلکہ اپنی شریک حیات کو اپنے ہر عمل کے متعلق بتانا شوہر کا فرض ہوتا ہے اسی تناظر میں نے آپ کو بتایا ہے ---"

"سوری - " ماہم مہمنائی۔

"اب رونا بند کریں ورنہ میٹی اپارٹمنٹ میں سیلاب آجائے گا۔۔۔۔۔"

اس کے آنسو بہنے بند نہی ہوئے تو عفان نے نرمی سے ٹوکا۔

"ہاسپٹل چلیں --- میری روز آپ کا پوچھتی ہے۔۔۔۔۔"

آپنے آپ پر قابو پاتے ماہم نے ذرا کی ذرا پلکیں اٹھا کر اس دشمن جاں کو دیکھا جو اس کی پوری ہستی پر قبضہ کر چکا تھا۔

"چلتے ہیں --- میں اپنی چیزیں لے آؤ۔۔۔۔۔"

عفان نے نرمی سے کہا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ ماہم نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف

منہ کر کے شکر کے کلمات ادا کیے تھے کچھ دیر میں عفان کی ہمراہی میں قدم اٹھاتی وہ اپنے

آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی قرار دے رہی تھی۔ وہ چلتے ہوئے دل ہی دل میں فاطمہ کو

دعائیں دے رہی تھی جس نے اسے ہمت دلائی تھی عفان کے پیچھے آنے اور بات کرنے کی

اور اس کے ساتھ چلتا عفان کبیر کا شکر گزار تھا جس کے سمجھانے کی وجہ سے وہ انتہائی قدم



"ماشاء اللہ ان کا فریکچر اب ٹھیک ہے اس کے باوجود اب آپ نے ایک مہینہ مزید احتیاط کرنی ہے وزن نہیں اٹھانا اور ہیل نہیں پہننی مہینے بعد دوبارہ آپ نے چیک اپ کروانا ہے ان کے ہاتھ کی ہڈی بھی اب بیٹھ گئی ہے مگر ہاتھ کے لئے بھی ایک مہینہ احتیاط ضروری ہے تاکہ ٹھیک طرح سے سیٹ ہو جائے۔۔۔"

ڈاکٹر مراد کو ہدایات دے رہا تھا صائمہ کا پلستر کھل چکا تھا اور ایک طرف بیٹھی ڈاکٹر کی باتیں سن رہی تھی۔

"صائمہ تم یہاں پر کبیر کے ساتھ انتظار کرو میں کوکب کو دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔۔۔"

موبائل پر ٹائم دیکھنے کے بعد مراد نے صائمہ اور کبیر کو کہا اور خود کوکب کو دیکھنے کے لئے دوسری سائیڈ پر آگیا جہاں کوکب چیک اپ کے لیے اندر جا چکی تھی۔

"ڈاکٹر نے یہ ٹیسٹ لکھ کر دیا ہے ابھی کروانا ہے دس منٹ میں رپورٹ مل جائے گی۔۔۔۔۔"

کوکب باہر آئی تو مراد کو کھڑے دیکھ کر ایک چٹ اس کی طرف بڑھائی۔

"یہ کس چیز کا ٹیسٹ ہے۔۔۔؟"

مراد نے کاغذ پر نگاہ دوڑائی مگر ڈاکٹر کے ڈالے گئے کیڑے اس کی سمجھ سے باہر تھے۔

کچھ دیر میں ٹیسٹ دے کر مراد اسے صائمہ کے پاس ہی لے آیا۔

"پندرہ منٹ ہو گئے ہیں رزلٹ آگیا ہو گا۔ میں پوچھ کر آتا ہوں۔۔۔۔۔"

کوکب اپنی طبیعت کی وجہ سے بیزار بیٹھی تھی۔ صائمہ کے چہرے پر بھی تھکن کے آثار تھے جبکہ کسیر ایک طرف کھڑا موبائل پر مصروف تھا۔ مراد ہاتھ میں رپورٹ پکڑے واپس آیا تو اس کے چہرے پر خوشی کے واضح آثار تھے کسیر نے غور سے اس کا چہرہ جانچا۔

"کیا بات ہے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے۔۔۔"

کسیر کا لہجہ شرارتی تھا۔

"سمجھ لے خزانہ ہی ہے۔۔۔ پہلے ذرا میں اپنی بیگم سے بات کر لو پھر بتاتا ہوں۔۔۔۔۔"

وہ اسے ٹال کر کوکب کے پاس آیا۔

"اٹھو رپورٹ آگئی ہے ڈاکٹر کوچیک کروا کر آتے ہیں۔۔۔"

۔۔ ہم تھوڑی دیر تک آتے ہیں تم لوگ جا کر گاڑی میں بیٹھو۔۔۔"

مراد کوکب کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے کسیر سے مخاطب ہوا اور پھر کوکب کو لے کر ڈاکٹر

کے کلبین کی جانب بڑھ گیا۔

"تمہاری رپورٹ پازیٹو ہے۔۔۔۔"

اس کے ساتھ چلتے ہوئے مراد نے کہا تو کوکب نے حیرانگی سے مراد کو دیکھا۔

"کیا مطلب کس چیز کا ٹیسٹ تھا۔۔۔؟"

اس کی حیرانگی بجا تھی کیونکہ ڈاکٹر نے کچھ کہے بغیر ہی ٹیسٹ لکھ کر اسے تھما دیا تھا۔

"اندر جاو ڈاکٹر بتا دی گی۔۔۔۔"



وہ مسکراہٹ دباتا اسے ڈاکٹر کے روم میں بھیج کر بے تابی سے ٹہلنے لگا۔ زیادہ تر پیشنٹ چیک اپ کروا کر جا چکے تھے اس لئے لیے ہال تقریباً خالی تھا۔

دس منٹ بعد کوکب باہر آئی تو اس کے چہرے پر انوکھی چمک تھی۔

کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔؟

مسکراتے چہرے اور چمکتی آنکھوں کے ساتھ مراد نے ہلکا سا اس کی جانب جھک کر پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں کہہ رہی تھی سب ٹھیک ہے بس کچھ میڈیسن دی ہیں کھانے کے لیے۔۔۔۔۔"

اس کی چمکتی آنکھوں سے نظر چرا کر کوکب نے سنجیدہ چہرہ بنا کر جواب دیا تو مراد نے رک کر

اسے بغور دیکھا۔

"اور کچھ نہیں کہا ڈاکٹر نے۔"

مراد کچھ کچھ حیران تھا۔

"نہیں تو بس کہہ رہی تھی کہ اچھا کھاو گی تو بچہ ہیلدی ہو گا۔۔۔۔۔"

سامنے دیکھتے وہ روانی سے کہہ گئی۔ مراد اس کے ہمقدم تھا اس کی بات پر ٹھٹک کر رکا کوکب

اس سے ایک قدم آگے کی۔

"زرا گھر چلو تمہیں میں سیدھا کرتا ہوں۔۔۔۔۔"

کوکب کی شرارت پر مسکراہٹ دباتا کوکب کا ہاتھ تھام کر نرم سے لمس سے آشنا کراتا اس کا  
اچھ گھمبیر تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے۔۔۔ کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔؟"

گاڑی کے قریب آتے ہی کبیر نے بے تابی سے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں بس تم تایا اور صائمہ پھپھو بننے والے ہو۔۔۔۔۔"

اس کے انکشاف پر کبیر اچھلتا اس کے گلے لگا صائمہ بھی خوشی سی کوکب کے گلے لگی مبارک باد دینے لگی۔

"اچھا اب چلے صائمہ تھک گئی ہو گی۔۔۔"

ان کو وہی جما دیکھ کر کوکب نے مراد کو ٹوکا تو سر وہ اثبات میں سر ہلاتا گاڑی کھولنے لگا کچھ ہی دیر میں وہ لوگ واپسی کے لئے نکل چکے تھے۔

"بے جی آپ ابا جی سے بات کریں۔۔۔ اب تو صائمہ کی عدت ختم ہونے میں چند دن رہ گئے ہیں۔۔۔"

قمر آج ہمت کر کے بے جی کے سامنے آکر اپنا مدعا بیان کر رہا تھا بے جی نے سر اٹھا کر ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا جس کے چہرے کی رونق لوٹ آئی تھی۔

"قمر ایک بار پھر سوچ لے ایک بات یاد رکھنا زندگی میں کبھی بھی تو نے صائمہ کو اس کے پچھلے رشتے کا حوالہ دیا تو میں تجھے معاف نہیں کروں گی۔"

بے جی کا لہجہ سخت تھا۔

"بے جی وہ میری محبت ہے اور میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں جس نے مجھے میری محبت لوٹا دی۔۔۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آخری سانس تک کبھی بھی صائمہ کے ساتھ کچھ برا نہیں کروں گا۔۔۔"

قمر کے پختہ عزم پر بے جی نے بیٹے کی بلائیں لی۔ وہ بہت دل سے اس رشتے کے لئے راضی تھیں جس کے ٹوٹنے کی وجہ سے ان کے بیٹے کی خوشیاں روٹھ گئی تھیں۔

ان دونوں کو کارڈور میں اکٹھے آتا دیکھ کر سبحان نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا ایک طمانیت بھری مسکراہٹ چہرے پر چمکی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے میرین کی۔۔۔۔۔"

سلام دعا کے بعد عفان نے سبحان سے پوچھا جو اس کو ساتھ لئے میری کے کمرے کی جانب جا رہا تھا۔

"شکر ہے اللہ کا اب تو کافی بہتر ہے ورنہ تو پہلے دو دن تو سوتے میں ڈر کر چیخنا چلانا شروع کر دیتی تھی۔۔۔۔۔"

سبحان نے آگاہ کیا تو وہ تاسف سے سر ہلاتا دل ہی دل میں میری کی صحت کے لئے دعا مانگنے لگا۔

"لٹل سسٹر کیا حال ہے اب۔۔۔"

اندر جا کر اس نے میری کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بہت محبت سے پوچھا۔

"آپ نے کیوں زحمت کی یہاں آنے کی آپ کے بغیر بھی میں ٹھیک ہو رہی ہو۔۔۔"

میری کے لہجے میں عفاں کو دکھ محسوس ہوا۔۔

"میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں بیٹا۔ میں مجبوری کی وجہ سے آپ کے پاس نہیں آ سکا مگر

دیکھو میں دن میں کئی بار سبجان کو فون کر کے آپ کی خیریت دریافت کرتا تھا۔۔۔"

عفاں نے شرمندگی سے جوابا کہا تو میری نے ایک نظر عفاں کو دیکھا اور ناراضگی سے منہ موڑ کر لیٹ گئی۔ اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ میری اس سے شدید قسم کی ناراض ہے۔

"میری پیاری چھوٹی سی گریا اگر مجھے معاف کر دے گی تو میں نہایت شکر گزار ہوں گا اور آپ کا

کا بھائی سزا کے لیے بھی تیار ہے جو چاہے سزا دے لیں۔"

عفاں اس کا سر پکڑ کر اپنی طرف گھماتے ہوئے مخاطب ہوا تو میری نے خفگی سے عفاں کو

گھورا۔

"آپ جانتے ہیں نہ کہ ڈیڈ کے ڈیٹھ کے بعد میں آپ کو اپنا سب کچھ ماننے لگی ہوں میرے

سارے رشتے اب آپ کے ساتھ وابستہ ہیں اس کے باوجود آپ آج اتنے دن کے بعد میرے

پاس آئے ہیں۔۔۔"

اس کے لہجے میں موجود شکوہ عفاں کو شرمندہ کر گیا۔ اندر آتی ماہم شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں

میں ڈوب گئی۔

"میری گریا میں نے بھی آپ کو دل سے بہن مانا ہے۔ میرے علاوہ بھی دیکھو ہمارے گھر کا ہر فرد آپ کے لیے فکر مند ہے۔۔۔ ماما پاپا باہر آپ کے لیے پریشان کھڑے ہیں۔۔۔"

عفان نے نرمی سے کہا تو میری نے مسکرا کر ماہم کو دیکھا جو عفان کے قریب آکر کھڑی ہو چکی تھی۔

"آپ کو میں اچھی نہیں لگتی مجھے پتہ ہے۔۔۔ میں نے آپ کے شوہر پر قبضہ کر لیا ہے اس لیے۔۔۔"

مسکراتے ہوئے اس نے ماہم کو باور کرایا کہ وہ سب محسوس کرتی اور سمجھتی ہے۔

"نہیں میری آپ غلط سمجھ رہی ہو۔۔۔ میں جانتی ہو عفان آپ کو بہت پیار کرتے ہیں

تھوڑی سی مس انڈراسٹینڈنگ ہو گئی تھی وہ بھی شاید اس لیے کہ میں دوسروں کی باتوں میں آکر ان کے مطابق سوچنے لگی تھی مگر اب سب ٹھیک ہے اب آپ کی ماہم کو آپ بالکل ٹھیک ٹھاک چاہیے اس لیے جلدی سے ٹھیک ہو کر بستر چھوڑے پھر ہم نے پاکستان جانا ہے

اور آپ کو لیے بغیر ہم نہیں جائیں گے۔۔۔"

ماہم کے انداز میں سادگی تھی۔

عفان انہیں بات کرتے دیکھ کر مسلسل مسکرا رہا تھا۔



"میں بہت خوش ہوں۔ پہلی بار پاکستان جاؤں گی وہ بھی عفان بھائی کی شادی پر۔۔۔ مجھے سجان نے پاکستانی کلچر کی ویڈیو دکھائی تھی۔۔ میں بھی ویسے ہی کپڑے لوگی جیسے پاکستانی شادیوں پر پہنتے ہیں۔۔۔۔۔"

میری اپنا درد بھلائے پرچوش انداز میں ان کو اپنا پروگرام بتا رہی تھی۔ ماہم اس کا ہاتھ تھامے مسکراتی ہوئی اس کی معصوم صورت دیکھ رہی تھی۔

"لٹل گرل میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کے ڈیڈ کا بزنس سیل کر دوں۔۔۔ اس کی ساری رقم آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دوں گا۔۔۔۔۔"

عفان نے کہا تو میری نے حیرت سے دیکھا۔

"کیوں کیا آپ سے بزنس نہیں سنبھالا جا رہا۔۔۔۔۔"

اسے کے لہجے میں حیرانی تھی۔

"کام بہت بڑھ گیا ہے اور میں نہیں چاہتا کوئی بڑا نقصان ہو۔۔۔ آپ کی ڈگری ابھی کمپلیٹ ہونے میں چار سال لگے گئیں جبکہ میرا ارادہ ماہم کی پڑھائی ختم ہونے کے بعد پاکستان شفٹ ہونے کا ہے۔۔۔۔۔"

عفان کی بات سن کر میری کے چہرے پر پریشانی چھا گئی۔

"ابھی تو ماہم آپ کی پڑھائی ختم ہونے میں ایک سال باقی ہے۔۔۔ اتنا بڑا کاروبار ہے۔۔۔ آپ اتنا اچھا بیج کر رہے ہیں۔ میں نے تو پاپا سے بات بھی کی تھی کہ بزنس کے ففٹی پرسینٹ شیئرز آپ کے نام کروا دیں۔۔۔ کیونکہ بزنس تو آپ چلا رہے ہیں۔"

میری کی بات پر عفان کی ساتھ ماہم نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔

"نہیں گریا۔۔۔ ایسے تو میں پابند ہو جاؤ گا۔۔۔ میں بے شک بزنس چلا رہا ہوں مگر ایک ایمپلائی کے حیثیت سے تنخواہ بھی تو لے رہا ہوں۔۔۔۔۔"

عفان کو اس کی بات پسند نہیں آئی تھی۔

"تنخواہ تو آپ کے کام کے حساب سے کم ہے۔۔۔ پلیز بھائی مان جائیں۔۔۔ بلکہ آپ ایسا کریں

کہ بزنس بے شک پاکستان شفٹ کر لیں۔۔۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہی رہو گی جہاں آپ سب رہیں گے۔۔۔ پھر تو مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔"

میری نے آسان حل نکالنا چاہا۔

"میرین ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔ بزنس بھی پاکستان شفٹ کر لیں گے۔۔ ویسے بھی میری کی

شادی ہم نے اپنے بھائی سجان سے کرنی ہے اگر میری چاہے گی۔۔۔۔۔"

ماہم کی بات پر میری نے چونک کر ان کو دیکھا۔

"کیا آپ میری شادی اپنے بھائی سے کریں گی۔۔۔۔۔ آپ کا بھائی مجھ جیسی لڑکی سے کیسے

شادی کرے گا۔۔۔۔۔"

میری نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے استغفار کیا۔

"آپ جیسی کیا مطلب میری۔۔ کیا خرابی ہے آپ نے میں اور جو ایک اد مسئلہ ہے وہ ہم ٹھوک بجا کر ٹھیک کر لیں گے۔۔"

بات کرتے ہوئے ماہم شرارتی لہجے میں بولی تو میری نے مصنوعی گھوری ڈال کر عفان اور ماہم کو دیکھا۔

"سچی بات بتاؤ۔۔۔ میرا بھی دل نہیں کرتا آپ لوگوں کو چھوڑ کر کہیں جانے کا اور میں اتنے دن یہی سوچتی رہی کہ کس طرح میں آپ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ رہ سکتی ہو آج آپ نے میرا یہ مسئلہ بھی حل کر دیا میں سوچ چکی تھی کہ یہاں سے گھر جاتے ساتھ ماما کو کہو گی کہ وہ مجھے مسلمان بنا دیں مجھے وہ سب سیکھنا ہے جو آپ اور ماما پڑھتے ہیں نماز بھی اور وہ کتاب بھی۔۔"

میری کی بات سن کر دونوں کو شاک لگا انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ میری اپنے منہ سے مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کر رہی ہے۔

گھر جاتے ساتھ پہلی فرصت میں عفان نے میری کو مسلمان کیا اور بیگم سجان کی خواہش پر میرین کا نام خدیجہ رکھا۔ بیگم منزہ پورے دل سے روزانہ خدیجہ کو ایک آیت پڑھاتیں اور ماہم نماز یاد کرواتی۔

"اٹھ بھی جاؤ دونوں ابھی تک تم لوگوں کی نیند پوری نہیں ہوئی۔۔۔"۔

ان سب کو پاکستان پہنچے دس گھنٹے ہو گئے تھے سفر کی تھکاوٹ کے باعث آتے ساتھ سب بھی سونے کے لئے چلے گئے اب ماہم باری باری انہیں جگانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی کیونکہ ان کا سرپرائزنگ پلین کبیر اور فاطمہ کی طرف جانے کا تھا جن کو ان کی آمد کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔

"اٹھ جاؤ گیارہ ہو گئے ہیں اور کتنا سو گے میں اب تم لوگوں کو جگانے نہیں آؤں گی تم لوگوں کے پاس 15 منٹ ہیں تیار ہو کر آ جاؤ ہم نے ناشتہ کرتے ساتھ نکلنا ہے اور اگر تم لوگ نہیں آئے تو ہم چھوڑ کر چلے جائیں گے پھر نہ کہنا کہ بتایا نہیں۔۔۔"۔

تنگ آکر ماہم سبجان اور شعبان کو دھمکی دی جو بے سدھ پڑے تھے اور اس کی دھمکی کا اثر تھا کہ دونوں نے منہ منہ ہی آنکھیں کھول کر اس کو دیکھا جو کمر پر ہاتھ لٹکائے غصے میں کھڑی تھی۔

"اللہ آپ کی کبیر بھائی لوگ کہاں بھاگے جا رہے تھے۔۔۔"

سبجان بے چاگی سے بولا اسے مزید نیند کی ضرورت تھی۔

"مجھ سے ایک منٹ بھی صبر نہیں ہو رہا میرا بس چلتا تو میں ایئرپورٹ سے سیدھی فاطمہ کی

طرف جاتی میں تم لوگوں کی کوئی بات نہیں سنوں گی آنا ہے تو آؤ ورنہ میں چلی جاؤں

گی۔۔۔"

ماہم ایک بار پھر دھمکی دیتی واپس چلی گئی۔ خدیجہ ماہم کے ساتھ ہی اٹھ گئی تھی اور وہ تیار ہو کر نیچے آچکی تھی۔

کچھ دیر میں وہ سب نیچے ڈائننگ ہال میں موجود تھے۔ ماہم نے منزہ بیگم کے ساتھ مل کر ناشتہ لگایا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر سب کے لئے خریدے گئے گفٹس کے بیگ ماہم خدیجہ کی مدد سے نیچے لائی۔

"کیوں بار بار بیل دے رہی ہوں صبر کرو آجاتے ہیں۔۔۔"۔  
عفان نے اسے روکا۔

کبیر کے گھر پہنچ کر ماہم نے گاڑی سے اترتے ساتھ بیل پر ہاتھ ہی رکھ لیا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ گیٹ توڑ کر اندر داخل ہو جاتی۔

"کس کو آگ لگی ہے دو منٹ صبر نہیں ہوتا۔۔۔"۔

فاطمہ غصے سے گیٹ کے قریب آکر اونچی آواز میں بولی اور ماتھیں پر تیوریاں سجائے گیٹ کھولا۔

ماہم کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی بے ساختہ مسکرائے فاطمہ نے غصے سے ماتھے پر تیوری چڑھائے گیٹ کھول کر جیسے ہی سر باہر نکالا۔ ماہم کی شکل دیکھ کر چند لمحے منہ کھولے پاگلوں کی طرح اسے دیکھے گئی اور جیسے ہی سمجھ آئی چیختی ہوئی ماہم کے گلے لگ گئی۔ اس کے بچپن پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ چمکی۔



"ماہم مجھے یقین نہیں آ رہا میں تمہیں اپنے سامنے دیکھ رہی ہوں۔۔۔ عفاں بھائی قسم سے کیا سرپرائز دیا ہے۔۔۔۔"

خوشی سے چیختی ماہم سے ملنے کے بعد وہ اسی پر جوش طریقے سے ایسے عفاں کے گلے لگی۔ عفاں نے بہت محبت سے بازو کے گھیرے میں لے کر اس کے سر پر پیار دیا۔ خدیجہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کا جوش و خروش کو دیکھ رہی تھی۔

"اب اندر بھی چلو کیا یہاں پر ہی کھڑے رکھو گی مجھے پہلے بے بی دیکھنا ہے۔۔۔۔۔"

ماہم نے ٹوکا تو وہ سر پر ہاتھ مارتی اندر کی جانب بڑھی۔ کوکب کا حال بھی فاطمہ سے مختلف نہیں تھا۔ فاطمہ نے اندر جاتے ہی کبیر اور مراد کو فوراً واپس گھر آنے کے لیے کہا۔ ان کے پوچھنے پر بھی فاطمہ نے کچھ نہیں بتایا

یہ بھالو کتنا کیوٹ عفاں دیکھیں میری گود میں آکر بالکل نہیں رویا۔

ماہم چار ماہ کے اسامہ کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔

"فاطمہ آپنی اپنی دوست سے کہیں شرافت سے اسامہ کو ہمیں دے ایک گھنٹے سے لے کر بیٹھی ہیں۔۔۔۔"

سبحان جو کافی دیر سے کوشش کر رہا تھا اسامہ کو لینے کی تنگ آکر کر اونچی آواز میں فاطمہ سے مخاطب ہوا جو کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھی۔

"کیوں تم سے صبر نہیں ہوتا ابھی میں نے اس سے کھیلنا ہے

ماہم آپ سبجان کو نہیں دے رہی مجھے تو دے دیں مجھے بھی بے بی سے کھیلنا ہے۔۔۔۔۔"

خدیجہ کی آواز پر ماہم نے جھٹ اسامہ خدیجہ کی گود میں دیا سبجان نے خفگی سے بہن کو دیکھا۔

"یہ محترمہ آپ کی زیادہ سگی ہیں جن کو فوراً ہی دے دیا میں جو کب سے منتیں کر رہا ہوں میری کوئی ویلیو نہیں۔۔۔۔۔"

سبجان روٹھا روٹھا سا بولا تو خدیجہ نے فوراً کھڑے ہو کر اسامہ کو سبجان کی جانب بڑھایا۔

"میری جان شکریہ۔۔۔۔۔"

اس کے طرزِ مخاطب پر باقی سب نے جہاں سبجان کو گھوری سے نوازا وہیں خدیجہ کے چہرے پر سرخی چھا گئی۔ وہ سبجان کو گھوری سے نوازی واپس ماہم کے قریب بیٹھ گئی۔

"زیادہ خوش نہیں ہوں آپ نے مجھ سے سیر کروانے کا وعدہ کیا ہے بس اسی لیے میں نے اسامہ آپ کو دے دیا۔۔۔۔۔"

خدیجہ نے آنکھیں گھما کر کہا۔

"اچھا میں بھی کہو خدیجہ بی بی اتنی نیک کیسے ہو گئیں۔۔۔۔۔"

سبجان نے کا انداز شرارتی تھا۔

"میں شروع سے ہی نیک ہو آپ اپنی بات کریں۔۔۔"

خدیجہ نے ٹھک سے جواب دیا۔

"خبردار جو تم دونوں نے یہاں پر کوئی ڈرامہ لگایا خاموشی سے بیٹھے رہو۔۔۔"

ان کو دونوں کو نوک جھوک پر آمادہ دیکھ کر ماہم نے جلدی سے ٹوکائیوں کے اگر دونوں ایک بار شروع ہو جاتے تو پھر گھنٹے دو ان کی گولاباری ختم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔

بیل کی آواز پر عفان باہر کی جانب سے بڑا گیٹ کھول کر آرام سے گیٹ کے پیچھے ہو گیا کبیر اور مراد نے اندر قدم رکھتے ہی مڑ کر گیٹ کی دیکھا اور جیسے انہیں جھٹکا لگا عفان گیٹ کی کنڈی لگا کر ان کی جانب رہا تھا۔

"اولے جگر۔۔۔"

دونوں ایک ساتھ بولتے عفان پر چڑھ دوڑے۔ ان کے چہرے عفان سمیت خوشی سے چمکنے لگے تھے۔ اندر آکر سب سے ملتے ایک بار پھر گھر میں ان کی آوازیں گونجنے لگیں۔ خدیجہ کے متعلق سب پہلے سے جانتے تھے اس لیے اسے یہاں سب کے ساتھ دیکھ کر کسی کو حیرانگی نہیں ہوئی۔

"تجھے شرم آنی چاہیے بجائے اس کے آتے ساتھ ہی گھر آتا سسرال میں ڈیرے جما کر بیٹھ گیا ہے۔۔۔"

ملنے ملانے کے بعد کبیر نے عفان کو لتاڑا۔

"بس کر دیں کبیر بھائی۔۔۔ کہاں سے آپ کو وہ آن کا سسرال لگ رہا ہے ہمارے پاپا ہم سے زیادہ عفان بھائی کو پیار کرتے ہیں۔ بڑا بیٹا کہتے ہیں انہیں اس گھر کا۔۔۔"

شعبان خوشدلی سے کبیر کی بات پر چوٹ کر رہا تھا۔

"اچھا اس کا مطلب ہے کہ عفان نے تم لوگوں کی سیٹ چھین لی۔۔۔۔۔"

مراد نے قہقہہ لگاتے ہوئے شعبان اور سحان کو چھیڑا۔

"سچی بتائیں شروع میں بہت غصہ آتا تھا جب پایا اور ماما ٹوکتے کہ عفان سے کچھ سیکھو کتنا تمیز دار بچہ ہے۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ ہم عفان بھائی کی اچھائی کے قائل ہو گئے یہ واقعی ہمارے لیے بڑے بھائی بن گئے۔ اب تو یہ کبھی الگ ہونے کا کہیں تو ہمارے دل ڈوبنے لگتے ہیں۔۔۔۔۔"

شعبان پورے دل سے بولا۔ عفان مسکراتا ہوا سب سن رہا تھا۔

"ہم جانتے ہیں عفان کی عادتیں اتنی اچھی ہیں کہ ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔"

مراد کی تائید پر سب نے اس کا ساتھ دیا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ ولیمے کے بعد گاؤں جائیں گے۔۔۔ شادی یہاں ہی رکھ لیتے ہیں کیونکہ

برات کے لیے سفر بہت لمبا ہو جائے گا۔۔۔۔۔"

کھانے کے بعد سارے لڑکے اکٹھے بیٹھے تو عفان نے بات کا آغاز کیا۔ لڑکیاں سب فاطمہ کے کمرے میں تھیں۔

"ٹھیک کہ رہا ہے۔۔۔ گاؤں سے مہمان بلوانے کا مسئلہ نہیں۔۔۔ تین ہی گھر ہیں۔۔۔ یہاں

ان کے رہنے کا انتظام بھی آسانی سے ہو جائے گا۔۔۔۔۔"

مراد کی بات پر عفان اور کبیر سوچنے بیٹھ گئے۔

"بہن جی مجھے شرمندہ نہیں کرے میں پہلے ہی آپ لوگوں سے نظر ملانے کے قابل نہیں رہا میری فضول کی ضد اور ہٹ دھرمی نے میری بیٹی کو دکھوں سے دوچار کر دیا۔۔۔"۔

چاچا اختر کے لہجے میں پشیمانی جھلک رہی تھی اور چہرے پر شرمندگی ثبت تھی۔



قمر کے ابا نے چاچا اختر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دھیمے لہجے میں کہا تو انہوں نے تشکر سے قمر کے والدین کو دیکھا جو ان کے اتنے برے سلوک کے باوجود آج پھر ان کی بیٹی کے لیے ان کے گھر موجود تھے۔

"آپ لوگ جب چاہے اپنی امانت لے جائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔"

ان کے کہنے کی دیر تھی بے جی نے فوراً ہی مٹھائی کا ڈبہ کھول کر بسم اللہ پڑھ کر ان کے سامنے کیا۔ خوشیوں کا عکس ان کے چہروں پر جھللا رہا تھا۔ عفان اور کبیر بھی قریب موجود تھے۔

<https://www.classicurdumaterial.com/>

"ابا جی اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو ہم چاہتے ہیں کہ لاہور عفو کے ولیمے کے دن قمر اور صائمہ

کانکاح کریں اور قمر اور عفان کا ولیمہ واپس گاؤں آکر کر لیں گے۔۔۔"۔

مراد کی بات سن کر چاچا اختر نے سب کو ایک نظر دیکھا۔

"پتر جیسا تم سب چاہتے ہوں کرو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔۔"

انہوں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اب وہ کوئی مسئلہ کھڑا نہیں کرنا چاہتے تھے ان کی بیٹی کا گھر ایک بار اجڑ چکا تھا اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ اجڑی بیٹیوں کا بسنا آج کے دور میں بہت مشکل ہو گیا تھا۔

شہباز صاحب نے مہندی کا سارا انتظام گھر میں ہی کیا تھا ایک کنال پر مشتمل کوٹھی کا لان اتنا بڑا تھا کہ سارا انتظام وسیع پیمانے پر ہوا تھا شہباز صاحب نے مہندی کی رسم اکھٹے ہی رکھی تھی اس لیے سب ہی ان کی طرف موجود تھے۔

"آئی میں سب کو پالر سے پک کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔"

کبیر منزہ بیگم کو ڈھونڈتا ہوا اندر آیا تاکہ انہیں جانے کا بتا سکے منزہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا وہ سب بچوں کی شرافت کے قائل ہو گئی تھی۔ شہباز صاحب کو ذرا احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ لوگ غیر ہیں۔ کبیر اور مراد نے سحان اور شعبان کے ساتھ مل کر سارے انتظامات کروائے تھے۔

ماہم سبز اور پیلے امتزاج کے شرارہ سوٹ جس پر سنہری گوٹے کا کام تھا اور دوپٹے پر سنہری کرن تھی سچی سنہری نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے ساتھ خدیجہ بھی بالکل اسے جیسے لباس میں گریا لگ رہی تھی۔ سحان کی ضد پر شہباز صاحب اور منزہ بیگم اس کی شادی کے لیے مان گئے تھے اور ان کو منانے میں زیادہ ہاتھ عفان کا تھا کیونکہ وہ سحان کی کیفیت جان گیا تھا اس کی نسبت شعبان کا دور دور تک شادی کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔

فاطمہ اور کوکب صائمہ کے ساتھ مل کر ماہم اور خدیجہ کو لان میں سب سے سٹیج تک لائیں تو عفان اور سبحان جو لڑکوں کے ساتھ کھڑے گپے لگا رہے تھے مبہوت سے سانس روکے ان کو دیکھے گئے۔

دونوں کے دل کی دھڑکن بے اختیار ہوئی تھی۔

منزہ بیگم نے دونوں کو بلوا کر سٹیج پر بٹھایا۔

"ماہم میرا دل کر رہا ہے آج ہی رخصتی کروا لو۔۔۔"

عفان کی گھمبیر سرگوشی پر ماہم کی دل دھڑکا اور چہرے پر سرخی چھا گئی۔

"جی نہیں میں نے اتنا مہنگا لہنگا برات کے لیے لیا ہے اس مہندی کے سوٹ میں رخصتی کی کوئی تیک نہیں۔۔۔"

تھوڑا سا پیچھے ہو کر اس نے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر سرگوشی کی۔

"او اگر آج آپ نے وہ لہنگا پہنا ہوتا تو رخصتی ہو سکتی تھی۔۔۔"

عفان جیسے دور کوڑی لایا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو کیا مہندی پر کبھی کسی نے برات کا ڈریس پہنا ہے۔۔۔"

ماہم کے چہرے پر ہلکی سی خفگی چھائی عفان نے شرارتی نظروں سے اس کے چہرے کا حصار کیا۔

"ہم سب سے الٹا چلتے ہیں۔۔ ایک نئی بنیاد رکھتے ہیں۔ مہندی پر رخصتی کی۔۔۔"

عفان ہنوز شمرات پر آمادہ تھا۔

"آپ دونوں کیا کھسر پھسر کر رہے ہیں۔۔۔۔۔" فاطمہ ان کے قریب آکر اچانک بولی تو دونوں چونکے۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔"

دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

"خدیجہ آپ کمفرٹیبل ہو۔۔ کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔۔۔۔"

خدیجہ کے چہرے پر نظر پڑتے ہی فاطمہ نے تشویش سے پوچھا۔

"کیا ہوا خدیجہ۔۔۔۔۔؟"

سبحان نے پریشانی سے پوچھا وہ ابھی آکر بیٹھا تھا۔

"مجھے کمر میں درد ہو رہی ہے۔۔۔۔۔"

خدیجہ کی آواز دھیمی اور تکلیف کی مظہر تھی۔

کمر کی تکلیف اسے ڈیوڈ کے ریڑھ کی ہڈی پر بوٹ کی نوک مارنے سے ہوئی تھی۔ آج وہ پالرم میں بھی زیادہ دیر بیٹھی تھی اور اب مہندی کے فنکشن کی وجہ سے تھکاوٹ بڑھ گئی تھی۔

"تم نے دوائی نہیں لی دن کو۔۔۔۔۔"

سبحان کے لہجے میں اس کے لیے فکر تھی۔

"نہیں دن کو یاد نہیں رہا۔۔۔۔۔"

خدیجہ نے جواب دیا تو سبجان نے گھور کر اسے دیکھا اور خاموشی سے اتر کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں خدیجہ کی میڈیسن اور پانی کا گلاس تھا۔ اس کی کئی پر خدیجہ کی آنکھیں نم ہوئیں اور وہاں موجود سب نے ہی ان کی جوڑی کے سدا یوں ہی رہنے کی دعا کی تھی۔

"صائمہ مجھ سے کیوں چھپتی پھر رہی ہوں۔۔۔۔۔"

قمر کی نظر جیسے ہی صائمہ پر پڑی جو گود میں اٹھائے اسامہ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی وہ فوراً ہی اس کے قریب چلا آیا۔

ان کو گاؤں سے آئے دو دن ہوئے تھے اور ان دو دنوں میں صائمہ فاطمہ اور کوکب ماہم کی طرف آگئی تھی اس لئے قمر کی صائمہ سے بات نہیں ہوئی تھی۔

"میں نے کسی کا قتل نہیں کیا جو میں چھپتی پھر رہی ہوں۔۔۔۔۔"

صائمہ نے سنجیگی سے جواب دیا قمر نے افسوس سے اسے دیکھا پہلے والی صائمہ تو جیسے کہیں گم ہی ہو گئی تھی یہ تو کوئی اور ہی صائمہ تھی۔

"قتل تو کیا تھا مگر تم بھول گئی ہو۔۔۔۔۔"

قمر کی گھمبیر آواز پر صائمہ نے سنجیدہ نظروں سے اس کو دیکھا قمر کی آنکھوں میں محبت کے رنگ تھے جن سے صائمہ نے سرعت سے نظر چرائی۔

"میرے لئے میرے ماں باپ پہلے اور باقی سب بعد میں ہے۔۔۔۔۔"



صائمہ کی بات پر قمر کے چہرے پر کرب کے تاثرات ابھرے اس نے تاسف سے صائمہ کو دیکھا۔

اس کا مطلب ہے کہ میری محبت تمہارے لئے کوئی معنی "نہیں رکھتی تھی تم چاچا کے سامنے ایک بار تو انکار کرتی تم نے تو خاموشی سے ان کا فیصلہ قبول کر لیا۔۔۔"۔  
 آج ہی قمر کو صائمہ سے بات کرنے کا موقع ملا تھا اس لیے اس موقع کو گنونا نہیں چاہتا تھا۔  
 "مجھے انکار یا اقرار کا حق نہیں دیا گیا تھا بس فیصلہ سنایا گیا تھا جس پر ایک بیٹی ہونے کی حیثیت سے عمل پیرا ہونا میرا فرض تھا۔۔۔"۔

صائمہ اسامہ کے ہاتھ میں کھلونا دیتی آنکھوں میں ابھرنے والی نمی کو پلکیں جھپکا کر پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ بھرا گیا تھا۔

"بے جی کہتی ہیں کہ تمہارا اور میرا ساتھ تقدیر نے ایسے ہی لکھا تھا ہمیں بچھڑ کر ہی ملنا تھا۔۔ میں اپنے اللہ کا بہت شکر گزار ہوں جس نے میری خواہش اور محبت کو حسرت نہیں بننے دیا اور میری مانگی گئی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشی۔۔۔"۔

قمر کھلے آسمان کی طرف سر اٹھاتے تشکر سے بولا تو صائمہ نے ایک نظر اسے دیکھ کر پلکیں جھکا لی وہ ابھی نامحرم تھا نظر جما کر دیکھنے کا حق ابھی اس کے پاس نہیں تھا۔  
 "اسامہ کو مجھے دو اور جا کر سب کے ساتھ رسم کرو۔۔۔۔"۔

ہاتھ بڑھا کر اس نے اسامہ کو لیا اور صائمہ کو سلج پر بھیجا جہاں مہندی لگانے کی رسم کا آغاز ہو چکا تھا۔

شرافت کا مظاہرہ کرو ورنہ میں نے کسی کو نہیں بخشنا۔  
 عفان نے وہاں کھڑے لڑکوں کو تنبیہ کی جو عفان کو رنگنے کا انتظام کر رہے تھے۔  
 "آج کے دن شرافت چھٹی پر ہے۔۔۔۔۔"

کبیر نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ اس وقت کبیر مراد قمر اور شعبان ہاتھوں پر پلاسٹک کے دستانے چڑھائے ہاتھ میں ابٹن کا بادل تھامیں کھڑے تھے ان کے علاوہ دور کے کزن بھی موجود تھے۔

عفان اور سحان نے جیسے ہی ان کو ہاتھوں میں ابٹن بھرتے دیکھا۔ ایک جست میں چھلانگ لگاتے اپنے صوفے سے پچھلی طرف اترے اور اندر کی جانب دوڑ لگا دی۔ ان کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو لڑکے شور مچاتے ان کے پیچھے دوڑے کچھ ہی دیر میں عفان اور سحان ابٹن سے بھرے واپس باہر نکلے لڑکوں نے انہیں سر سے پاؤں تک ابٹن میں نہلا دیا تھا۔ ان کی اس درگت پر ماہم اور خدیجہ کے ساتھ باقی سب کی ہنسی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔  
 "ایان تم اتنے مہذب بنے کیوں پھر رہے ہو۔۔۔۔۔"

کبیر اور مراد نے اچانک ہی اس پر دھاوا بولا اور ہاتھوں میں موجود ابٹن اس کے چہرے پر مل دیا۔

ایان مہندی کی صبح فیملی کے ساتھ پاکستان پہنچا تھا۔

رات گئے تک یوں ہی رونق لگی رہی پھر شہباز صاحب اور منزہ بیگم نے سب کو زبردستی سونے کے لیے بھیجا۔ عفان سب کے ساتھ واپس گھر آیا تھا۔

"پاپا میں ہال کے انتظامات چیک کر آیا ہوں سب کچھ ٹھیک ہے کھانا بنانے کا کام بھی شروع تھا۔ مراد بھائی میرے ساتھ گئے تھے۔ ابھی مجھے اتار کر واپس گھر گئے ہیں۔۔۔"۔  
شعبان نے انہیں مکمل رپورٹ دی۔

"چلو اچھا ہو گیا اب تم تیار ہو جاؤ پھر بہنوں کو پالر سے بھی لے کر آنا ہے۔۔۔"

شہباز صاحب نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا شعبان سر ہلاتا اندر کی جانب بڑھ گیا جہاں سب ہی اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔ عفان رات کو خدیجہ کو اپنے ساتھ لے گیا تھا تاکہ بھائی کی حیثیت سے اسے اپنی طرف سے رخصت کر سکے۔

عفان تو ابھی تک ایسے ہی گھوم رہا ہے ٹائم دیکھ بارہ بج رہے ہیں۔

کبیر نے اس کو یوں ہی تیار ہوئے بغیر کھڑا دیکھ کر لتاڑا

میں تیار ہونے لگا تھا شیروانی کے ساتھ کا سوٹ نہیں مل رہا

عفان نے بے چاگی سے جواب دیا۔

"ایسے کیسے نہیں مل رہا سوٹ تو شیروانی کے ساتھ ہینگ کروایا تھا۔۔۔"

اب کبیر کو بھی پریشانی ہوئی وہ عفان کے ساتھ ساتھ کمرے میں گیا اور اور سارا کمرہ چھان مارا مگر شیروانی کے ساتھ کا سوٹ نہیں ملا۔

"ایسا کرتا ہو کام والی سے پوچھتا ہو کہیں اس نے تو اٹھا کر آگے پیچھے نہیں رکھ دیا۔۔۔"۔

کبیر عفان کو کہتا باہر نکلا اور اونچی آواز میں ملازمہ کو بلایا جو کچن میں مصروف تھی فاطمہ صائمہ اور کوکب کے ساتھ بیوٹی پالر گئی ہوئی تھی۔

"بھائی ایک شاپر پر بیڈ کے پاس گرا ہوا تھا وہ میں نے اٹھا کر الماری میں رکھا تھا آپ وہ چیک کر لیں کہیں اس میں نہ ہو۔۔۔"۔

ملازمہ نے نے بتایا تو کبھی واپس اندر دوڑا الماری کھول کر شاپر برآمد کیا شیروانی کے ساتھ کا سوٹ طے ہوا اس شاپر میں موجود تھا ان کی سانس میں سانس آئی۔

"یہ تو نے استری نہیں کروایا تھا۔۔۔"۔

کبیر نے اسے گھور کر دیکھا۔

"یار یہ لڑکیوں کے کام تھے ہو سکتا ہے فاطمہ کو

دھیان نا رہا ہوں ہو کل ہی قمر درزی سے لایا تھا۔۔۔۔"۔

عفان نے یاد آنے پر بتایا۔

"چل تو جا کر نہا میں یہ استری کروا کر لاتا ہوں۔ ان دونوں کو دیکھ جینٹس پالر ایسے گئے ہیں

جیسے ان کی بارات ہے۔۔۔"۔

کبیر نے بیچ میں مراد اور قمر کو رگڑا دیا جو تیار ہونے لگے تھے۔

"چل یار ان کو خوش ہو لینے دے۔ مجھے تو ویسی بھی یہ چونچلے نہیں پسند اسی لیے میں نے انکار کیا تھا۔"

عفان نے کہا تو کبیر سے گھوری سے نوازنا باہر نکل گیا۔

بارات کے استقبال کے لئے شہباز صاحب منزہ بیگم کے ساتھ شعبان اور سحان دروازے پر موجود تھے شہباز صاحب اور منزہ بیگم نے عفان کو دیکھ کر بے ساختہ ہی ماشاء اللہ کہا شہزادوں جیسی آن بان لئے وہ ان دونوں کے سامنے پیار لینے کے لیے جھکا منزہ بیگم نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر اس کے ماتھے پر پیار دیا اور شہباز صاحب نے اسے فخر سے گلے لگایا۔ باقی سب سے ملنے کے بعد سحان اسے سیٹج پر لے آیا۔

"تم بھی سکون سے بیٹھ جاو تمہاری بھی شادی ہے۔۔۔"

اسے اٹھتے دیکھ کر عفان نے ٹوکا۔

"ہائے بھائی کیا یاد کروادیا کب سے اس ظالم لڑکی کا انتظار کر رہا ہوں مگر جو ان کا میک اپ ختم ہونے کا نام لے۔۔۔"

سحان نے دبائی دی۔

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ دونوں تیار ہو کر آدھا گھنٹہ پہلے حال کے برائیل روم میں آچکی ہیں۔۔۔"



عفان نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا وہ اچھل کر کھڑا ہوا۔

"لو دیکھ لو میں یہاں پاگلوں کی طرح انتظار کر رہا ہوں اور وہ محترمہ آرام سے اندر بیٹھی ہیں آپ ذرا یہاں ہی تشریف رکھیں میں دو منٹ میں آیا۔۔۔"۔۔۔

سبحان نے جیسے ہی قدم بڑھایا عفان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس کھینچا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔  
 "خبردار جو تم نکاح سے پہلے میری بہن کو دیکھنے گئے شرافت سے یہاں بیٹھے رہو ورنہ میں پاپا کو بلا لوں گا۔۔۔"۔۔۔

عفان نے فوراً دھمکی دی۔

"کتنے ظالم بھائی ہیں۔۔۔ آپ بندہ تھوڑا سا ہی رحم کھا لیتا ہے صبح سے محترمہ کی شکل دیکھنی نصیب نہیں ہوئی۔۔۔"۔۔۔

سبحان کی بے تابی پر عفان خوشدلی سے ہنسا۔ اپنی عمر کے حساب سے سبحان پر جوش تھا جبکہ عفان مینچور ہونے کی وجہ سے پرسکون تھا۔

"کچھ دیر صبر کر لو شکل دیکھنے کا اجازت نامہ حاصل ہو جائے گا۔۔۔"۔۔۔

عفان اسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ عفان ان کے ساتھ خدیجہ کا سرپرست ہونے کی حیثیت سے نکاح کے لیے اٹھ کر اندر گیا۔ خدیجہ نے کانپتے ہاتھوں سے عفان کے ہاتھوں کی شفقت اپنے سر پر محسوس کر کے دستخط

کیے۔ سجان کا تو بس نہیں چل رہا تھا کیا کرے اسے بے تابی سے تیز تیز دستخط کرتا دیکھ کر سب نے ہی قہقہہ لگایا تھا وہ جھینپتا ہوا دستخط مکمل کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا گیا۔

"میں آپنی کو رخصت کرو گا تو آپ خدیجہ کو کیسے رخصت کریں گے۔۔۔۔۔"

کھانے سے فارغ ہو کر سجان عفان کے پاس آکر پوچھنے لگا۔ ماہم اور خدیجہ سرخ رنگ کے لہنگوں میں ملبوس گھوگھٹ میں بیٹھی تھیں۔ عفان نے مووی بنانے سے انکار کر دیا تھا اور باقی سب نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔

"یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ پہلے تم اور شعبان ماہم کو رخصت کر کے گاڑی میں بٹھاؤ پھر میں خدیجہ کو رخصت کر کے گاڑی میں بٹھاؤ گا۔۔۔۔۔"

عفان نے چٹکیوں میں مسئلہ حل کیا۔

شادی کا دن بخیر و عافیت گزرنے کے بعد اگلے دن عفان اور سجان کے ولیمے پر قمر اور صائمہ کا نکاح اور رخصتی کر دی گئی۔

خوشیوں کے ہندولوں پر جھولتے تینوں نئے جوڑے شہباز صاحب کی طرف سے گفٹ میں دیئے عمرے کے ٹکٹ پر سعودی عرب روانہ ہو گئے۔

\*\*\*\*\* ختم شد \*\*\*\*\*